بعون صانع زمین و زمان و فضل خلاق کون و مکان

کارنامۂ نازک خیالی و صحیفۂ شیریں مقالی کلام حسرت تاثیر حسن عشق کی
اشعہ بر ناظرین مثل اشراق آفتاب دل پر قلق -

افکار عاشق

المعروف بہ اسم تاریخی

شاہد نظام

سنہ ۱۳ھ

نذر گذرانیدۂ حضرت بندگان اقدس جناب میر محبوب علیشاہ بہادر
دام اقبالہ ادنی کمترین فدوی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق
دہلوی معتمد ریاست بیکانیر

بمطبع ابراہیمی واقع شاہ علی بنڈہ باہتمام محمد علی بیگ رونق طبع یافت

CHECKED 1987

CHECKED

[illegible] ناظرین [illegible] کتب [illegible]
[illegible] مل سکتی ہیں اور [illegible] رقعہ [illegible]

[illegible] - یہ او توی رندانہ طبیعت تو سنئے دیکھی ہوگی [illegible] باغ کی رنگینی طبیعت آج تک [illegible] دنیا [illegible] پیار ہے اور [illegible] نکلی [illegible] ہوئی طبیعت والا [illegible] اور [illegible] قیمت [illegible] محصول۔ ۶

افسانۂ حیرت - یہ عجیب تماشا ہے جو آج تک شائع نہیں ہوئی ہدیۂ ناظرین ہے اسمیں تین قسم کے رقعہ ہیں۔ اول عزیز باپکے پاس خط بیٹے کے نام ہیں جتنی باتیں کہ طلبائے ہند میں قابل اصلاح ہیں سکو باپکے شفقت بھرے خطوں میں واکر دیا ہے دوسرا حصہ اس تماشا کا وہ ہے کہ جس میں دوستوں نے دوستوں کو خط بھیجے ہیں انہیں اُن باتوں کی اصلاح ہے جو باہم برابر کے دوست (خواہ بوجہ تعصب خواہ بوجہ کم عقلی) دوستوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں جنپر مہذب دنیا کے نوجوان تاسف کرتے ہیں تیسرے حصہ میں ماں باپ کی [illegible] ان کے خطوط پیاری بیٹی کے نام ہیں انہیں عورتوں کی ان بیہودہ اور خراب عقائد کی اصلاح ہے جس سے ہمارے [illegible] تعلیمی بہت [illegible] اسکے بعد متفرقات خطوط ہیں۔ قیمت [illegible]

مسدس حیرت حصہ دوم اسمیں مسدس حالی کی [illegible] کی لیاقت سے کیگئی ہے قیمت مع محصول

مسدس حیرت حصہ سوم - اسمیں یہی بات ہے کہ اول مولانا حالی صاحب کا خطوط وحدانی میں ایک بند نقل کیا ہے اور پھر اسکی تردید کی ہے کل مسدس کا یہ طریق رکھا گیا ہے۔ قیمت مع محصول

پھول والوں کی سیر اس کتاب میں پھول والوں کے میلہ کا بیان ہے کہ اسکی ابتدا کب ہوئی اور کیا کیفیت آئی ہے اور دہلی کے باشندے جوق جوق کس ذوق وشوق میں جاتے ہیں ہر سال کتنے سنئے تو تعجب ہیں

الانصاف مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بامحاورہ اردو زبان میں عربی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے درحقیقت میں الانصاف بہت ہی روشن دلیلوں سے مقلدوں اور غیر مقلدوں کے اُن متنازعہ فیہ باتوں کا فیصلہ ہے کہ جنکے سبب سے وہ تنگ اسلام ہو رہے ہیں۔ قیمت مع محصول

تاریخ قیصری - جس میں اعتماد پرشاد [illegible] تقسیم [illegible] ممالک ہندوستان مع نقشجات ہند وکیفیت دربار وعمارات دہلی وغیرہ وقاعدہ نوشت وخواند اردو وانگریزی [illegible] ہے۔ قیمت مع محصول۔

بھاو پرکاش خط ہندی - یہ کتاب اپنے اوصاف میں بے مثل [illegible] عدیل ہے اسکے مولف پنڈت بھاو مصر صاحب نے وہ ادویات امراض کا علاج اور نسخہ جات تجربات جو یا ون تولہ یا رتی کا حکم رکھتے ہیں وہ عجائب غرائب حالات معالجات اقسام امراض میں کتب مستند [illegible] سشرت وغیرہ سے اور نیز اُن کتب سے جو ہر فرد بشر کو دستیاب ہونی غیر ممکن ہیں انتخاب کیے ہیں سکا ترجمہ بطور خیر خواہی انام بدیں جہت کہ علم سنسکرت فی زمانہ معدوم ہے پنڈت سری راو کرشن چندر صاحب بھی نواسی سے کرا کر معمول ٹیکہ تفصیل [illegible] پر نہایت خوشخطی سے تین جلدوں میں طبع کرایا گیا ہے جسمیں سے کاغذ گندہ کا دست بدست شائقین نے خرید فرمایا سفید جتنا کی بھی قریب نصف کے بک چکا ہے گلابی بہت کم باقی ہے۔ قیمت مع محصول۔

سفید [illegible] گندہ [illegible] سفید [illegible] گلابی [illegible]

خلاصہ [illegible]
مولف صاحب کے انتخاب [illegible] جو بادشاہ [illegible] وکلا سے آخر کے وقت تعلیم دیتے ہیں۔ واضحی [illegible] قانون [illegible] شاستر کو رسے میں بند کیا ہے۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچۂ دیوان موسوم بہ افکار عاشق

جبین فرسائی لازم ہے تو واجب عجز و زاری ہے
جھکا لے سر قلم اپنا کہ لکھنی حمد باری ہے

یہ وہ مضمون مشکل ہے کہ ان کاغذ کا ہے تشریف
سیاہی روشنائی کی رخ روشن ہزاری ہے

ازل سے تا ابد قالوبلی کہتے ہی گذرے گی
زبان وہ موج کوثر ہے کہ جسکا فیض جاری ہے

حقیقت مین اُسکی سنعت اُسکی عیب ہے لیکن
بشر کو بھی ہے کچھ دعوی یہ شان کردگاری ہے

ریاضت عمر بھر گر ہو ریا کے ساتھ تو پھر کیا
اگر مقبول اک نکتہ ہو تو لاکھون سے بھاری ہے

قلم پہ لوا الحمد ہو جائے گا محشر مین
اگر اسکا مشغلہ تحمید ہے مدحت نگاری ہے

ادا جب حمد کا حق ہو نہ سکے عاشق سو یون ہے
زبان مین کب یہ طاقت ہے حقیقت کیا ہماری ہے

اللہ اللہ تیری شان عالی شان بحد بے پایان بمصداق کل یوم ہو فی شان مین ملائکہ و انسان کا طائر بیان و امکان و وہم و گمان سرگردان ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ تیری علم و قدرت کا پایان بفحوائے خلق الانسان علمہ البیان بادرۂ جان اور دیدۂ جنان سے ۔ غیر نمایان ۔ اور نعت حبیب لبیب رب العالمین شافع یوم الدین شفیع المذنبین فخر المرسلین خاتم النبیین مسند نشین عز و تمکین مین نطق زبان عجز قرین مدحت آگین ہین اعنی صحابۂ جلیل التمکین المکرمین الطاہرات

رہنمایان راہ یقین و ہادیان شرع مبین طریقت تمکین و حقیقت آئین میں طبع حزین نیاز آگین ابنا ابجد ارباب کمال کا خوشہ چین سروران اقلیم سخن کا پیرو آئین عشق و عاشقی میں حریف نامدار قیس و وامق محمد اقبال حسین عاشق وکیل راج بیکانیر متعینہ ریزیڈنسی ریاستہائے راجپوتانہ کہ جس نے خار و خس بیابان عشق کی دبی چھپائی دبی دبائی آگ کی چنگاریوں کو شعلہ ہائے آتش فراق مہوشان لیلیٰ ادا کے نالہ الم سے کرید کر شرر انگیز کیا - اور مضامین محمل نشین دل و دماغ سے ہمچوان بکر ناگفتہ نے تازیانۂ شوق کو وادی لق و دق تمنا میں تیز کیا گلعذاران عذرا شمائل پیکر تصویر خیالی کو زردی رنگ اور خونابۂ دل کے تازہ سے آب و تاب دی - اور خیابان گلشن حسن کی گلچین خزان رسیدۂ وامق کے دامان تمنا کو اشکباری چشم حسرت تازہ سے زیب و زینت بخشی -

ہجوم آلام نے اس قابل نہیں رکھا کہ بزم طرب میں آسکوں - اور وفور افکار نے اس لایق نہیں چھوڑا کہ ہنسی خوشی والوں کو اپنی روتی صورت دکھا سکوں - کیونکہ سر شوریدہ میں سودائے گیسو ہے - جبین نیاز میں درد - آنکھوں میں تپ ہجران کی سوزش ہے - لبوں پر آہ سرد - زبان پر لفظ ہجران کے چھالے ہیں - تیماردار کوئی پوچھئے تو کچھ فریاد ہے کچھ نالے ہیں - گردن میں طوق زلف گرہ گیر ہے - سینہ میں داغوں کا ہجوم کثیر ہے - ہاتھوں کو شغل گریبان چاکی ہے - پاؤں کو راہ صحرائے مصیبت میں پیمائی ہے - کمر حسرت اور ارمان کے بوجھ سے خم ہے - لکھنے پڑھنے کی طاقت بہت کم ہے - نثر کا ہر فقرہ دلگیر اور نظم کا ہر مصرع الجھن کی تصویر - پریشانیوں کا پیکر - افکار کا محضر - آلام کا نمونہ - غموں کا چربہ - صدموں کا سانچہ - حسرت کا خاکہ - وحشت کا عکس - بیقراری مرغ دل کا رقص - ویرانہ کا رہنما - ایک گنگا - دوسرا جمنا - مگر جذبۂ دل کب مانتا ہے - چپ رہوں تو بھویں تانتا ہے - دوستی کو دشمنی جانتا ہے - ہائے ہائے تمنائے عشق حسینان خیالی دلمیں - بلکہ آب و گل میں - جسکے پورے ہونے کا اعتبار نہیں - بے وفا زندگی پر اختیار نہیں - کچھ عجیب حال پر اختلال ہے - نہ دل برجا ہے - نہ خاطر بحال ہے -

یکسوئی سے یکسوئی ہے - طبیعت کیا ہے گویا چھوئی موئی ہے - بارے طبع پریشان کو گھیر گھونٹ کر کچھ کہنے کی ہمت بندھائی - تو گویا سونے کی چڑیا ہاتھ آئی سچ تو یہ ہے کہ امداد و ہو اللطیف الخبیر نے کار لطف کیا - یعنی حضرت داغ کے دیوان دوم موسوم بہ آفتاب داغ کی غزلوں کو از اول تا آخر مطلع سے مقطع تک انہیں قوافی و ردیف میں ہمردیف کیا پھر اکثر غزلوں کی طرح میں بعد پورا کرنے قوافی کے آزادانہ غزلیں لکھیں اور انکے سوا جو اس عرصہ میں دیگر طرحوں پر متفرق غزلیں کہنے کا اتفاق ہوا تھا وہ بھی اسی میں بردیف وار درج کر دیں - زبان دہلی ایک ہی سانچہ میں ڈھلی ہوئی اور مستند زمانہ ہے - مگر مضامین کی آمد اور بندش کی ترکیب اپنے اپنے افکار اور لیاقت علمی کے موافق جداگانہ ہے - یہ ایک وہ طرز خیال کی گئی ہے کہ آجتک دیوانہائے فارسی و اُردو اساتذہ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی میں نہیں دیکھی گئی - قدردانان سخن - و جوہر شناسان فن شاعری سے استدعائے داد ہے - اور خطا پر اگر عیب پوشی کی آنکھ پڑجائے تو عین صاد ہے بقول مرزا بسم اللہ بیگ بسمل -

جبکہ سخن مستحق داد ہے　　پھر نہ ملے داد تو بیداد ہے
مستحق داد کو جو داد دے　　آپ بھی وہ مستحق داد ہے

غرض نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے

واللہ المستعان

وعلیہ التکلان

فقط

یاسمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوہ نگاہ میں ہے کسی بے نیاز کا
پتلی ہماری آنکھہ کی پتلا ہے ناز کا

احد میں میم حرف ہے راز و نیاز کا
اے چشم نکتہ بین تجھے موقع ہے ناز کا

ہمکو خضر ملے نہ رہِ عشق مین کبھی
پھر کیون لقب ملا ہے مسافر نواز کا

مین وہ نہین کہ ناز تمھارا اُٹھاؤن گا
بندہ ہون اے بتو کسی بندہ نواز کا

سُن لیجے گوشِ دل سے کہ جھگڑا چکے کہین
قصہ ہو مختصر مری عُمرِ دراز کا

دل مین سماگئین جو حقیقت نمائیان
ہمنے کیا ہے قطع علاقہ مجاز کا

دامن پھٹے تو خیر گریبان نہ چاک ہو
اے جوششِ جنون یہی پردہ ہے راز کا

سینہ صدائے نغمۂ یاحق سے گونج اُٹھا
تارِ نفس نہین ہے یہ ہے تار ساز کا

ہم رہبرِ طریقت و محوِ جمال ہین
رستہ ہوا ہے صاف نشیب و فراز کا

عشقِ بتان حرام ہے حورون کا غم حلال
واعظ مجھے سبب تو بتا امتیاز کا

ایک آگ سی ہے پانی کے اندر لگی ہوئی
ادنےٰ کرشمہ دلکی ہے سوز و گداز کا

دوزخ مین بھی وہ دامنِ زاہد نہ خشک ہو
چھینٹا پڑا ہے جسپہ یہان حرص و آز کا

ساقی پلا دے مے کہ بجھے پیاس حشر کی
فتوا ملا ہوا ہے ازل سے جواز کا

ہے آرزو یہی کہ آلہی بروز حشر
سایہ ہمارے سر پہ ہو شاہ حجاز کا

اللہ رے عشق تیری کرشمہ طرازیاں
محمود غزنوی سا ہو بندہ ایاز کا

(مقطع)

عاشق جھکائے رکھیو جبینِ نیاز کو
رتبہ بلند ہے سرِ عجز و نیاز کا

(زائد از طرح دیوان)

سیکھا ہے ہمنے عشق سے شیوہ نیاز کا
پایا ہے تمنے حسن سے انداز ناز کا

خنجر کو دیکھکر سرِ تسلیم جھک گیا
پایا ہے جان پہ کھیل کے رستہ نماز کا

کچھ شک اگر ہو عرصۂ محشر سے ناپ لو
دامن دراز ہے مرے عجز و نیاز کا

کیسی کمر کہان ہے دہان بات ہے کوئی
یہ بھی ڈھکوسلا ہے کسی عشق باز کا

بخشا ہے رنگ گل کو نوا عندلیب کو
تو نے دیا صبا کو اثر اہتزاز کا

یارب یہ کون وادیٔ غربت مین مر گیا
آئی صبا چڑھانے جو دونا نیاز کا

ٹھکرا رہے ہو قبر مری جان بوجھ کر
توبہ کرو یہ کونسا موقع ہے ناز کا

سچ ہے کہ جانے والے کا مشکل ہے روکنا
پیچھا نہ کر سکا کوئی عمرِ دراز کا

جس پر ہزار مہر تصدق ہون رشک سے
اللہ رے داغ میری جبین نیاز کا

بیدار ہو کہ رات بہت کم ہے زیست کی
اے بخت خفتہ وقت ہے عجز و نیاز کا

اللہ ہی بچائے دل ایسے غنیم سے
لشکر ہے جسکے ساتھ بڑا کبر و ناز کا

پہونچے جہان رسول ملائکہ نہ جا سکے
پل مین سفر کیا رہِ دور و دراز کا

(مقطع)

عاشق جو تمنے آہ بھری ہجر یار مین
اڑ جائیگا دھوان فلک حقہ باز کا

احمد اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
رنگ مین رنگ ملا خوب ہوا خوب ہوا

چشم باطن ہمین مرغوب ہوے خوب ہوے ۔ دل حق بین ہمین مطلوب ہوا خوب ہوا
پردہ حائل نہ رہا طالب و مطلوب مین کچھ ۔ قربت حق کا پیدا اسلوب ہوا خوب ہوا
فخر آدم بھی ہوا فخر دو عالم بھی ہوا ۔ تجھ سا محبوب جو مرغوب ہوا خوب ہوا
سر بسر حسن خداداد جو یوسف کو ملا ۔ نور بینائی یعقوب ہوا خوب ہوا
بیقراروں سے تمھارے نہ کبھی ہو سکتا ۔ صبر پیدا اسپئے ایوب ہوا خوب ہوا
مین نہ پیدا ہوا پہلے یہ کرم حق نے کیا ۔ تیری امت ہی مین منسوب ہوا خوب ہوا

کلمہ حشر مین پڑھتا ہوا اوٹھا **عاشق**
ساری خلقت مین نہ محجوب ہوا خوب ہوا

زائد از طرح

فرض ہے عبد کا معبود کو یکتا جانے ۔ سجدۂ غیر جو معیوب ہوا خوب ہوا
ہوتی عبرت نہ ملائک کو انانیت سے ۔ حق سے شیطان جو معتوب ہوا خوب ہوا
توہی تو دل مین سمایا ہے خدایا میرے ۔ ماسوا تیرے جو مسلوب ہوا خوب ہوا

ہر بن مو سے نکلتی ہے صدا صل علی
قبر **عاشق** پہ یہ مکتوب ہوا خوب ہوا

عشق مین بس یہ ہنر پیدا کیا ۔ کچھ نہ رکھا جس قدر پیدا کیا
ضعف نے موئے کمر پیدا کیا ۔ تھا کہان ہمنے مگر پیدا کیا
جو نمک زخمون پہ چھڑکے رات دن ۔ چارہ گر وہ ڈھونڈ کر پیدا کیا
جستجوئے خانۂ دلدار مین ۔ خود کو کھو کر دل مین گھر پیدا کیا
جب چلے دنیا سے خالی ہاتھ تھے ۔ یون تو ہم نے عمر بھر پیدا کیا
ساتھ دیتا ہے جگر بھی آہ مین ۔ دل نے اچھا نوحہ گر پیدا کیا

ان بتون کے ناز اوٹھانے کے لیئے
عاشقون کو بے جگر پیدا کیا

کوہکن بھی کہہ اوٹھا اوستاد ہو
عاشقی مین وہ ہنر پیدا کیا

رہتین ہم پھر دشمنون کی جان کو
ربط اوسنے پھر اُدھر پیدا کیا

وہ بھی دشمن کے لیئے ہین بیقرار
عشق نے اولٹا اثر پیدا کیا

کیون نہ ڈوبے چارہ گر جب بحرِ خون
نبض یا ہیری چھیڑ کر پیدا کیا

آپ کے موئے میان کو دیکھ کر
ہم نے بھی تارِ نظر پیدا کیا

ربط اون سے حضرت عاشق بھلا
آپ نے کیا دیکھ کر پیدا کیا

زائد از طرح

آہ نے اپنا اثر پیدا کیا
سر پہ اک چرخِ دگر پیدا کیا

یا الٰہی موت کو کیون دے دیا
جو کیا اور جس قدر پیدا کیا

تم مٹاتے ہو پہ خالق نے میرے
کچھ نہین تھا مین مگر پیدا کیا

سرورِ کونین کا اللہ نے
نور سب سے پیشتر پیدا کیا

جور کا شکوہ ہے کیا۔ خود ڈھونڈ کر
ہم نے شوخِ فتنہ گر پیدا کیا

دردِ دل کی چارہ جوئی خوب کی
اور اولٹا دردِ سر پیدا کیا

کچھ پتہ امید کا ملتا نہین
کیا عبث [illegible] گھر پیدا کیا

عاشقون کی آہ نے تاثیر کو
بے محل دیکر کے اثر پیدا کیا

ان بتون کی کیا بنا خلقت سنگ سے
سنگدل ان کو لیکر پیدا کیا

دل بھی قاصد کے گیا ہمراہ وہان
راہبر نے راہبر پیدا کیا

کشتۂ تیغِ ادا نے شوق سے
شمع کی مانند سر پیدا کیا

(مقطع)

ہو گئی شہرت عاشق اپنی بھی
نام قاتل نے اگر پیدا کیا

بھاری ہیں بارِ غم سے بہت دوشِ نقشِ پا
کس سے گلہ کریں لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا منہ صبا کا ہو جو ہم آغوشِ نقشِ پا
ہے نازک لطیف تن و توشِ نقشِ پا

گھٹ جائے قدرِ لعل و گہر کی جہان میں
بنجائے دل گر اپنا دُرِ گوشِ نقشِ پا

دل میں جو تھی زمیں پہ وہ آبرو نہیں
کیا صفتِ خاک دھول ہوا جوشِ نقشِ پا

نالے کئے تو دھول اوڑی راہِ نقش میں
آہیں بھریں تو اوڑنے لگے ہوشِ نقشِ پا

سر میرا فخر سے ہو فلک پر گر آپ کا
مانندِ چتر سر پہ ہو سرپوشِ نقشِ پا

غلمان و حور جسپہ مٹے ہیں وہ عکسِ نور
نامِ خدا ہے کیا ہی تن و توشِ نقشِ پا

تو نے گرا کے آنکھ سے اتنا کیا سبک
پستی مری اوٹھا کے چلے دوشِ نقشِ پا

روتا ہوں اوسکے نقشِ قدم کے خیال میں
جب سوچتا ہوں شکلِ فراموشِ نقشِ پا

کچھ بھی کریں نہ ناز پھر اپنے شباب پر
حوریں کبھی جو دیکھیں ترا جوشِ نقشِ پا

افتادگانِ خاک کے لینے لگے قدم
جھکنے لگے ہیں اب تو سر و دوشِ نقشِ پا

بادِ صبا کے ناز اوٹھاتا ہے راہ میں
اسواسطے ہوا ہے گراں دوشِ نقشِ پا

جاتے تو ہیں وہ باغ میں لیکن یہ خوف ہے
ایسا نہ ہو نسیم بھرے گوشِ نقشِ پا

وہ نقشِ پا زمیں پہ ہیں تصویرِ چشمِ حور
دل کیونکہ ہو نہ عاشق و مدہوشِ نقشِ پا

پوچھیں اگر میں یار تیری کجروی کا حال
کچھ بول ہی اوٹھیں لبِ خاموشِ نقشِ پا

(مقطع)

آتا ہے ہمکو یاد شبابِ پری وشان

عاشق خدا دکھاوے نہ اب جوشِ نقشِ پا

بھرتے تو ہین وہ خاک سے آغوشِ نقشِ پا
گالی نہ دے اوٹھے لبِ خاموشِ نقشِ پا

ایسی ہوا چلی کہ اوڑے ہوشِ نقشِ پا
کچھ بولتے نہین لبِ خاموشِ نقشِ پا

میرا نہ حال دیکھ سکے اور نہ سُن سکے
آنکھین ہوئی ہین کور تو کر گوشِ نقشِ پا

تم کیا چلے گئے کہ تڑپتا ہے خاک پر
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوشِ نقشِ پا

جاتے ہین گھر وہ غیر کے یہ بولتے نہین
کیا سی دیے گئے لبِ خاموشِ نقشِ پا

نقشِ قدم تمھارا سُنے میرا حال کیون
قسمت سے میرے پھوٹ گئے گوشِ نقشِ پا

بادِ صبا کے ہاتھ سے برباد ہونے کو
اچھا نہین ہے حد سے سوا جوشِ نقشِ پا

ہمنے بھی ہوش کوچۂ جانان مین کھو دیئے
دیکھے جو جا کے صورتِ بیہوشِ نقشِ پا

ایک آہ سے تری بھی اوڑاونگا خاک مین
اے دامنِ صبا نہ ہو روپوشِ نقشِ پا

اسواسطے کہ حال نہ میرا کہین سنے
موجِ صبا نے کاٹ دیئے گوشِ نقشِ پا

لذت مین بیخودی کے پڑے ہین وہ دم بخود
اوٹھینگے کیا اوٹھائے سے مدہوشِ نقشِ پا

کوئی شریکِ وقتِ مصیبت نہین مگر
یارب ہماری خاک ہو ہمدوشِ نقشِ پا

ڈرتا ہون مین کہ آگ نہ لگجائے آہ سے
پردے تو کھول ڈالین ذرا گوشِ نقشِ پا

جانے کا بزمِ غیر مین دیتے ہین سب پتا
ظالم نہ ہو تو وعدہ فراموشِ نقشِ پا

اے جان تم زمین پہ رکھتے ہو پانون کیون
ہوتی ہے خاکِ راہ ہم آغوشِ نقشِ پا

خورشیدِ حشر کیا ہے ہمارے رسولؐ کا
کافی ہے ہمکو سایۂ آغوشِ نقشِ پا

پائے رسولِ پاک کا سر پر ہو جسکے نقش
اصلا نہو سکے گا سبکدوشِ نقشِ پا

عاشق سبک خرام ہو مثلِ بوئے گل

پھر سہل سے رہو گے ہم آغوش نقش پا

کر سکے گا خنجرِ فولاد کیا
سخت جان پر آپ کی بیداد کیا
ہجر مین کیون نغمہ سنجی عندلیب
نوحۂ غم کی مبارکباد کیا
سخت جان ہو تو بھی مجھ سا کوہکن
کر سکے گا دشنۂ فولاد کیا
اونکو کیونکر ہو مرے مرنے کا غم
جانِ شیرین کو غمِ فرہاد کیا
کثرتِ عشاق بتخانہ مین کیون
خاکِ عاشق سے بھرے بنیاد کیا
آرزوئین دل کی ساری مرگئین
اب یہ بستی ہو سکے آباد کیا
دیکھتے ہی اوسکو بیخود ہو گئے
وہ بھی حیران ہین کرین ارشاد کیا
اوسکی چتون پر ہے بسمل اک جہان
ہو عیان بیدادگر کی داد کیا
جب توقع ہی نہین زاری ہو کیون
جب سماعت ہی نہین فریاد کیا
ہین قفس مین ہم تو دونون ایک ہین
یہ چمن کیا خانۂ صیاد کیا
یاد رکھنے کو جو کہتا ہون تو وہ
کہتے ہین تم کیا تمھاری یاد کیا
جیتے جی جو مرگیا ہو آپ پر
مرگ پر اوسکی مبارکباد کیا

فصلِ گل آتی ہے آئے یا نہ آئے
وہ نہین تو دل ہو **عاشق** شاد کیا

زاید از طرح

داد گر ہی جب نہین فریاد کیا
شکوۂ جورِ ستم ایجاد کیا
وہ کرے گا زلف سے آزاد کیا
دائمی قیدی کو ہو میعاد کیا
بھول کر بھی یاد جو کرتا نہ ہو
اوسکی اپنے دل سے بھولی یاد کیا

پائے بند عشقِ زلفِ یار ہین
پھر ہمین اندیشۂ صیاد کیا

یاد دلوایا جو اقرارِ وصال
ہنس کے بولے پہلی باتین یاد کیا

ہو رہے ہین غیر کے گھر رت جگے
پھر گئی اولٹی مری فریاد کیا

پھر کے کیون آتی ہے آہِ نارسا
گھر رقیبون کا ہوا برباد کیا

بے اثر ہین جب تو سب ہین رائگان
نالہ کیا آہ و فغان فریاد کیا

جل گیا ہے آتشِ ہجران سے خون
فصد کھولے گا مری فصّاد کیا

جب کہ دامن خارِ غم سے چاک ہے
پھر جنون سے خواہشِ امداد کیا

جھوٹے وعدون پر ترے اے بیوفا
ہو دل ناشاد اپنا شاد کیا

اوڑ گیا تن کے قفس سے صیدِ جان
ہاتھ ملنے سے ہے اب صیاد کیا

توڑتا ہے دم مرے سینہ مین کیون
تجھپہ اے دل پڑ گئی اُفتاد کیا

ان بتون کا دل پسیجے کس طرح
مین بھلا کیا اور مری فریاد کیا

مدعی میرے مقابل خاک ہو
اوسکی ہستی کیا ہے اور بنیاد کیا

شورِ یا لیلی کیا عاشق نے جب
قیس بولا نجد مین اوستاد کیا

مجکو تم چاہو غلط ہے یہ تماشا کیسا
خود مین عاشق ہون مرا چاہنے والا کیسا

وہ نہ آیا یہ گیا پڑ گیا رونا کیسا
کھو دیا دل بھی مرا تو نے تمنا کیسا

غیر سے آنکھ لڑی پھر وہ ہمارا کیسا
سرِ محفل ہے یہ پتلی کا تماشا کیسا

قم کے کہنے سے نہ اوٹھا تری ٹھوکر سے جیا
ابن مریم کو مسیحائی کا دعوے کیسا

اک پریزاد کی زلفون کے بنے دیوانے
ہمنے گھر بیٹھے لیا مول یہ سودا کیسا

اے جنون شوق ہو کیون بادیہ پیمائی کا
گھر ہی ویرانہ سے افزون ہے تو صحرا کیسا
چشمِ میگون سے ترے مست ہے عالم ساقی
پھر خبر کسکو کہ ہے نشۂ صہبا کیسا
خواب مین دل جو تو روتا ہے ڈبوئیگا جہان
سوتے دیدون سے بہاتا ہے یہ دریا کیسا
کر دیا فرطِ تصور نے مجھے آئینہ
میری صورت سے ملا ہے ترا نقشا کیسا
پھنس گئے حضرتِ ناصح بھی کہین کیا شکوہ
خیر تو ہے سر بازار یہ چرچا کیسا
کیا مری موت تمھین تھے جو ہوئے ہو بدنام
لیتے ہین سوگ نشین نام تمھارا کیسا
تھکتے بھکتائے ہون رنجِ شبِ تنہائیِ غم
ایک بیچارۂ غم حوصلہ فرسا کیسا
مین کبھی بوسہ جو مانگون تو تم انکار کرو
غیر کمبخت کا کر دیتے ہو چپاہا کیسا
کاش دل سوز نہوتا صفتِ پروانہ
شمع رویون نے جلایا مجھے کیسا کیسا
تیر پہلو مین چبھو کر مجھے کہتا ہے وہ شوخ
ہم بھی دیکھین کہ ہے پتھر سا کلیجا کیسا
شیخ اوس بزم مین جاتے تو تماشا بنتے
ہم سے کیا پوچھتے ہین شب تھا تماشا کیسا
جسکی فردائے قیامت سے بھی فردا ہو سوا
دلِ مایوس سمجھ لے کہ ہے وعدا کیسا
اونکی پرسش پہ عزادارون نے میرے یہ کہا
صفِ ماتم ہے یہان سیر و تماشا کیسا
شوقِ گلگشت ہے تو گنجِ شہیدان مین چلو
ہم تڑپنے کا دکھاتے ہین تماشا کیسا
دل اگر مال ہے میرا تو تمھارا بھی تو ہے
ایک ہین دونو تو پھر اپنا پرایا کیسا

زلزلہ کیون طپشِ دل سے نہ آئے **عاشق**
ہاتھ رکھ دیکھئے ہلتا ہے کلیجا کیسا

زاید از طرح

چھپا گر خونِ گلو رنگ نکالا کیسا
یار کا خنجرِ بیداد ہے چمکا کیسا

شوق دیدار مین آنکھون کا جھپکنا کیسا
سو گیا پہلو تو کروٹ کا بدلنا کیسا
پی گیا رشکِ عدو خونِ تمنا کیسا
کھا گیا خنجرِ غم ٹوٹے کلیجا کیسا
قتل کے بعد وہ بولے یہ تماشا کیسا
پوچھو تو کہتے ہین تو پوچھنے والا کیسا
نیمجانون کو تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہا
آج مقتل مین ہوا واہ تماشا کیسا
بعد کشتن یہ نئی چھیڑ نکالی اوسنے
پوچھتا ہے کہ ہوا حال تمھارا کیسا
ہاتھا پائی سے شب وصل وہ یہ کہتے ہین
بھاڑ مین جائے ترا پیار لپٹنا کیسا
ٹھہرا سے جوشِ جنون موسمِ گل آنے دے
چاک دامن کا ابھی سے ہے تقاضا کیسا
کیا پسِ مرگ بھی ہے خواہش دیدار مجھے
پانو حسرت نے کفن سے ہے نکالا کیسا
مجھ سے کہتا ہے کہ مین بھی ہون اسیر گیسو
بخیہ گر نے یہ نیا رشتہ نکالا کیسا
سرد مہری سے تری جم گئے آنکھونمین سرشک
ہم تو رونے ہی کو رہ بیٹھے ہین رونا کیسا
ہان ذرا مین تو سنون کسکو کہا کون مرے
روز کا تم نے نکالا ہے یہ غمزا کیسا
مین تری آنکھ مین رہتا ہون تو چھپتا کیون ہے
تو مرے دل مین سمایا ہے تو پردا کیسا

تھا مسلمان پہ دوزخ ہے حرام
اپنے **عاشق** کو بتو تم نے جلایا کیسا

یہ کیسا تربیتِ غیر سے شعور آیا
غرور والے سے ملکر تمھین غرور آیا
جب آتے غیر کو دیکھا اوسے غرور آیا
کہ میرے ساتھ رہا لیک دور دور آیا
زبان پر ترے سو بار ذکرِ حور آیا
بیان خلد پہ واعظ تجھے غرور آیا
پلائی ہے مے توحید آج ساقی نے
خمار جسکا نہین وہ ہمین سرور آیا
نہ رکھیو جلوۂ دیدار سے مجھے محروم
الٰہی خیر کہ نزدیک کوہِ طور آیا

تباہ ہم کہ ہے عشق مین بتون کے نہان
کبھی قرار کبھی اُسے جانِ ناصبور آیا

کسی کے حسن نے چٹکی سی لی کلیجے مین
کبھی جو خواب مین مجھکو خیالِ حور آیا

سحر جو خواب مین اُس مستِ ناز کو دیکھا
بغیر بادہ پیئے آنکھ مین سرور آیا

عدو کے گھر کا بتا یا نصیب نے رستہ
وہ اپنے گھر سے نکل کر جو تھوڑی دور آیا

پھرا جہان مین اکثر حسین بہت دیکھے
نظر مجھے نہ کوئی تجھسا رشکِ حور آیا

کسی کے زلف کے دیوانے کب سمجھتے ہین
فتور دانشِ ناصح مین کچھ ضرور آیا

رقیب رشک سے جلتے ہین ہون کہین فی النار
کہ دیکھکر مجھے کہتے ہین ناصبور آیا

لڑا کے آنکھ بتون سے نشہ مین چور رہے
حواسِ خمسہ مین کیا شیخ کے فتور آیا

جگر بہا غمِ فرقت کے جوش سے اے چشم
کہ ہر سرشک کے ہمراہ خون ضرور آیا

وہ مے نصیب ہے ہمکو نصیب اے شیخ
خمار آیا نہ جس مین کبھی سرور آیا

ٹھہر کہین دلِ مضطر کہ ہے شبِ وعدہ
نہ آئے وہ تو پیامِ اجل ضرور آیا

کبھی ٹھکانہ رہِ شوقِ وصل مین اوسکے
گیا خیال بہت ہو کے دور دور آیا

سما گیا ہے نگاہون مین میرے نورِ قدم
جدھر اوٹھائے نظر جلوہ سازِ طور آیا

سوا اجل کے نہ تھا کوئی ایسے وقت شریک
مگر خیال ترا مرتے دم ضرور آیا

بلا سے قتل ہون نازش ہے اُنکے کہنے پر
ہماری مشقِ ستم کو یہ بے قصور آیا

ہمیشہ یاد رہین سرد مہریان تیری
شبِ فراق مین لرزہ ہمین ضرور آیا

سیاہ مستی مین ساقی کو کچھ نہ کہہ بیٹھون
الٰہی خیر مجھے بے طرح سرور آیا

جو میکدے کی طرف سے نکل گیا زاہد
تو رند بولے وہ شیدائے ذکرِ حور آیا

ہزار شکر جما رنگ خون عاشق کا

کہ جسکے قتل سے چہرے پہ اُنکے نور آیا

لئے جو ہاتھ مین خنجر وہ پُر غرور آیا
تو تشنگان شہادت کو کیا سرور آیا

کسی کی زلف کے سودے مین یہ ہوا سودا
جنون پکارا تو مینے کہا حضور آیا

اُدھر گیا تو ہزارون ہی فتنے ساتھ گئے
ادھر جب آیا تو ہنگامۂ نشور آیا

جو خاکساری سے گزرا ہوا وہ خاک بسر
اُسے فلک نے مٹایا جسے غرور آیا

وہ جب کسی کو بلاتا ہے فرطِ شوق سے مین
جواب دیتا ہون آیا اجی حضور آیا

نگاہِ مہر ہو **عاشق** پہ یا شفیعِ اُمم
کمالِ عجز سے ہے بردرِ حضور آیا

کچھ جان کے دینے سے تو حاصل نہین ہوتا
مر جاؤن تمھین چھوڑ کے یہ دل نہین ہوتا

تم ایسے نہ روٹھو کہ مین بسمل نہین ہوتا
ہان قتل مین اغیار کے شامل نہین ہوتا

بے اُسکے مزا بزم کا حاصل نہین ہوتا
جان تن مین تو پہلو مین مگر دل نہین ہوتا

اک تو کہ مجھے بھول گیا ہائے رے غفلت
اک مین کہ تری یاد سے غافل نہین ہوتا

انکار جفاؤن سے تو پہلے ہی تھا اُسکو
اب میری وفاؤن کا بھی قائل نہین ہوتا

آئینہ ہو یا ماہ ہو یا مہرِ منوّر
کوئی تری صورت سے مقابل نہین ہوتا

ان دونو مین آپس کا غضب میل ہوا ہے
لڑتی ہی نہین آنکھ اگر دل نہین ہوتا

لی جان ہزارون کی تو لاکھون کا پیا خون
پر سیر کبھی خنجرِ قاتل نہین ہوتا

عاشق اُسے کہیئے کہ جو اللہ سے اپنے
جز تیرے کسی چیز کا سائل نہین ہوتا

مین رہروِ الفت ہون مرا کام ہے چلنا
تھکتا ہون غمِ دوریِ منزل نہین ہوتا

جینا بھی نہین چاہتا فرقت مین تمھاری
مرنے پہ بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

کمبخت اک امید پہ جیتے ہی رہے ہم
مرنا شبِ ہجران مین تو مشکل نہین ہوتا
تنہا نہ نکل دل مجھے ہوتی ہے خجالت
ٹکڑہ کوئی پیکان کا جو شامل نہین ہوتا
محشر مین بھی رخسار سے پردہ نہ اُٹھایا
ایسا بھی کوئی صاحبِ محمل نہین ہوتا
آج آنکھ لڑاتے نہین غیرون سے مری جان
پُتلی کا تماشا سرِ محفل نہین ہوتا
مین سر سے ترے کوچۂ گیسو مین چلونگا
ایسا تو کوئی رہروِ منزل نہین ہوتا
فرقت مین ترے کم نہین تصویر سے مین بھی
وہان جان نہین ہوتی تو یان دل نہین ہوتا
ایمان ہون سنبھالے ہوئے الفت مین بتون کے
مین یادِ خدا سے کبھی غافل نہین ہوتا
یہ رشک ہے اغیار نہ چاہین تمھین ورنہ
کیا آپ پہ مرنے کو مرا دل نہین ہوتا
بوسہ نہ ملا وصل مین بھی وائے مقدر
مجھ سا کوئی تشنہ لبِ ساحل نہین ہوتا
وہ میرے جلانے کو ملا کرتے ہین اُس سے
جو پاس بٹھانے کے بھی قابل نہین ہوتا
فرقت مین نکل جانے کو ہے جان بھی طیار
سچ ہے کوئی ساتھی دمِ مشکل نہین ہوتا

معشوق پہ آہون کا اثر ہو بھی تو کیا ہو
عاشق تیرے پہلو مین کبھی دل نہین ہوتا

زاید از طرح

پتھر ہے جو دل یار پہ مائل نہین ہوتا
مٹی ہے وہ معشوق جو خوشدل نہین ہوتا
اللہ رے مرا رشک کہ مرتا ہون اُسی پہ
جسپر کوئی کم حوصلہ مائل نہین ہوتا
وہ قُلزُمِ رحمت ہے کہ دریائے معاصی
معلوم ہی جسکا کہین ساحل نہین ہوتا
تم تیغ لگاؤ تو تڑپنا مرا دیکھو
بے وار کیے کوئی بھی بسمل نہین ہوتا
پروانہ کو محفل مین وہ آنے نہین دیتے
کہتے ہین کہ کچھ جلنے سے حاصل نہین ہوتا

دق کرتا ہے پتھر مری چھاتی کا وہ بنکر
افسوس عدو کو مرض سل نہین ہوتا

کمسن ہو ابھی دعوئے خوبی نکرو تم
جب تک نہ بڑھے ماہ بھی کامل نہین ہوتا

احباب سے کرتے نہین ہم یار کا شکوہ
قاتل اُسے کہتے ہین جو قاتل نہین ہوتا

میری نظر بد سے بچاتے ہین وہ رخ کو
کاجل کا نشان کرتے ہین گر تل نہین ہوتا

جمتا ہی نہین رنگ حنا ہاتھ پر اُسکے
عاشق کا لہو اُس مین جو شامل نہین ہوتا

مین ہون وہ آئنہ تجھے تجھسا دکھا دیا
ربط نیاز و ناز سے نقشہ ملا دیا

پہلے کہا یہ بھول کے بے مدعا دیا
بوسہ پہ پھر یہ بولے کسیکو ہے کیا دیا

دکھ کم تھا ہجر کا جو غم جانگزا دیا
سب کچھ تو خیر رشک برا غیر کا دیا

سر ہم نے زیر خنجر قاتل جھکا کے آج
دعوئے مدعی سر مقتل اُڑا دیا

کیا خوب تمنے اس در غلطان کی قدر کی
جون اشک سرمہ آنکھ سے دل کو گرا دیا

منظر سے کس نے جھانک لیا ہے کہ ہمنشین
چلمن کیطرح مجکو زمین پر گرا دیا

احسان مانتا ہون مین پیکان یار کا
زخم دل جرح مین ٹانکا لگا دیا

ناصح کہین بتا دے کہ کسکا مکان تھا دل
مٹی کا کیا گھروندہ تھا جو تونے ڈھا دیا

یہان تک بسے ہین دل مین کہ ویران کر دیا
توبہ بتون نے خانۂ کعبہ کو ڈھا دیا

سجدے کئے نشان کف پائے یار پر
تقدیر کے نوشتہ کو ہمنے مٹا دیا

قسمت سے نامہ بر بھی عدو سے گیا ہے مل
میرے بیان مین اُسکا بھی فقرہ ملا دیا

گلدستہ قبر پر جو چڑھایا نسیم نے
سینہ کو میرے رشک گلستان بنا دیا

بندہ بتو بنایا ہے مجکو تو یہ کہو
مجکو میرے خدا کے سوا تمنے کیا دیا

ہم کیون ڈرین رقیب سے دبنے کا ذکر کیا
کچھ آپ کا لیا ہے نہ کچھ آپ کا دیا
اُن سے ہوا وصال تو مین یہ سمجھ گیا
اللہ نے نصیب مجھے دوسرا دیا
کنجِ لحد مین کوچۂ جانان کی سیر کی
فرشِ زمین نے عالمِ بالا دکھا دیا

تنہا مر گیا جو ہجر مین عاشق وہ جی اُٹھا
لب اُسکے لب سے یار نے آکر ملا دیا

سم نے یہ ہاتھ سے مجھے اُسکے مزا دیا
شربت کا گھونٹ تھا کہ کسی نے پلا دیا
روزِ ازل مین ہمکو دل مبتلا دیا
کیا بندہ پروری ہے کہ بندہ بنا دیا
تربت پہ کیون چڑھانے چلا ہے وفا دیا
ظالم ہمارے زخمِ جگر کا بستا دیا
شب کو اُٹھا کے بزم سے دشمن کے سامنے
مین تم پہ مٹ چکا تھا مجھے کیون مٹا دیا
لکھا جبین پہ نامِ عدو ہمنے اے فلک
بدقسمتی کے حرفِ غلط کو مٹا دیا
اُس زلف و رُخ کی یاد مین دودِ فغان شب نے
چکر سے گردِ ماہ کے ہالہ بنا دیا
کوچہ مین اُسکے بیٹھے تھے شوقِ وصال مین
کیا ہم غبار تھے جو صبا یون اُڑا دیا
احوالِ غیر پوچھ کے ہوتے ہو کیون خفا
کیا سچ مین جھوٹ اپنی طرف سے ملا دیا
دم بھر رہے ہین غیر کا کیا ہونٹ چاٹ کر
ان کڑوی کڑوی باتون نے اُنکو مزا دیا
بلبل کی آہِ سرد نسیمِ سحر ہوئی
صیاد دیکھ لیجو قفس اب اُڑا دیا
بالون کی کھال کھینچے کوئی خدا کرے
جوڑے نے کھل کے آپکا چہرہ چھپا دیا
ہمکو پئے ملال عدو کو پئے وصال
صانع نے جیسا چاہا تھا جسکو بنا دیا
جلوہ سے اُسکے نقش بدیوار ہو گئے
قفل ایسا بیخودی نے دہن پر لگا دیا
اُس پردہ دار کا مرے دم تک سنگھار تھا
اللہ رے سوگ پھولون مین زیور بڑھا دیا

قاتل کی تیغِ ناز کی اللہ رے چھیڑ چھاڑ
رونے مین میرے زخمِ جگر کو ہنسا دیا

پہلے تو تمکو طرزِ جفا یاد ہی نہ تھی
یہ چال یہ چلن کہو کس نے بتا دیا

بوسہ نہ دو تو دل مین جگہ دو کہین مجھے
کچھ تو کہون جو پوچھے کوئی تجھکو کیا دیا

عاشق کے روبرو جو ٹے عید غیر سے
اس دل جلے کو اور بھی تمنے جلا دیا

زائد از طرح

نقشِ وفا کو یار نے دل سے مٹا دیا
کیا جانیئے رقیب نے پھر کیا پڑھا دیا

شامِ وصال شام سے مین بے خبر رہا
جاگا تھا بختِ خفتہ پہ مجھکو سلا دیا

حُسن اُنکو ہمکو حُسن پرستی عطا ہوئی
تقدیر نے ہر اک کو جو چاہا دلا دیا

بوسے لیئے ہین خواب مین لبہائے یار کے
گُپ چپ کی اس مٹھائی نے کیا کچھ مزا دیا

وحشت مین خاک اتنی اُڑائی کہ ہمنشین
ہمنے زمین کو چرخِ برین پر چڑھا دیا

ہم عمر بھر کہا کئے اور تو سُنا کیا
کچھ بھی جواب وصل نہ اسے بیوفا دیا

محرومِ ہمنے غیر کو یون دید سے کیا
تارِ نگاہ عارضِ جانان پہ چھا دیا

حاصل ہوا نہ یار کا دیدار وقتِ مرگ
کہنے کو سب یہ کہتے ہین شربت پلا دیا

ہے خونِ دل شراب تو زخمِ جگر کباب
جو کچھ دیا نصیب نے سب کچھ بھلا دیا

مجھسے ضرور پوچھ لیا لوگے یا نہین
گردون نے گر کسی کو غمِ جانگزا دیا

مقطع اول

پوچھا کسی نے **عاشق** خستہ کا حال جب
چٹکی مین اُس نے خاک کو لیکر اُڑا دیا

عاشق کی زندگی مین تو کچھ قدر ہی نکی
اب کہہ رہے ہین ہائے یہ کسکو مٹا دیا

مین وہ بسمل ہون فلک خون سے افشان ہوتا
گر نہ زخمون کو مرے پاس نمکدان ہوتا

کون جز آہ شریکِ شبِ ہجران ہوتا
گھر نہ تھا در نہ تھا پھر کاہیکو دربان ہوتا

اگر مرے پاس دلِ سوختہ سامان ہوتا
تیر قاتل کے سوا کوئی نہ مہمان ہوتا

مجھکو باور نہ ترا وعدہ پنہان ہوتا
کاش جو دل مین ہے چہرہ سے نمایان ہوتا

جی مین ہے اُس بتِ کافر کو مین دلوا دیتا
کسی دُکان پہ بکتا اگر ایمان ہوتا

عمر بھر کرتے رہے ہمسے تو پیمان شکنی
کچھ تو غیرت اُنھین ہوتی اگر ایمان ہوتا

گر نہ ہوتا یہ حریفِ دلِ صد چاک تو پھر
شانہ کب زلفِ پریشان سے پریشان ہوتا

تیری زلفون کے تصور مین اگر نیند آتی
وحشتِ دل کی قسم خواب پریشان ہوتا

اک ترے تیرِ نظر نے ہین اُڑاے دو نو
دل گیا تھا تو مرے پہلو مین ارمان ہوتا

خاک سے میری اگر جام بناتا ساقی
بوسہ لینا لبِ دلدار کا آسان ہوتا

خاکساری کے سبب حق نے دیا ہے رتبہ
یہ نہ ہوتی تو بشر کاہیکو انسان ہوتا

پاک کر دیتی اگر یہ مروت کا قصہ
میری گردن پہ تیری تیغ کا احسان ہوتا

دخترِ رز بھی ہے اور ابر بھی ہے باغ بھی ہے
بُت وہ اِس دور مین آتا تو مسلمان ہوتا

دستِ وحشت اُسے دو جھٹکون مین ٹکڑے کرتا
دامنِ دشت اگر میرا گریبان ہوتا

ہاے وہ بھی تو گیا ساتھ ہی دل کے مجھسے
کچھ خلش ہوتے کھٹک ہوتی جو پیکان ہوتا

چارہ گر سُنکے ترا ذکر ہوا خود ہی مریض
کس نے دیکھا ترے بیمار کا درمان ہوتا

وحشتِ دل اگر اُسکو بھی اُڑا لیجاتی
باغِ عالم ترے کوچہ کا بیابان ہوتا

بیکسی ہمسے کسی کی نہین دیکھی جاتی
کوئی پرسان بھی ترا اے شبِ ہجران ہوتا

تیمہ مرنے کی تمنا نے بچایا شبِ ہجر
موت آتی تو مین شرمندۂ احسان ہوتا

میرا دامن ترے دامن سے لپٹتا کیا کیا
عید ملتے تو بغلگیر گریبان ہوتا

غیرتِ حور نہ مرتا کبھی تجھپر عاشق
تیری صورت کا جو دیکھا کوئی انسان ہوتا

زائد از طرح

سایہ انداز اگر گیسوئے پیچان ہوتا
جوگیا بھیس ترا اسے شبِ ہجران ہوتا

حلقۂ زلف اگر سلسلہ جنبان ہوتا
پھر یہ دامن نظر آتا نہ گریبان ہوتا

اجل آجاتی ہمیں یا کوئی مہمان ہوتا
جو کہ ہوتا تھا سواے گردشِ دوران ہوتا

گر میں دریوزہ گرِ کوچۂ جانان ہوتا
وہی دربان جو بے مہر ہے دربان ہوتا

صحن گلشن میں کبھی وہ جو خرامان ہوتا
پا بہ گِل شرم سے شمشادِ گلستان ہوتا

اگر نگاہوں میں نہ تیرا رُخِ تابان ہوتا
خانۂ گور سے بدتر ہمیں زندان ہوتا

گر خلافِ ادبِ عشق نہوتی یہ بات
تو مرے دستِ جنون میں ترا دامان ہوتا

آپ دیتے جو مجھے اپنے دوپٹے کا کفن
میں کبھی حُلّۂ جنّت کا نہ خواہان ہوتا

سچ تو یہ ہے کہ رقیبون نے اُنھیں لوٹ لیا
خواب میں لیتے اگر بوسۂ جانان ہوتا

امتحان کا تھا مزا میرے اوسی دم قاتل
سرِ عدو کا بھی تہِ خنجرِ بُرّان ہوتا

ہاے ارمان نکالوں تو نکالوں کیونکر
دل جو پہلو سے گیا تیر کا پیکان ہوتا

زندگی کی کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی
موت ہی کاش علاجِ شبِ ہجران ہوتا

دشمنِ دعویِٔ یکتائی بغل میں نکلا
دیکھکر آئینہ کیونکر نہ وہ حیران ہوتا

ہمکو ملبوس ہوس نے ہی ڈبویا عاشق
تر نہ ہوتا کبھی دامن جو نہ دامان ہوتا

زائد از طرح

مین اگر اوس درِ دولت کا نگہبان ہوتا
سرِ بلقیس کی سوگند سلیمان ہوتا

شبِ ہجران کا اگر چاکِ گریبان ہوتا
مہرِ رخشندۂ امید نمایان ہوتا

تل کی جا رُخ پہ جو میرا دلِ سوزان ہوتا
بالیقین جانئے مین نقطۂ قرآن ہوتا

بے گناہون سے بغلگیر ہے خنجر اُنکا
عید ہوتی مجھے گر غیر بھی قربان ہوتا

قتل کے بعد یہ احسان بھی کرتا قاتل
کچھ تبسّم سے بھی اپنے نمک افشان ہوتا

شکر ہے مجھسے نہ اُلجھا کبھی ناصح ورنہ
آستین ہوتی نہ دامن نہ گریبان ہوتا

خانۂ غیر تھا کیا چیز فلک پھنک جاتا
نوحۂ دگار اگر نالۂ سوزان ہوتا

بیکسی پاس سے فریاد نکرتی کیا کیا
گر گذر اُنکا سوئے گورِ غریبان ہوتا

مدّت العمر سے بیچارہ یہی ہے اک درد
کون مونس تھا شبِ ہجر جو مہمان ہوتا

ہین وہ سودائی کہ لڑکون کا تماشا بنتے
گھر بناتے بھی تو بازیچۂ طفلان ہوتا

مقطع

خون کے چھینٹے دمِ ذبح اُڑے کیون **عاشق**
لطف جب تھا کہ در یار نہ افشان ہوتا

اُنکے جانبازون کی تفصیل جو لکھتا **عاشق**
محضرِ خونِ دو عالم مرا دیوان ہوتا

قتل کے اضطراب نے مارا
اُنکی خوئے خراب نے مارا

آنکھ جھپکی تو غیر آئے نظر
اپنے بیہودہ خواب نے مارا

ہم کہے جائین وہ خموش رہین
سخنِ لاجواب نے مارا

بے وفا تجھسے لڑ گئی افسوس
نظرِ انتخاب نے مارا

وصل کی شب سے نہ وہ اُٹھتے
پاس کے اجتناب نے مارا

جستجوئے حرم مین دیر ملا
ہمکو فکرِ ثواب نے مارا
روز جھگڑا ہے ایک بوسہ پر
حجتِ ناصواب نے مارا
مین نے دشمن کو کچھ کہا صاحب
بے سبب کے عتاب نے مارا
طلبِ بوسہ پر لگائی تیغ تو
ہاتھ حاضر جواب نے مارا
لطف بیحد ہے جسکا جور اُسکے
ستم بے حساب نے مارا
فُرقتِ یار مین عجب چھایا
میری آنکھون پہ خواب نے مارا
روز فرقت کی سختیان ہے ہے
طپشِ آفتاب نے مارا
ہے مجھے انتظارِ آمدِ یار
موت کے اضطراب نے مارا

کیا اُٹھے حشر مین وہ اے عاشق
جسکو شرم و حجاب نے مارا

زائد از طرح

حُسن کی آب و تاب نے مارا
اُنکے اُٹھتے شباب نے مارا
پیرِ مُغ کے عتاب نے مارا
آرزوئے شراب نے مارا
آپ کہئے مین کس کا کشتہ ہون
چرخ نے یا جناب نے مارا
ایسے پھندون سے خاک دل نکلے
زُلف کی پیچ و تاب نے مارا
شیخ جی مُنہ بنا کے بیٹھے ہو
آپ کے اجتناب نے مارا
کیسے طوفان اُٹھائے ہین اسنے
میری چشمِ پُر آب نے مارا
غیر سے بیحجابیان یہان شرم
ایسے اُلٹے حجاب نے مارا
چارہ گر کب بھرا وہ زخم جسے
پرتوِ ماہتاب نے مارا

بوسے دیتے ہین گر تو گنتی کیا
ہمین فکرِ حساب نے مارا
ہو خطا غیر کی خفا مجھپر
شکوۂ ناصواب نے مارا
نہ زمین وہ ہے اور نہ وہ دنیا
چرخ کے انقلاب نے مارا

جب وہ عاشق کہین تو کیون نہ مرون
مجھکو پاسِ خطاب نے مارا

بتخانہ کو ہمنے کبھی ویران نہین دیکھا
دیکھے تو بہت شیخ کو مہمان نہین دیکھا
کب غمکدۂ جان کو ویران نہین دیکھا
غم سا کوئی منحوس بھی مہمان نہین دیکھا
دشمن نے عذاب شبِ ہجران نہین دیکھا
مرنے کا تماشا کبھی ہان ہان نہین دیکھا
ہان غیر کے گھر جاتے پریشان نہین دیکھا
یہان آتے مگر خوش تمھین اسجان نہین دیکھا
کیون چاک پہ دامن کے میرے ہنستی ہے بلبل
ثابت کبھی گل کا بھی گریبان نہین دیکھا
تو غیر کا ہے تو بھی تو بھرتے ہین ترا دم
سچ بات ہے ہمسا کوئی نادان نہین دیکھا
بازار مین ہم کہتے ہین لے کوئی خریدے
ناچیز ہے وہ دل کوئی خواہان نہین دیکھا
مجھ جیسے خطاوار و گنہگار کا صاحب
جز فضلِ خدا کوئی بھی خواہان نہین دیکھا
خاکِ رہِ دلدار بنے پیرہنِ تن
وحشت مین کسی نے مجھے عریان نہین دیکھا
لاکھون کو کیا خنجرِ انداز سے بسمل
لیکن کبھی قاتل کو پشیمان نہین دیکھا
تمنے جو بر آتی ہوئی امید نہ پائی
ہمنے بھی نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا
فردوس کی خوبی پہ بہت ناز ہے شاید
زاہد نے کبھی کوچۂ جانان نہین دیکھا
ہے اپنی جفاؤن پہ انھین ناز وہان بھی
ہمنے انھین محشر مین پشیمان نہین دیکھا
آتا ہی نہین رحم کسی طرح سے ظالم
تجھسا تو ستمگار مری جان نہین دیکھا

بادل کے گرجنے سے عبث خوف ہے اتنا
کیا تمنے کسی اور کو نالان نہین دیکھا
ہین تیرے پریشان ہی آسودہ کہ ہمنے
گیسوئے پریشان کو پریشان نہین دیکھا
غیرون سے جو کی ہونگی تو کی ہونگی وفائین
ہمنے تو کوئی آپکا احسان نہین دیکھا
کب انکی نگہہ دل شکنی کو نہین آئی
کب دل سے گذرتے ہوئے پیکان نہین دیکھا
اترائے ہوئے پھرتے ہین محشر مین بہت کچھ
حورون نے ابھی جلوۂ جانان نہین دیکھا
کرتی ہے بہت ناز مرے بخت کا چکر
تو نے ابھی اے گردش دوران نہین دیکھا
فرقت مین جو دل کو مرے آشفتہ سری ہے
اتنا ترے گیسو کو پریشان نہین دیکھا
آئینہ کی خلقت ہی مری جان ہے ایسی
کچھ آپ کے رخ سے اسے حیران نہین دیکھا
کیا جانئے وہ امید کسے کہتے ہین جس نے
حسرت نہین دیکھی کوئی ارمان نہین دیکھا
کون الفت رخ مین نہ ہوا چاک گریبان
کسکو غم گیسو مین پریشان نہین دیکھا
وعدے تو کئے لاکھ ہوا ایک نہ پورا
سچا کوئی اقرار ترا ہان نہین دیکھا
فرقت مین یہ کہتا ہے دل زار کسی کا
طوفان ابھی اے دیدۂ گریان نہین دیکھا
امید بر آئی نہ سنی ہم نے کسی کی
الفت مین نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

یہ ضد ہے کہ **عاشق** نہ لکھا ہو کہین ایسا
اسنے کسی شاعر کا بھی دیوان نہین دیکھا

زائد از طرح

دنیا مین وہ کیا ہے جو مری جان نہین دیکھا
پر دل سے نکلتا ہوا ارمان نہین دیکھا
جز تیرے خدا کوئی نگہبان نہین دیکھا
اس بندۂ ناچیز کا خواہان نہین دیکھا
کب آہِ شرربار کو سوزان نہین دیکھا
کب نالۂ سوزان کو فروزان نہین دیکھا
ہم جنبش مژگان ہی کو پہچان گئے ہین
کیا تیر کے پیکان کو پرافشان نہین دیکھا
زندون کو تو مرتے ہوئے دیکھا ہے جہان مین
زندہ کسی کشتہ کو ترے ہان نہین دیکھا

در بند تھا روزن بھی کیے بند قفس کے
ایسا کوئی زندان کوئی دربان نہین دیکھا

مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہین یا رب
تجھسا کوئی بخشندۂ عصیان نہین دیکھا

اوراق پریشان پہ جسے ناز نہین کچھ
عاشق سا کوئی ہمنے سخندان نہین دیکھا

روز دینے لگے آزار یہ کیا
اور سمجھتے ہو اسے پیار یہ کیا

جرم الفت کی ہے تعذیر یہ کیون
ہمسے رہتے ہین وہ بیزار یہ کیا

خواب مین بوسۂ لب پر چونکے
بیخودی مین ہو خبردار یہ کیا

کیا قیامت ہے تیری آنکھون کا
کوئی بچتا نہین بیمار یہ کیا

ضعف سے اُنکے کمر بنجاتا
میرے نزدیک ہے دشوار یہ کیا

ناتوانی ہوئی ہمدرد مری
درد کہتا ہے کہ سرکار یہ کیا

جنس دل ایسی تو بیکار نہین
پھر نہین کوئی خریدار یہ کیا

حشر کے روز جفاؤن کا جواب
دیکھنے دیتے ہین اغیار یہ کیا

ہوگیا انکا یہ اندازِ سخن
کچھ کہو کہتے ہین ہر بار یہ کیا

گھٹتا جاتا ہے تنِ زار یہ کیون
بڑھتا جاتا ہے جو آزار یہ کیا

تم تو غارتگر دل ہو صاحب
پھر تمھین کہتے ہین دلدار یہ کیا

جو سخن فہم نہین اے عاشق
سمجھین وہ آپ کے اشعار یہ کیا

زائد از طرح

جان لینے پہ ہو طیار یہ کیا
بوسہ دیتے ہوئے انکار یہ کیا

درگذر غیر کے الزامون پر
ہمکو ٹھہرا تو خطاوار یہ کیا

نفی و اثبات کے معنی کیا ہین
اُنکا انکار ہے اقرار یہ کیا

تیغ ابرو نے سسکتا چھوڑا
تو کہا اور بھی ہے وار یہ کیا

داد دیجے کہ نہ دیجے لیکن
سُنکے کہتا ہے گنہگار یہ کیا

بے خطا ہون پہ خطاوار سہی
قتل کے وقت ہے تکرار یہ کیا

الفتِ غیر نہین گر تمکو
پھر ہے دشنام کی بوچھار یہ کیا

کچھ تو تشخیص کرو چارہ گرو
ہو گیا جان کو آزار یہ کیا

آہ کی مین نے تو بولے سنکے
جی اُٹھا عاشقِ بیمار یہ کیا

بزم سے تیرے بتاؤن کیا جو دل پر لیچلا
نالہ لب پر داغ دل پر دست بر سر لیچلا

بعد کشتن نعش وہ مقتل مین کیونکر لیچلا
کچھ تو دیکھے گا تماشہ جو ستمگر لیچلا

نالۂ دل جوش مین دل کو بھی باہر لیچلا
کیا غضب ہے لوٹ کر اللہ کا گھر لیچلا

بے خبر پاکر جو میرے دل کو دلبر لیچلا
ہمکو اور انشا دیکھا کیا مُقدّر لیچلا

تیر کا پیکان جو میرے دل کے اندر رہ گیا
بدگمان بولا اِدھر آ کیا جگر اُکر لیچلا

خون رُلاتے ہو ہمین پر دیکھلینا ایکدن
کشتیٔ گردون بہا کر دیدۂ تر لیچلا

پھر رہی صحرا نوردی کوچہ گردی پھر رہی
پھر ہمین بیٹھے بٹھائے شوقِ دلبر لیچلا

کیا تجھے سودائے سنگِ آستانِ یار ہے
سر کو میرے کیون دلِ مضطر سوئے در لیچلا

کچھ نہ پوچھو ہمنشینو ہائے مجھسا ناتوان
سر پہ شرمِ معصیت کا بار کیونکر لیچلا

نیکیون کا ہر کوئی محضر لئے جاتا ہے ساتھ
عاشقِ بیچارہ بر عصیان کا دفتر لیچلا

کسقدر شوقِ شہادت نے کیا مضطر مجھے
نذر کرنے کے لئے قاتل کے خنجر لیچلا
صورتِ خالِ رُخِ تابان ہے مُہرِ راستی
مین سویدا پر ترے الفت کا محضر لیچلا
جوشِ سودا مین چلے ہین جانبِ دشتِ جنون
ہم گئے اُس سمت کو جس سمت رہبر لیچلا
اہلِ محشر سے نہو مجھکو خجالت اس لیئے
نامۂ اعمال کو اپنے چھپا کر لیچلا
شرط میرے قتل کی گر غیر سے کی ہو تو ہو
کچھ تو ہے قاتل جو میرا نام لکھکر لیچلا
باغِ دنیا مین نہ تھے جز داغِ حسرت گل کہین
انکا گلدستہ بنا کر روزِ محشر لیچلا
سُنکے زاری مضطرب لیلی بھی محمل مین ہوئی
ساربان جب قیس کے ناقہ برابر لیچلا
دیکھکر صیاد کو آتے ۔ بہت تڑپا تھا صید
یہ سُنی فریاد ۔ اُلٹی تو چپکر یہ لیچلا
ہائے قسمت سے ملا بھی نامہ بر وہ رازدار
جو مرا نامہ رقیبون کو سُنا کر لیچلا
ایک نے چھوڑا تو لیکر دوسرا چنپت ہوا
شوخیون سے دل بچا تو نازِ مضطر لیچلا
شوقِ مضطر کا بھلا ہو یہ لئے جاتا ہے ہائے
کیا تماشا ہے کہ اک مضطر کو مضطر لیچلا
بیکسی و یاس و حسرت رشکِ اعدا شوقِ دید
ایسے صدمے عاشقِ ناشاد اکثر لیچلا
اس توقع پر کہ دوزخ ایک چھینٹی سے ہو تر
بحرِ عصیان مین ڈبو کر دامنِ تر لیچلا

جان لین عاشق تجھے عاشق خدا کے نام کا
نقش مین اللہ کا لکھکر ہون دل پر لیچلا

زائد از طرح

عاشقِ مہجور داغِ ہجرِ دلبر لیچلا
دل سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ جگر پر لیچلا
چشمِ غارتگر سے تیری کیا بچا تھا اے صنم
اک دلِ پر آرزو وہ بھی چُرا کر لیچلا
رہگیا صیاد بھی بس دیکھتا کا دیکھتا
صید وہ تڑپا قفس کو بھی اُڑا کر لیچلا
آج مشتاقِ شہادت کو مسرت کیون نہو
وہ کمر مین باندھکر مقتل مین خنجر لیچلا

رحمتِ حق پر نظر ہے اور شفاعت کی سپر

دفتر عصیان کو عاشق پیش داور لیچلا

میں کیا جیون کہ دل سا وفادار مر گیا
سب بجھ گئی ہوس کہ بڑا یار مر گیا
گلشن میں آج پھول ہیں کسکے یہ کیا ہوا
کنج قفس میں صید گرفتار مر گیا
وہ لطف چھیڑ چھاڑ کا جاتا رہا تمام
غم کیون نہ ہو رقیب دل آزار مر گیا
رحمت برس رہی ہے یہ غفاریان تری
اچھا ہوا کہ مجھسا گنہگار مر گیا
اچھا تو کیا ہوا مگر اچھا ہے چارہ گر
مرہم لگاتے ہی جو دل افگار مر گیا
افسوس جھیل جھیل کے فرقت کی سختیان
ناچار مر گیا دل بیمار مر گیا
بیچارہ غش ہے جلوہ روئے نگار پر
کہتا ہی کون یان ہی جا کا خریدار مر گیا
دو گھونٹ ہی پلا دو کہیں شربت وصال
سن لو گے ورنہ تشنۂ دیدار مر گیا
جلنے دو پہلی باتون کو جو دل میں ہو کہو
اقرار اٹھ گیا ہے کہ انکار مر گیا

عاشق کو یاد کرکے وہ کہتے ہیں غیر سے
تھا سننے والا جو مرے اشعار مر گیا

زائد از طرح

اچھا ہوا کہ آپ کا بیمار مر گیا
مرتے ہی اسکے عشق کا آزار مر گیا
یو برملا عدو سے ہیں نظارہ بازیان
کیا پانی آنکھ کا بت عیار مر گیا
گریاس نوحہ گر ہے تو حسرت ہے ماتمی
کوئی غریب کیا پس دیوار مر گیا
حیرت سے وہ بھی نقش بدیوار بنگئے
جب یہ سنا کہ عاشق بیمار مر گیا
دنیا کو لوگ کہتے ہیں مہمان سراے خام
پانی ہے کچھ مگر تہ دیوار مر گیا
میں مر گیا تو زندۂ جاوید ہو گیا
اور مجھکو جانتے ہیں یہ اغیار مر گیا
جی سنسنایا جاتا ہے اللہ رے نازکی
کہتے ہیں بات بات پہ ہر بار مر گیا
سودے کا مول کون لگائے کہ دل نہیں
اے زلف یار تیرا خریدار مر گیا

دیکھا جو انکو غرقِ پسینہ مین قربِ غیر
پانی مین ڈوب کر دلِ بیمار مر گیا

شب کو کہان تھے آپ کہ مرجھا گئے ہین پھول
دیکھو تو میرے دل کی طرح ہار مر گیا

اے حسرتو یہ مرثیہ خوانی ہے کس لئے
ارمان مر گیا کہ دلِ زار مر گیا

آنکھین ہین لال تو چہرہ اُداس ہے
کیا آپ کا بھی کوئی طلبگار مر گیا

عاشق امیدِ وصل و غمِ ہجرِ یار مین
سو بار زندہ ہو گیا سو بار مر گیا

گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اُٹھا
جو اُٹھا وصل کے قول و قرار سے اُٹھا

وہ غم ہین اور ہزارون جو اُٹھ سکین لیکن
نہ داغِ ہجر دلِ روزگار سے اُٹھا

بنا ہے رشکِ ارم سینہ اپنا داغون سے
جو بیٹھا جا کے نہ میرے مزار سے اُٹھا

صدائے قم جو سُنون آپکی تو بھی اُٹھون
مین حشر مین بھی نہ اس انتظار سے اُٹھا

کھلے جو داغ تو اندوہ کا غبار اُڑا
یہ ابر آمدِ فصلِ بہار سے اُٹھا

بھلا چھپائے سے چھپتا ہے رخ سے خون میرا
یہ رنگ وہ ہے نہ اُس گلعذار سے اُٹھا

کرو نہ قدر تم اسیر بھی ہے ستم کیسا
وہ ناز اُٹھایا ــ نہیں جو ہزار سے اُٹھا

یہ خاکساری کا رتبہ ہے پہنچ گیا وہ فلک
بگولہ جو کہ ہمارے غبار سے اُٹھا

خدا کے رحم نے بخشے گنہ کیا ہلکا
یہ بار جبکہ نہ مجھ شرمسار سے اُٹھا

پہنچ کے کعبہ مین گھستا یا جبینِ نیاز
نہ سر مرا درِ پروردگار سے اُٹھا

صدائے درد مری قبرِ قیس مین جا پہنچی
تو زار زار وہ روتا مزار سے اُٹھا

وہ ساتھ غیر کو لایا تو رشک سے لاشہ
مثالِ برق تڑپ کر مزار سے اُٹھا

گیا جو بیٹھ وہ پہلوئے غیر مین شب کو
قرار میرے دلِ بیقرار سے اُٹھا

یہ بات کیا ہے کہ دل کو پکڑ کے بیٹھ گیا
جو بیٹھے درد سے بزمِ یار سے اُٹھا
اُٹھائے لاکھ غم و درد لیک رشکِ عدو
نہ تیرے وصل کے امیدوار سے اُٹھا

خدا نے بخشدیا تو جنازہ عاشق
یہ سمجھو دھوم سے اور افتخار سے اُٹھا

زائد از طرح

دھوان ہمارے دلِ سوگوار سے اُٹھا
نہ سمجھو ابر ہے یہ کوہسار سے اُٹھا
گیا جو بیٹھ نہ وہ کوئے یار سے اُٹھا
اُٹھا کے ہاتھ مگر جان نثار سے اُٹھا
حباب وار پھرے جیسے چرخ اور زمین
وہ جوشِ اشک مری چشمِ زار سے اُٹھا
وہ آیا تجھکو مبارک ہوا اے دلِ مُضطر
غبار دیکھ رہِ شہسوار سے اُٹھا
ترے وصال کے جبتک کیا نہ رشک نے خاک
نہ داغِ ہجر دلِ داغدار سے اُٹھا
مین شب کو خواب مین پہلوئے یار مین بیٹھا
تو غیر وہان سے بڑے اضطرار سے اُٹھا
اگر وصال ہوا تو رہا فراق کا غم
ذرا نہ لطف دمِ مستعار سے اُٹھا
پڑا رہا ہین پابوسیون کی حسرت مین
ہمارا دل نہ تری رہگذار سے اُٹھا

ہماری خاک اُڑا دی فلک نے اے عاشق
غبارِ گردشِ لیل و نہار سے اُٹھا

آزارِ عشق طالبِ دیدار ہی رہا
یون چارہ چارہ گر کو بھی دُشوار ہی رہا
ہرگز نہ سیدھے منہ سے کبھی بات اُسنے کی
تھا پاسِ غیر مجھسے جو بیزار ہی رہا
ساقی خدا سے ڈر کہ سبھونکو چھکا دیا
باقی فقط مین ایک گنہگار ہی رہا
سیدھا کیا زمانے کو اخلاق نے مرے
برگشتہ ہائے مجھسے مگر یار ہی رہا

ظلم و ستم مین آپ وفادار خوب ہین
ایفائے دورِ وصل کا اقرار ہی رہا

تیرے سوا کسی کو نہ چاہا تری قسم
دل بیخودیِ شوق مین ہشیار ہی رہا

اُس چشمِ مست ناز پہ قربان رہا مدام
اچھا ہوا بھی گر تو مین بیمار ہی رہا

صیاد کو پسند ہے آوازِ دردناک
اے دل تو اب قفس مین گرفتار ہی رہا

پہنائے ہار پھولون کے غیرون نے راتدن
میرے گلے کا ہار یہ آزار ہی رہا

دیکھا کئے حبیب کا جلوہ ہزار سو
پیشِ نظر مدام وہ دیدار ہی رہا

عاشق کو کیا غرض ہے جفا کیجے یا وفا
ہے وہ وفا شعار وفادار ہی رہا

زائد از طرح

بے ساغرِ شراب جو سرشار ہی رہا
اُسکی نظر مین جلوۂ دلدار ہی رہا

روزِ جزا بھی مین تو وفادار ہی رہا
قاتل کا نام پوچھا تو انکار ہی رہا

زلفون سے تیرے عشق ہے یہانتک خواب مین
مین دیکھتا ہمیشہ شبِ تار ہی رہا

ہے ہے وہ بعدِ قتل نہ ٹھکرائین نعش کو
تعذیر کا مین اب بھی سزاوار ہی رہا

تڑپا کیا مین پانوٗ پہ قاتل کے شوق سے
پابوسیون کا مر کے بھی آزار ہی رہا

گر قتل بھی کیا تو مجھے تیغِ غیر سے
تیری سبکسری سے گرانبار ہی رہا

کتنا وفورِ شوقِ شہادت تھا وقتِ قتل
اک اور وار کا مین طلبگار ہی رہا

طالب ہوا نہ حور کا اغوائے شیخ پر
ثابت قدم یہ عاشق دلدار ہی رہا

دشمنِ جان حشر مین بھی اک جہان ہوجائیگا
گر اشارہ میری جانب کو وہان ہوجائیگا

دیکھ خط بھیجا تھا قاصد کو یہ لکھا دیکھئے
کیا خبر تھی اُنپہ عاشق رازدان ہوجائیگا

تمنے گر ابروئے پُرخم کا اشارہ کردیا
دیکھ لینا خون کا دریا روان ہوجائیگا

ہے یہی گردش زمانے کی تو اک دن دیکھنا
خانۂ اعدا حسینون کا مکان ہو جائیگا
خونِ ناحق کا مین دعوی کرکے کیا پاؤن گا
خون بہا کا مدعی سارا جہان ہو جائیگا
اک نہ اک آفت سے دنیا مین رہیگا سامنا
وہ خفا ہونگے جو گردون مہربان ہو جائیگا
انتہا ظلم و ستم کی پوچھتے ہو کیا ابھی
حشر مین جو حال ہوگا سب بیان ہو جائیگا
زخمِ دل کو چھیڑتے کیون ہو خدنگِ ناز سے
دل کا پھوڑا ہے ہنسی مین خون فشان ہو جائیگا
تو جو آئیگی شبِ فرقت مین ہے میرا بھلا
تیرا کیا نقصان مرگِ ناگہان ہو جائیگا

آپ ڈھونڈینگے اوسے جسطرح عاشق آپکو
جب رقیبِ روسیہ بے خانمان ہو جائیگا

زائد از طرح

عکسِ نقشِ پائے حضرت جزو جان ہو جائیگا
محو دل سے داغِ عشق ہو شان ہو جائیگا
سنگِ در پر جبکہ سجدہ کا نشان ہو جائیگا
میری بے جرمی کا شاہد دہان ہو جائیگا
جب مقدر میرا سیدھا آسمان ہو جائیگا
خود بخود گھر پر بتِ نامہربان ہو جائیگا
غیر کا مہمان جو اپنا میہمان ہو جائیگا
پاسبان اُنکا ہمارا پاسبان ہو جائیگا
دو بدو جب اُسکا میرا امتحان ہو جائیگا
غیر پر وہ مہربان نامہربان ہو جائے گا
بے اجل مرنا مرا کیا رائگان ہو جائے گا
کیا عجب جینا عوض مین جاودان ہو جائیگا
بے نشانی کا ہماری گر بیان ہو جائے گا
پھر مکانِ غیر اک ہو کا مکان ہو جائیگا
میرے نالون سے مکدر ہے ابھی سے آسمان
خاک ہو جائیگا آہون سے دھوان ہو جائیگا
کسکو ہم پھر شہادت لائین اپنا جانکر
اُنکو جو دیکھے گا اُنکا ہمزبان ہو جائیگا
رازدان سے راز میرا پوچھتے ہین پوچھ لین
خود حجابِ راز حائل درمیان ہو جائیگا

وامق وفرہاد و مجنون کی کہانی اور ہے
میرا افسانہ سُنے جو قصہ خوان ہو جائیگا
میری چشم زار و لاغر پہ نہ ہنس نازک بدن
ناتوانی کے اثر سے ناتوان ہو جائیگا
میرا دل رشکِ عدو دونو بھٹکتے پھرتے ہین
یہ وہان ہو آئے گا اور وہ یہان ہو جائیگا
ہے وہ طفلی مین ہی جب غارتگر دین و خرد
کیا قیامت ہوگی جسدم نوجوان ہو جائیگا
ہمنفس ناصح جو آتا ہے تو آنے دے کہین
میرے نالے سُنکے یہ بھی نوحہ خوان ہو جائیگا
لب چپک کر بند ہونگے ہو سکے گی کچھ نہ بات
جو کہ اُس شیرین زبان کا ہمزبان ہو جائیگا
میرے پہلو سے نکل آئیگا دل کہ اندیشہ ہے یہ
دیکھکر تجھکو وہ مجھسے بدگمان ہو جائیگا
لوٹنی ہے لوٹ لے اس سبزہ رنگی کی بہار
خط کے آجانے سے پھر گلشن خزان ہو جائیگا

عشق ہے **عاشق** کسی کے ابروئے خمدار کا
تیر سیدھا بھی جو آئیگا کمان ہو جائیگا

اے کاش رقیبون کی طرح نام نکلتا
عاشق مرے ہونے سے نہین کام نکلتا
گر میری طرح غیر بھی بدنام نکلتا
تسکین مجھے ہو جاتی مرا کام نکلتا
قاصد کے دہن سے نہین پیغام نکلتا
لب اپنے گئے ہائے نہین کام نکلتا
مستی کے بہانہ سے لپٹ جاتے ہم اُسکو
میخانہ سے دیتا جو وہ دُشنام نکلتا
گر عکس کفِ پائے حنائی کا نہ پڑتا
تو رنگِ شفق ایسا نہ ہر شام نکلتا
چکر مین بھی پابند جنون ہون یہ غضب ہے
رستہ تو کوئی گردشِ ایام نکلتا
کیا آتے جو ہمراہ رقیبون کے وہ آتے
گر کام نکلتا بھی تو کیا کام نکلتا
معشوقون کو تھوڑی سی وفا بھی اگر آتی
عُشاق کا آغاز مین انجام نکلتا
پھر خاک مین ملجائی جم و جام کی شہرت
بنکر میری مٹی کا اگر جام نکلتا

آتا جو ترا تیر مرے خانۂ دل مین کیا عید مناتا ہوا آرام نکلتا
آنکھون مین نہ ہوتا جو تری زلف کا نقشہ دن کیون شبِ ہجران کا سیہ فام نکلتا
دشمن کی خطاؤن پہ بھی شاباش ہے ہر دم پر میری وفاؤن پہ ہے الزام نکلتا
آسان بھی شبِ ہجر مین مشکل سا ہے مشکل مشکل ہے بڑی یہ کہ نہین کام نکلتا

دشنام ہی دیتے وہ کہین بھول کے عاشق
ہم خوش تھے ترے نام پہ انعام نکلتا

زاید از طرح

گر شام کو وہ ماہ لبِ بام نکلتا خورشیدِ قیامت بھی سرِ شام نکلتا
مین وہ ہون اگر ہجر مئے ناب مین روتا خوننابۂ ہر اشک سے اک جام نکلتا
قاصد کے تھکے پاؤن دلِ وحشی کے ہاتھون ہر وقت ہے پیغام پہ پیغام نکلتا
بوسہ ہو بلائین ہون کوئی پیار ہو کیجے جو قرض مری طرف ہو یا وام نکلتا
کھلتی ہے شفق چرخ پہ خونِ شہدا سے وہ تیغ بکف ہے جو سرِ شام نکلتا
وہ پھینکتے تھے قرعہ مرا غیر کے شامل کیا خوب تھا یارب جو مرا نام نکلتا
مشہور زمانہ مین تمھین رہزنِ دین ہو مین چور نہین تھا کہ مرا نام نکلتا

عاشق مرے زخمون کا تماشا نظر آتا
گر تیر مرے پہلو سے گلفام نکلتا

پیوست جب اغیار کو دیکھا اُسے دیکھا ان جیسے خریدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب ہمنے خطِ یار کو دیکھا اُسے دیکھا تحریرِ پر انوار کو دیکھا اُسے دیکھا
بے دیکھے کہان حضرتِ موسیٰ کو غشی تھی ہان طور پہ دیدار کو دیکھا اُسے دیکھا

ہمزاد کے پھر دیکھنے کی کیا ہو تمنا
جب سایۂ دیوار کو دیکھا اُسے دیکھا
مشہور جہان یار کی ہے کبک خرامی
جب کبک کی رفتار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر غیر کی فطرت سے ہوئے ہم نہین واقف
طرزِ بُت عیّار کو دیکھا اُسے دیکھا
دیکھا نہین کیون سورۂ اخلاص کو ہمنے
جب مصحفِ رُخسار کو دیکھا اُسے دیکھا
بجلی کی طرح وار لگا کر ہوا غائب
اُس شوخ کی تلوار کو دیکھا اُسے دیکھا
وہ یاس سے افسردہ ہوئی میری تمنا
اک برسون کے بیمار کو دیکھا اُسے دیکھا
گر تیغ دو دم اُسکی نہ دیکھی تو ہوا کیا
جب لوٹتے دو چار کو دیکھا اُسے دیکھا

عاشق کو نہ دیکھا ہو تو دیوان ہی کو دیکھو
گلدستۂ اشعار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاید از طرح

جسنے کہ شبِ تار کو دیکھا اُسے دیکھا
اُس کاکلِ خمدار کو دیکھا اُسے دیکھا
جب پرتوِ انوار کو دیکھا اُسے دیکھا
اور احمدِ مختار کو دیکھا اُسے دیکھا
قاتل کو نہ دیکھا تو ہے دیکھے کے برابر
گر خنجرِ خونخوار کو دیکھا اُسے دیکھا
ہر جزو مین ظاہر ہے وہ ہر گُل مین نمایان
جب صنعتِ غفّار کو دیکھا اُسے دیکھا
اے شیخ قیامت کی ہے تو دید کا طالب
گر قامتِ دلدار کو دیکھا اُسے دیکھا

زاہد تجھے کیون جلوۂ ساقی کا ہے ارمان
گر عاشقِ سرشار کو دیکھا اُسے دیکھا

خاک ہو جائیگا اُس کوچہ مین جو جائے گا
ہو کے پامال پر اکسیر ہی ہو جائے گا
خوش عقیدت سے در کعبہ پہ جو جائے گا
کام دشوار ہو کیسا ہی وہ ہو جائے گا

منہ کی کھائے گا عدو خون ہی رو جائے گا
مین تو تیرا ہون اگر تو مرا ہو جائے گا

جان کے جانے کا جب وقت کہ ہو جائیگا
ہمدمِ جان ہے دل اسکو نہ لو جائے گا

بخت جاگے گا مرا آپ جو میرے ہونگے
بخت بیدار عدو رشک سے سو جائے گا

میری زاری تو وہ زاری ہے کہ انسان ہے کیا
قبر پر ابر بھی آئے گا تو رو جائے گا

وہ مری نعش کو یہ کہہ کے نہین ٹھکراتے
فتنہ جاگے گا جو ہشیار یہ ہو جائے گا

اے اجل ہجر مین آچُک کر سنا ہے ہمنے
چین پائیگا تہِ خاک جو سو جائے گا

ہو مقابل نہ مرے دیدۂ خونبار کے دیکھ
آبرو مفت مین اے ابر تو کھو جائے گا

چارہ گر جانے دے کیون فکر مداوا ہے تجھے
مرنا جینا ہے جو تقدیر مین ہو جائے گا

کوئی آیا نہین آیا تو عیادت کو یہ اشک
قلزمِ غم مین تجھے اور ڈبو جائے گا

غمکدہ کہئے جو دنیا کو تو زیبا ہے فلک
آتے رویا ہے ہر اک جاتے بھی رو جائیگا

خوش ہون گر قتل کرے ہاتھ سے اپنے قاتل
نام اپنا صفِ عشاق مین ہو جائے گا

خاک ہو جائیگا اور خاک بھی اُڑ جائیگی
مٹ ہی جائے گا ترے کوچہ مین جو جائے گا

دلِ بسمل کی تڑپ کیا کہون اللہ اللہ
خود تو جائیگا مگر جان کو بھی کھو جائے گا

دل خریدار ہے جس سودے کا سودا ہے بُرا
گر نہ سودا ہوا سودائی تو ہو جائے گا

چشم خونبار کو ہے اپنے تمنا عاشق
پانو مہندی کے کوئی خون مین دھو جائیگا

زائد از طرح

کون ہے وہ کہ تری بزم مین جو جائے گا
رشک ہے مجھکو کہ مجھسا ہی وہ ہو جائیگا

دل کو آبِ دمِ خنجر مین ڈبو جائے گا
قاتل احسان لبِ تشنہ پہ ہو جائے گا

رشک سے مرتے ہو مرجاؤ یہ عاشق سے کہا
غیر ہمراہ مرے جائے گا تو جائے گا

غم فراق مین دم وادرس نہین چلتا
نکالدون اسے سینہ سے بس نہین چلتا

ہمارے کہنے پہ فریادرس نہین چلتا
عدو کو چال بتائین یہ بس نہین چلتا

الم نے گھونٹ دیا ہے نفس نہین چلتا
اجل پہ غیر پہ گردون پہ بس نہین چلتا

ہجوم یاس مین دل کہہ رہا ہے گھبرا کر
کہ تجھپہ زور مرا اے ہوس نہین چلتا

پھڑک رہا ہون کہ اُڑجاؤن لیکے پنجرے کو
وہ ناتوان ہون کہ مجھسے قفس نہین چلتا

جہان مین سکۂ داغ جگر بجز عشاق
وہ بے رواج ہے لاکھون برس نہین چلتا

امید دید کو ہمراہ لیگئی حسرت
وہ پاس آئے کہ جس دم نفس نہین چلتا

جناب شیخ ہین مفلس پئین کہان سے مے
وہ من چلے ہین میان کا فرس نہین چلتا

ہوا ہون خانۂ صیاد سے بہت مایوس
وہ عندلیب ہون مین بے قفس نہین چلتا

تمہاری شوخی نہ ٹھکرائے جب تلک اسکو
شہید ناز کا ہرگز فرس نہین چلتا

بنائین کیونکہ ہم اُسکو پھر اپنا ای عاشق
جب اپنے دل ہی پہ کچھ اپنا بس نہین چلتا

زائد از طرح

وہ ایک کام بھی ہے بے ہوس نہین چلتا
غضب مین جان ہے دونو پہ بس نہین چلتا

جو نامہ بر نے کہا چلئے وہ بلاتے مین
تو بولے ناز سے کہدے ترس نہین چلتا

حسین بنتے ہین کیون حسن چند روزہ پر
تمام عمر جوانی کا کس نہین چلتا

نہ نامہ بر ہی پھرا اور نہ دن پھرے میرے
اُدھر سے کوئی بھی فریادرس نہین چلتا

کہا جو مین نے کہ بندہ کا گھر قریب آیا
تو منہ بنا کے کہا مجھسے بس نہیں چلتا

کسی طرح نہیں کرتے قبول وہ مجھکو
وہ عذر ہون کہ کبھی پیش و پس نہیں چلتا

کیا وہ ضعف نے عاشق اسیر پنجۂ غم
کہ چاک جیب و گریبان پہ بس نہیں چلتا

میکدہ بے تیرے ساقی درہم و برہم ہوا
بادہ خوارون کے شکستہ دل ہوئے وہ غم ہوا

شور و غل اٹھا جہان سب درہم و برہم ہوا
کون رو بیٹھا ہے دل کو جسکا اتنا غم ہوا

آج خود قاتل شہید ناز دشمن ہوگیا
اسلئے مقتل مین ہنگامہ جو تھا برہم ہوا

کیا صدائے نالۂ عاشق ہے زیب گوشِ گل
عندلیبانِ چمن کا آج نغمہ کم ہوا

شکر ہے کچھ تو ہماری آہ نے تاثیر کی
التفات یار دشمن پر جو تھا کچھ کم ہوا

یادِ دندان مین بہا جو اشک وہ گوہر بنا
اور گل تر پر گرا تو قطرۂ شبنم ہوا

مرگیا جب مین تو بیرحمی یہ انکی ہائے ہائے
کہتے ہین اچھا ہوا کچھ دردِ سر تو کم ہوا

غیر کے مرنے پہ وہ رونے لگے ہم نفس بیٹھے
خلق حیران ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا

جرعہ جرعہ وصل مین تھا غیرتِ ماء الحیات
ہجر مین ساقی کے اک قطرہ پیا تو سم ہوا

خون میرا رنگ لایا ہے گل رخسار پر
عالمِ خوبی پہ انکے مبتلا عالم ہوا

تھا تلاشِ یار مین عاشق پتا ملتا کہان
وصلِ جانان ہوگیا خود ایسا محوِ غم ہوا

زاید از طرح

خنجر ابرو کو شوقِ کشتنِ عالم ہوا
بلہوس کیا جان دیگا بار غم سے خم ہوا

میری بالین پر بھی دشمن سے وہی اخلاص ہے
سورۂ اخلاص انکی میرے حق مین دم ہوا

میں یہانتک ہوگیا ہوں خوگرِ رنج و الم
کم ہوا آزار تو اُسکا بھی مجھکو غم ہوا

غیر کی نخوت سے اُنکو جسقدر نفرت ہوئی
خُلق اُتنا ہی بڑھا جتنا تکبّر کم ہوا

ساغر و پیمانہ و خم کی ہے آوازِ شکست
کون میخانہ میں آیا جس سے یہ اُودھم ہوا

مُنہ چڑھا ہے غیر یہانتک نتھ کا موتی بنگیا
دم بخود ہو تم دشمنوں کا ناک میں گو دم ہوا

کتنے پیچ و تاب کھائے گردشِ افلاک نے
پر کبھی سیدھا نہ اُسکا گیسوئے پرخم ہوا

جم گیا ہے خونِ دل جو سر دھڑی سے تری
لو مبارک ہو ہمارے زخم کا مرہم ہوا

اک نہ اک مہمان نیا رہتا ہے ہجرِ یار میں
دردِ دل گر کم ہوا تو نالہ پیہم ہوا

ہوگیا جو محرمِ اسرارِ ذاتِ لم یزل
وہ ہوائے نفسِ امّارہ سے نامحرم ہوا

تم دلِ عاشق میں ہو شہرت تمھاری کیوں نہو
اے بتو یہ آئینہ اب رشکِ جامِ جم ہوا

نہ ہوا اچھا دلِ بیمار میرا
الٰہی ساتھ دے آزار میرا

بڑھے گا ہمنشیں آزار میرا
دلِ ناداں رہا گر یار میرا

تمھاری جان ہے دل ہے تمھارا
نہ وہ ہرگز نہ یہ زنہار میرا

جگر کو چیر لیتا ہوں یہ کہکر
کہ نالہ جائے گا بیکار میرا

نزاکت اُنکی کہتی ہے سرِ بام
اُٹھا سکتا ہے کوئی بار میرا

دلایا یاد جب اُنکو تو بولے
کہ ہے اقرار بھی انکار میرا

تمھارے نقشِ پا کے گرد ہے چاند
کہ ہے دیکھا ہوا دیدار میرا

جفائیں کر کے یہ تاکید کیسی
کہ محشر میں نہ ہو اظہار میرا

عدو کیا ہو مقابل میرے عاشق

نہین وہ جھیل سکتا وار میرا

زاید از طرح

دوا سے بڑھ گیا آزار میرا
قضا پر منحصر ہے کار میرا

نہ دل میرا نہ وہ دلدار میرا
مرا غمخوار ہے آزار میرا

اُڑا کر چٹکیون مین کہتے ہین وہ
جگر تک جائے گا سوفار میرا

کہانی میرے غم کی بڑھ گئی ہے
سُنے گا کون یہ طومار میرا

شب ہجران کی اللہ رے درازی
بڑھا ہے سایۂ دیوار میرا

خدا کی شان اُن سے کی سفارش
عدو بھی ہو گیا غمخوار میرا

وہ ہاتھا پائی مین بولے شب وصل
کہ دیکھو ٹوٹتا ہے ہار میرا

پڑا ہون کب سے گرداب الم مین
الٰہی کیجو بیڑا پار میرا

کوئی ہمدرد مل جائے تو **عاشق**
جتائے اُسکو حال زار میرا

وہ مجھسے کہتے ہین **عاشق** شب وصل
کہ تم اس مُنہ سے لوگے پیار میرا

قدر دانی کا مزا جاتا رہا
شعر خوانی کا مزا جاتا رہا

بات کے کرتے ہی عقدہ کھل گیا
بے دہانی کا مزا جاتا رہا

تن سے قاتل نے کیا کیون سر الگ
نیمجانی کا مزا جاتا رہا

کیون خموشی کی لگائی منہ پہ مہر
گُل فشانی کا مزا جاتا رہا

جان ہی کیون رفتہ رفتہ دیکے دکھ
ناگہانی کا مزا جاتا رہا

غیر کو وہ گالیان دینے لگے
دُرفشانی کا مزا جاتا رہا

آگیا مہمان سرا مین رشکِ غیر
میہمانی کا مزا جاتا رہا
نامسلمان ہوگیا ہے اب وہ بُت
آناکانی کا مزا جاتا رہا
بات کرتے اُنکو غصہ آگیا
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا
اُن پہ مرکر دل نے کھویا لطف کو
زندگانی کا مزا جاتا رہا
ہائے وہ در اور رقیبِ سنگدل
پاسبانی کا مزا جاتا رہا
سر اُڑا کر کیون سبک ہمکو کیا
سرگرانی کا مزا جاتا رہا
بام پر وہ جھانکتے ہین غیر کو
لن ترانی کا مزا جاتا رہا
میری تربت تو بنائی ہی نہ تھی
بےنشانی کا مزا جاتا رہا
حلقۂ عُشّاق جب ہمرہ نہین
نوحہ خوانی کا مزا جاتا رہا

صحبتین پہلی سی وہ عاشق کہان
نکتہ دانی کا مزا جاتا رہا

بھرم رکھہ چلبلی چتون کسی کا
کہ عارض سے ہٹے دامن کسی کا
مٹا کر آپ ہی لو پوچھتے ہین
کبھی دیکھا تھا یان مدفن کسی کا
دلِ نادان ہے جیسا دوست اپنا
نہ ہوا ایسا کوئی دشمن کسی کا
یہ سب خانہ خرابی عشق کی ہے
کہ صحرا بنگیا مسکن کسی کا
قیامت دل پکڑ کر بیٹھ جائے
وہ ہے اُٹھتا ہوا جوبن کسی کا
اُڑا دیتا ہے کیا کیا خاک میری
جھٹکنا ہاتھ سے دامن کسی کا
قیامت پر قیامت ہو رہی ہے
سنا ایسا بھی ہے شیون کسی کا
نگہ کی سامنے بجلی سی کوندی
جو یاد آیا رُخِ روشن کسی کا

مٹانے کے نشان بھی مٹ گئے ہین
کہین ملتا نہین مدفن کسی کا

غرض رکھے نہ جز خالق کسی سے
تو پھر کیون ہو کوئی دشمن کسی کا

ہوا سینا ہمارا دیدۂ زخم
نظر مین تھا رخ روشن کسی کا

برہمن بن گئے کیون حضرتِ دل
ہوا کیا خواب مین درشن کسی کا

مہکتی آئی ہے کیون آہِ **عاشق**
اُجاڑ آئی ہے کیا گلشن کسی کا

زائد از طرح

ہوا ہے غمزہ تیر افگن کسی کا
کلیجا چھید دے چلمن کسی کا

شبِ وصلت کی اُف رے ہاتھا پائی
گریبان ہے نہ ہے دامن کسی کا

نہین اچھی یہ شوخی ہر گھڑی کی
نہ کھونا رُعب اسے چتون کسی کا

رہائی دامِ کاکل سے نہ ہوگی
کہان جاتا ہے اب جوبن کسی کا

مرے لاشہ سے کہتے ہین کہ اُٹھو
مزا دیتا ہے یہ بچپن کسی کا

ہماری سختیان جو دیکھ پائین
کلیجا ہوگیا آہن کسی کا

نہ میرا ہے نہ وہ غیرون کا **عاشق**
ہوا بھی ہے بتِ پرفن کسی کا

فلک نے دیکھ لیا زور میرے نالون کا
تباہ حال ہوا اون کے رہنے والون کا

بنایا خاک سے غازہ پری جمالون نے
بڑھا ہے مرتبہ وہ تیرے پائمالون کا

گمان غلط ہے ستارے ہین بیشمار کہان
فلک پہ عکس ہے یہ میرے دل کے چھالون کا

ہزارون گالیان دیتے ہین وہ سرِ محفل
جواب خوب ملا وصل کے سوالون کا

فراق ہو جنھین ہو ہمکو وصل ہے ہر دم
کہ خال ہے دلِ سوزندہ اُنکے گالون کا

ہجوم شوق سے وہ جوش ہے خیالون مین
کہ روبرو ہے مرقع پری جمالون کا

نہین ہین عارض پر نور پر تری زلفین
خدا کی شان کہ گوردن مین گھر ہے کالون کا

ہین چاک چاک گریبان و دل فگار بہت
نہ پوچھو حال تم اپنے شکستہ حالون کا

ہمین ہے جلوۂ باقی کی آرزو عاشق
نصیبِ غیر ہو غمزہ پری جمالون کا

زائد از طرح

اگر نظارہ ہے منظور خستہ حالون کا
تو آؤ کھولدین جوڑا تمھارے بالون کا

نہ گور ہے نہ کفن اُن شکستہ حالون کا
یہ حال ہے ترے کوچہ کے رہنے والون کا

تری گلی مرے رونے سے ہوگئی ندی
کئی برس سے مین پل باندھتا ہون نالون کا

کہان تھا گرد مہ و مہر ہمنشین ہالہ
پڑا ہے عکس یہ گوشِ صنم کے بالون کا

نہ قیس مین مرے وحشت نہ کوہکن مین یہ شوق
کرو نہ ذکر مرے آگے دیکھے بھالون کا

تو سحر نہ گوندہ کہ شاگرد ہونے والا ہے
مرا نصیب ترے لمبے لمبے بالون کا

مزارِ حضرتِ خواجہ پہ جھومتا آیا
کوئی ولی ہے کہ نکھا ہے بھوالون کا

✗

خزان کے دن گئے آئی بہار اے عاشق
دماغ عرش پہ ہے سارے نونہالون کا

غزل ہائے غیر طرح دیوان ردیف الف

وہ مرتبہ ہے پیمبر کے آستانے کا
کہ فخر شاہون کو ہے جبہہ سر جھکانے کا

مین منتظر ہون شبِ غم قضا کے آنے کا
نوید دل کو کہ ہے وقت جان جانے کا

ہوئی ہے گردش دوران سے خاک تک برباد
چھپے گا وقت فنا واسطہ زمانے کا

ہمارے خون بہانے کا خون بہا یہ ملا
ہوا ہے شوق اُنھیں پھر حنا لگانے کا

اُنھیں ہے قصۂ اغیار سے غرض ہر دم
نتیجہ کیا ہے مری داستان سُنانے کا

اِدھر ہے تاک میں صیاد اُدھر کمین میں ہے برق
پتا ملے گا نہ بُلبُل کے آشیانے کا

وہ بھول جاتے ہیں تو یاد خود دلاتا ہوں
ہوا ہوں جب سے میں خوگر ستم اُٹھانے کا

مجال کیا تری گیسو سے یہ کبھی اُلجھے
ہے انفعال سے صد چاک سینہ شانے کا

نہ وہ جگر ہے نہ دل ہے نہ وہ طبیعت ہے
عدو میں حوصلہ کب ہے ستم اُٹھانے کا

ہمارے دلکو ہے زلفوں میں یادِ خالِ صنم
اسیرِ دام ہے محتاج ایک دانے کا

نہ تم کہیں نہ دعا دیں لگائیں اک ٹھوکر
نیا طریق نکالا ہے یہ جِلانے کا

یہ کچھ ہے گورِ غریبان پہ بیکسی کا ہجوم
کہ حسرتوں نے دیا کام شامیانے کا

ابھی جوان ہو **عاشق** مروں مروں نکرو
قضا کو یہ بھی کوئی وقت ہے بُلانے کا

دیگر غیر طرح

قتل کرنے میں مرے قاتل کو ہے تاخیر کیا
سوچتا ہے ظلم نو ایجاد کی تدبیر کیا

ایک عالم میں ہے غل شورِ قیامت ہے بپا
ہل گئی ہے زلف کے دیوانے کی زنجیر کیا

سرد مہری سے تمھاری خاک میں مل گرمیاں
نالۂ سوزان ہمارا پھر کرے تاثیر کیا

سوزِ ہجران سے جلایا غم نے کشتہ کر دیا
وہ بنائیں گے ہماری خاک کی اکسیر کیا

قصہ طولانی ہے جان لب پر ہے کہدینا یہی
کیا کہوں قاصد زبانی اور کروں تحریر کیا

اک نظر دیکھا جدھر گویا مسخر کر لیا
آنکھ میں اُنکے بھرا ہے سرمۂ تسخیر کیا

ایک سے ہے ایک بڑھکر غارتِ دل کیلئے
ناز کیا انداز کیا تصویر کیا تقریر کیا

دل کو شوقِ زخم اور ہے زخم مشتاقِ نمک
چارہ گر سے پھر شفا کی ہو سکے تدبیر کیا

ہم نہ ہونگے مانی و بہزاد کے قائل کبھی
جبکہ گویائی نہین تصویر مین تصویر کیا

دور ساغر چل رہا ہے محفلِ اعدا مین آج
دیکھین دکھلاتی ہے اب یہ گردشِ تقدیر کیا

ایک مدت سے تھا خود آوارہ و بدنام وہ
نعشِ عاشق کے لئے پھر حاجتِ تشہیر کیا

غیر طرح دیوان

جذبِ دل آہستہ آہستہ اثر کر جائے گا
تیرِ مژگان رفتہ رفتہ دل مین گھر کر جائے گا

چارۂ ریشِ درون کیا چارہ گر کر جائے گا
بخیۂ زخمِ جگر تارِ نظر کر جائے گا

نالۂ گردون شکن جس دم اثر کر جائے گا
چرخ آہون سے ہمارے الحذر کر جائے گا

آگیا مہمان سرا مین جو سفر کر جائے گا
مثلِ سایہ ڈھلتے پھرتے ہی بسر کر جائیگا

ماہیِ بے آب کی مانند تڑپے گی سدا
خون ہمارا تیغِ قاتل پر اثر کر جائے گا

سو قدم تک جائیگا خونِ شہیدان ساتھ ساتھ
جب سوئے گورِ غریبان وہ گذر کر جائے گا

مجھسے کہتا ہے کہ چلتے چلتے بھولا مدعا
کیا خبر تھی چال ہمپر نامہ بر کر جائے گا

یاد گیسو ہے شبِ ہجران مین وہ طولِ امل
قصۂ عمرِ روان کو مختصر کر جائے گا

جب نہو تقدیر سیدھی خضر کی منت عبث
اور بھی گم گشتہ ہمکو راہبر کر جائے گا

دستِ وحشت کو میرے دامن سے الفت ہوگئی
تار تار ایک اک جدا اسے بخیہ گر کر جائے گا

دل جگر دونون ہین حاضر لو مبارک ہے ہمین
آج انکے سر سے کچھ صدقہ اُتر کر جائے گا

ساقیِ کوثر کا گر دستِ کرم ہے فیض پر
ابرِ رحمت تشنہ لب کے لب کو تر کر جائے گا

میری قسمت کا یہ لکھا کیا خبر تھی قیس بھی
عشق کی جاگیر میرے نام پر کر جائے گا

اُسکے جوہر سے ہزاروں جوہر پائینگے نمود
میرا داغِ دل اثر شمشیر پر کر جائے گا

کیا خبر تھی اے دل ناداں کہ شہرہ عشق کا
ہمکو یوں آوارہ گرد و دربدر کر جائے گا

غیر سب کہنے ہی کے عاشق ہیں قاتل دیکھنا
نام مقتل میں یہی تفتہ جگر کر جائے گا

دل جگر دونوں ہدف سوفار بنکر جائینگے
تیر قاتل جبکہ پہلو سے گذر کر جائے گا

بیکسی سے کہہ رہی یاس حسرت ہائے ہائے
تیرے کوچہ میں جو آئے گا وہ مر کر جائے گا

میں زمانے میں ہوں عاشق دہلی ملک سخن
غیر آئے گر مقابل تو بچھڑ کر جائے گا

غیر طرح دیوان

گیسوئے یار نے سب مشکِ ختن لوٹ لیا
گلِ رخسار کی نزہت نے چمن لوٹ لیا

لبِ خاموش نے اندازِ سخن لوٹ لیا
دہنِ یار نے غنچہ کا دہن لوٹ لیا

گر گئے جتنے ستارے تھے شرارے بنکر
میری فریاد نے شب چرخ کُہن لوٹ لیا

حسرت و یاس نے ڈھانکا تھا تنِ عریاں کو
مجھکو کیوں قبر میں اے دُزدِ کفن لوٹ لیا

ہاتھ کیوں میرے گریباں کو لگایا تمنے
رشک سے آنکے حوروں نے کفن لوٹ لیا

دی جوانی نے تری اسکو مدد پیری میں
تیری رفتار نے گردوں کا چلن لوٹ لیا

ہائے افسوس نمکداں رہا غیر کے ہاتھ
زخمِ دل کہتے ہیں اے تیر فگن لوٹ لیا

رنگِ عارض نے ترے لوٹ لیا لالے کو
چشمِ پرخوں نے مری لعلِ یمن لوٹ لیا

بیکسی یاس سے کہتی ہے شب فرقت میں
اے ہجومِ غم و اندوہ و محن لوٹ لیا

کبھی حیرت میں رہیگا تو کبھی سکتہ میں
تو نے آئینہ کو دکھلا کے پھبن لوٹ لیا

سرو قد سے ترے شرمندہ تبسم سے گل
تیرے جوبن نے صنم رنگِ چمن لوٹ لیا

دل ہزاروں کے جو ڈستی ہے تجلی آتی ہے
اژدرہ زلف نے کیا سانپ کا من لوٹ لیا

سچ تو یہ ہے کہ لٹیرے ہیں جہان کے شاعر
بزم **عاشق** میں گئے لطفِ سخن لوٹ لیا

اُسنے تیور چڑھا کے دیکھ لیا
تیغ کو آزما کے دیکھ لیا

کوئی گاہک نہیں خدائی میں
دل کا سودا بنا کے دیکھ لیا

میرے گھر تھے نہ غیر کے گھر تھے
شب اُنھیں آزما کے دیکھ لیا

تیرے جلوہ کے ہیں نشان ہر سو
ہر طرف ہمنے جا کے دیکھ لیا

غیر سے ربط اُنکا کم نہ ہوا
لاکھ قسمیں دلا کے دیکھ لیا

زہر حق میں مرے ہوا اکسیر
تمنے ہاتھوں پلا کے دیکھ لیا

یہ تماشا کوئی تماشا ہے
آنکھ اُٹھا صف لٹا کے دیکھ لیا

ہجر میں موت بھی نہیں کمبخت
بخت کو آزما کے دیکھ لیا

رُخِ روشن نے دل میں کام کیا
جلوہ جا با جلا کے دیکھ لیا

شیخ جی کی دھری رہی شیخی
ایک چلو پلا کے دیکھ لیا

میرا حالِ نزار جھوٹا تھا
اب تو خود تمنے آ کے دیکھ لیا

پڑ گئی کیسی بزم میں ہلچل
پاس اُن کو بٹھا کے دیکھ لیا

رقصِ بسمل ہے موجِ دودِ فغان
دل جلے کو بجھا کے دیکھ لیا

اور بیدرد ہو گیا بیدرد
درد دل بھی جتا کے دیکھ لیا

غیر بیدرد بے وفا ہیں دوست
آزما آزما کے دیکھ لیا

اپنا ثانی وہ آپ ہی نکلے | آئینہ بھی دکھا کے دیکھ لیا
امتحان اور بھی رہا ظالم | جتنا چاہا ستا کے دیکھ لیا
وہ نہ آئے تو کیون یہ آئی تھی | شب قضا کو بُلا کے دیکھ لیا
وقت بد کا کوئی شریک نہین | موت کو بھی بُلا کے دیکھ لیا
گر پڑی برق سی اُدھر کہ جدھر | اُسنے چتون اُٹھا کے دیکھ لیا
جلوہ وہ جو کبھی نہ دیکھا تھا | نقشِ ہستی مٹا کے دیکھ لیا

آپ بھی دردمند ہو ہی گئے
دلِ **عاشق** دُکھا کے دیکھ لیا

دل ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا | دوسرا معشوق میرا ہو گیا
بڑھ گیا یہ آرزو کا سلسلہ | نخلِ غم نخلِ تمنا ہو گیا
اب ہمارا آپ کا ہے تذکرہ | ذکرِ مجنون اور لیلا ہو گیا
وصل مین چھیڑا تو بولے ناز سے | خیر ہے صاحب تمھین کیا ہو گیا
قتل کر ڈالا نگاہ ناز سے | دشمنِ جانی مسیحا ہو گیا
میرے مرنے کی خبر سُنکر کہا | مر گیا بیمار اچھا ہو گیا
کون یوسف آگیا بازار مین | سب خریدارون کو سودا ہو گیا
ہمنے پلکون سے چھپایا یار کو | آنکھ جھپکی بند پردا ہو گیا

وہ مرے دشمن ہوئے دشمن کے دوست
عاشق اس دنیا مین کیا کیا ہو گیا

ردیف بائے موحدہ بموجب طرح دیوان

ہجر کی شب مین ہے ساقی سفرِ جامِ شراب — صبحِ محشر ہے اگر ہو سحرِ جامِ شراب
لب بلب ہو کے جو لیتا ہے کسیکے بوسے — رشک کہتا ہے کہ توڑون کمرِ جامِ شراب
لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے جو گرتا پڑتا — کیا ہوا شیخ کے گھر مین گذرِ جامِ شراب
دل تھا ایک قطرۂ خون مے کے عوض پینے کو — وہ بھی غم پی گیا اے دادگرِ جامِ شراب
نرگسِ مست سے اُسکی ہین وہ بیخود میکش — کوئی لیتا نہین اُٹھکر خبرِ جامِ شراب
ہوگا گر عکس فگن موئے میانِ ساقی — بال پڑجائے گا تجھمین جگرِ جامِ شراب
بہکی بہکی سی جو کرتا ہے یہ باتین زاہد — ہوگیا اُسکو بھی شاید اثرِ جامِ شراب
شیخ کا دامنِ تر چوس ہی لیتا ہے اسے — خشک کیونکر نہو پھر چشمِ ترِ جامِ شراب

ہاتھ سے ساقی کوثر کے پئین مے عاشق
کہ خمار آکے نہو دردِ سرِ جامِ شراب

زائد از طرح

وصل کی رات ہوا یہ اثرِ جامِ شراب — آنکھ میری تھی نہ تجھکو خبرِ جامِ شراب
تھوڑی سی وار کے سر پر سے چھڑک دیتے ہین — چشمِ میگون کو نہ ہو۔ تا نظرِ جامِ شراب
میکشون کی نہین تھمتی ہے جو ہچکی دمِ مرگ — ہوتا ہے جان کے ہمرہ سفرِ جامِ شراب
تاک مین رہتی ہے مدت سے مگر اے زاہد — چشمِ میگون نے نہ پایا شجرِ جامِ شراب
خلد سے آیا جو اُڑکر یہ تری محفل مین — کیا نکل آئے ہین کچھ بال و پرِ جامِ شراب

چشمِ مخمور نے ساقی کے کیا شام سے مست
ہوگئی کسطرح سے عاشق سحرِ جامِ شراب

کب شام کا فراقِ صنم مین نشان ہے اب — جب شام ہی نہین تو سحر پھر کہان ہے اب

کیا خوب رازداریئے کین رازداریان
راز نہان ہے اور جہان کی زبان ہے اب

بھولا جہان نوحۂ فرہاد و قیس کو
ہر نوحہ خوان ہے اور ہمارا بیان ہے اب

یہ ناتوانیون کی ہین زور آزمائیان
سرگرمِ نالہ ہونے کی طاقت کہان ہے اب

پہلو مین دل نہین تو پھر اُسکا نشان کہان
جان کو پئے تلاش سرِ لامکان ہے اب

سنکر عدو کا نالہ یہ کہکر چلے گئے
دیتا ہے بانگ مرغ کہ وقتِ اذان ہے اب

تاخیر قتل مین ہو تو سر پھوڑتا پھرے
مشتاق تیغ ناز کو سر تک گران ہے اب

دل آپ ہی تو لے کے ملایا ہے خاک مین
اور مجھسے پوچھتے ہین وہ مضطر کہان ہے اب

وہ تیرے آستان کے سبب مرتبہ بڑھا
یہان کی زمین زمین نہین آسمان ہے اب

سوچے تجھے پاسبان ہی کو اپنا بنائین گے
قسمت سے جو عدو تھا وہی پاسبان ہے اب

ہون تنگیٔ زمانہ سے دل تنگ اِس قدر
ارمان کے دل مین رہنے کی وسعت کہان ہے اب

آزارِ عشق تھا سو وہ آزارِ جان ہوا
جان مرگِ ناگہان کے لئے ارمغان ہے اب

اے سروِ نوبہار ترے رُخ کے سامنے
رنگِ چمن پریدۂ بادِ خزان ہے اب

قاتل ہے بعد قتل تڑپنے کا منتظر
یہ امتحان کے بعد نیا امتحان ہے اب

اگلا سا رنگ روپ نہین ربط غیر سے
وہ ناز وہ کرشمہ وہ جوبن کہان ہے اب

دم بازیان کسی کی دمِ تیغ ہو گئین
خم زلف خم بخم کا خمِ آسمان ہے اب

سوتا نہین ہے رات کو تا خواب مین نہ آئے
عاشق سے اسقدر وہ صنم بدگمان ہے اب

زائد از طرح

کل تم جو لیکے آئے تھے وہ دل کہان ہے اب
باقی ستم اُٹھانے کو اک تن مین جان ہے اب

شبہائے تار ہجر مین کتنی تلاش کی
گم گشتہ آسمان سے سحر کا نشان ہے اب

اقرار وصل ایک سے انکار ایک سے
کیا اور اس زبان کے سوا بھی زبان ہے اب

اے عشق تازہ کار ذرا جھیل سختیان
جوبن شباب پر ہے وہ بت نوجوان ہے اب

عاشق دعا تمھاری ہوئی مستجاب کیا
نا مہربان جو تم پہ تھا وہ مہربان ہے اب

ردیف تائے فوقانی

چاہنے والے ملین گے تمھین انسان بہت
مجھسا پاؤگے نہ جب آئین گے ارمان بہت

دیکھکر یار کو کھوے گئے ایسے کہ نہ تھے
ہم کو دعوے تھا کہ ہم رکھتے ہین اوسان بہت

وعدۂ قتل عدو پر بھی ہمین قتل کیا
عذر اُسپر یہ کہ ہے طبع مین نسیان بہت

خلش جنبش مژگان کو دلاتا ہے یاد
دل مین چبھنے کو ترے تیر کا پیکان بہت

مائل زلف ہے کوئی کوئی عاشق رُخ ہے
شیخ جی رند بنے گبر مسلمان بہت

غیر کے سامنے بسمل کو تڑپنے نہ دیا
تیرے خنجر کا ہے تھوڑا سا بھی احسان بہت

وہ تو مجھپر ہی اُٹھاتے رہے بہتان کتنے
خوش نصیبی سے ہوا غیر پشیمان بہت

غم و اندوہ و الم حسرت و ارمان حرمان
تیرے کوچہ سے لگا لائے ہین مہمان بہت

سخت جانی نے مری سیکڑون خنجر توڑے
قتل کرنے کو سمجھتے تھے وہ آسان بہت

سب ادائین ہین تری فتنۂ محشر ظالم
کیا کہون کونسی دلکش ہے تری آن بہت

چونک پڑتے ہین تصور سے کسیکے ہر دم
پاس میرے ہین مگر غیر کا ہے دھیان بہت

جھوٹی قسمون کی عوض غیر سے لینگے ہم بھی
سُستا بکنے لگا بازار مین ایمان بہت

جز کفن اور نہ احباب کرین کچھ تکلیف
اس سفر کے لئے کیا چاہئے سامان بہت

بے عمل کے لیئے سو وعظ کے دفتر تھوڑے
ہے عمل کے لئے ایک آیتِ قرآن بہت

دل پریشان ہے پریشانی کا باعث **عاشق**
بال نہ لفون کے کہین دیکھے پریشان بہت

زائد از طرح

عرض مطلب پہ یہ فرمایا نہ کھا کان بہت
منہ لگایا بھی نہین کرتا ہے حیران بہت

ناتوانی سے مری ہو نہ ہراسان بہت
ستم و جور اُٹھانے کو ابھی جان بہت

قصد جانے کا ہے تو جایئے اے حضرتِ دل
گرم پہلو مرا کرنے کو ہین ارمان بہت

منزلِ اولِ الفت مین نہ تھکنا اے دل
ایسے ایسے ابھی طے کرنے ہین میدان بہت

کوچۂ یار مین کل دیکھے ہین **عاشق** ہمنے
کافرِ عشق بہت اور مسلمان بہت

ردیف دال مہملہ

دم تو کیا ہے تو نے ہمارا نسیم بند
پر زلفِ عنبرین کی نہ کیجو شمیم بند

ہو بتکدہ تو ہونے دو اُسکو ندیم بند
دروازۂ بہشت نہ رکھے کریم بند

عاشق نہ بھولنا قد و زلف و دہن کی یاد
ہو جیتے جی نہ وردِ الم میم بند

آزادگانِ کوچۂ دلدار کے لئے
دیکھا نہین ہے بابِ بہشتِ نعیم بند

لعل لبِ حسین کی اور آبرو بڑھی
جب کر چکے فرات کا پانی لئیم بند

ایما ہے آدھی رات کے آنیکا نامہ بر
ہے نیم باز نامہ کسی کا تو نیم بند

یہ کسکے نیم جلوہ سے حیرت عیان ہوئی
غش کھا کے ہو گئی جو زبانِ کلیم بند

محشر مین عاصیون کے ہون نعرے بلند جب
ہل من مزید کی ہو صدا یا کریم بند

اللہ رے شوق دید کہ گنج لحد مین بھی
رہتی ہین نیم وا مری آنکھین تو نیم بند
وہ نشترِ نگہ نہین خون جسکا بند ہو
نبضین گئین ہین چھوٹ بندھے کیا حکیم بند
رکھتے ہین دل مین لشکرِ ارمان و آرزو
کرتے ہین ہم حصار مین فوج غنیم بند

عاشق کو بوسے ملتے تھے سرکار حسن سے
کیجے وظیفہ اب نہ ہمارا قدیم بند ✗

زائد از طرح

ہوتا نہین کلام سے ہرگز کلیم بند
کیا کر سکے گا کوئی شریک و سہیم بند
مانندِ رنگ و بو ہین ترے دم کے ساتھ ساتھ
رہتے ہین کوئی تیری گلی کے مقیم بند
ہو امتحان ہمارا ہم زیرِ تیغِ ناز
اس آرزو سے اُنکے ہوئے سب ندیم بند
طوفانِ غیر آئے نبائے شب وصال
ایسا لگائیو میری عقلِ سلیم بند

عاشق کو معصیت کا نہین خوف وعظو
ہوتا نہین غفور کا فیضِ عمیم بند

ردیف رائے مہملہ

بگڑتے ہی وہ آتے ہین کبھی آتے نہین بنکر
مگر ہم کہتے ہین سج دھج سے آئے آفرین بنکر
فلک پر مہر و مہ بشکلِ نشانِ پائے حضرت ہین
قدمبوسی کو جنکے آسمان آیا زمین بنکر
نہین آسان ہمدم عشق ان پردہ نشینون کا
حجاب غم مین رہتی ہے فغان پردہ نشین بنکر
وفائے غیر کا بھی امتحان بھولے سے لیجے
تمھارے ظلم سہنے کے لئے آئے ہمین بنکر
اُٹھائین غیر کا بارِ محبت یون سبک ہو کر
مگر میرے لئے بیٹھے ہین گھر مین نازنین بنکر
زبان سے شعر کیا نکلے کہ دل مین دردِ فرقت ہے
یہ وہ لقمہ ہے رہجاتا ہے لبِ نالہ وہین بنکر

ہوئی ہے گردشِ دوران سے یہ حالت زمانے کی
کہین بگڑے سنورتے ہین بگڑتے ہین کہین بنکر

قدم دشمن کے گر مین جانتا یان تک نہ پہنچین گے
تو رہتا کوچۂ دلدار کی بیشک زمین بنکر

ترے پیکان کو اے قاتل دعائین دیتے رہتے ہین
ہمارے دل مین بیٹھا ہے نگاہ شرمگین بنکر

ہماری آستین ہر وقت وقفِ دیدۂ تر ہے
گریبان ہاتھ پر رہتا ہے ہر دم آستین بنکر

رسائی میرے طالع کی نہو کیون رشک کے قابل
کہ پہنچا بازوئے جانان پہ جوشن کا نگین بنکر

برابر زاہدون رندون کو دنیا پھانس لیتی ہے
کسی جا اہل دین بنکر کہین شکل حسین بنکر

خطِ تقدیر کا مطلب کھلا ہے عشقبازون پر
کہین نقش زمین بنکر کہین چینِ جبین بنکر

زمانہ بھی یکایک کب بگڑتا ہے بنے کے بعد
مری جان جلد عاشق سے بگڑتے ہو تمھین بنکر

زائد از طرح

کیا برباد پہلو کو بھی دل نے ہمنشین بنکر
اُجاڑا ورنہ یون کس نے مکان کو خود مکین بنکر

نگہ پر بار چڑھ جاتی ہے گویا سرمگین ہوکر
کسیکی زلف ڈس جاتی ہے مار آستین بنکر

منایا تھا جسے مدت مین ہمنے جان دیدے کر
وہی خنجر بکف بیٹھا ہے کیسا خشمگین بنکر

دل مضطر نکلنے کو ہے پھر دودِ فغان ہوکر
کلیجا منہہ کو پھر آتا ہے آہِ آتشین بنکر

برائی مین برائی ہے بھلائی مین بھلائی ہے
کوئی کیا خاک لیجائے گا یہان سے نکتہ چین بنکر

ہوئی دل بستگی ہمدم یہانتک خاکساری سے
گئے ہم جس جگہ بس رہ گئے وہان کی زمین بنکر

کوئی عاشق سے پوچھے کس لئے دعوٰی رہائی ہے
اجی حضرت سلامت کسکے بیٹھے جانشین بنکر

دل پھر آباد ہوا خانۂ ویران ہوکر
ہو چکا دورِ عدو گردشِ دوران ہوکر

گل رخسار پہ جان دون ابھی قربان ہو کر
خار کی طرح جو کھٹکا کرد مژگان ہو کر
کیون پھرے تیر مژہ مجھسے پریشان ہو کر
دل نہ ہو میرے جگر مین رہے مہمان ہو کر
شیخ جی بگڑے ہو کیون صاحب ایمان ہو کر
بت پرستی کا شعار اور مسلمان ہو کر
مجکو کیا غم ہے اگر کنج لحد ہے تاریک
زخم چمکے گا چراغ تہِ دامان ہو کر
عاشقون کے دل مضطر کا نہ پوچھو عالم
شانہ زلفون سے نکلتا ہے پریشان ہو کر
بیکسی یاس سے کیا کیا نہ کرے گی فریاد
تم نکلجاؤ گے جب گورِ غریبان ہو کر
قطع سو بار ہوا تو بھی نہ گھٹنے پایا
دامنِ دشت رہا میرا گریبان ہو کر
بوسۂ زلف کی ہے لعل لب خال کی ہے
ٹکڑے ٹکڑے ہوئی حسرت بھی پریشان ہو کر
خوب غیرت ہے کہ وہ مجھسے خفا ہو بیٹھے
صحبتِ غیر کے طعنہ سے پشیمان ہو کر
دونون رخسارون پہ رہتی ہین جو دونون زلفین
پہرہ دینے لگے کالے ترے دربان ہو کر
ہنستے ہین مجھپہ میرے زخم جگر بھی کیا کچھ
خندہ زن ہوتا ہے جب چاک گریبان ہو کر
تم تو تم درد تمھارا ہے ہمین جان سے عزیز
ایسے پھر درد کا کیا ہوئے گا درمان ہو کر
اسنے چٹکی سے جو چھوڑا تو عدو پر پہونچا
دلِ بسمل بھی تیرے تیر کا پیکان ہو کر
آہ و افغان کی اڑی خاک نکل کر دل سے
رہے آسودہ غم و درد ہی پنہان ہو کر
غیر کی دست درازی نے کیا اسکو خجل
اب وہ ہوتا ہے گلوگیر گریبان ہو کر
ہے تمنا یہی میری کہ رسول اکرم
ہو گذر وھان بھی تہِ سایۂ دامان ہو کر
برچھیان مارو جگر مین کہ رہے لطفِ خلش
تھم گئی ہائے یہ کیون جنبش مژگان ہو کر
مین نہ کہتا تھا کہ ہو جائین گے لاکھون ٹکڑے
کیا کیا دامنِ گل میرا گریبان ہو کر
کوچۂ یار مین پرسش ہی نہین حضرتِ دل
ٹھوکرین کھاکے ابھی آیا ہے ارمان ہو کر

شاق احباب کے دل پر بھی ہوئی عمر دراز
کہ ٹھہرتا نہیں اتنا کوئی مہماں ہوکر
جوش گریہ نے ہمیں کچھ تو تسلی بخشی
مٹ گئے دل کے بہت داغ نمایاں ہوکر
پی لیا آب بقا تو نے کہ کٹتی ہی نہیں
آئی ظلمات سے کیا اے شب ہجراں ہوکر
سحر آمیز مضامین مرے سنکر بولے
لیگیا لوٹ کے دل کون غزلخواں ہوکر
من گئے رقت و زاری کے مضامین سنکر
مدعا اپنا نکل آیا غزلخواں ہوکر

زلف کافر ہے خدا جانے کرے کیا عاشق
کفر پھیلایا ہے عارض نے مسلماں ہوکر

زائد از طرح

مرنا چاہا تو کہا دیدۂ گریاں ہوکر
کام دشوار ہوا جاتا ہے آساں ہوکر
اٹھ گئے پھرتے ہی پھرا سارا زمانہ مجھسے
ہائے سایہ بھی چلا اب تو گریزاں ہوکر
آئے ایسے کہ نہ آئے جو وہ آتے ہی گئے
رہ گیا ہائے شب وصل کا ساماں ہوکر
چارہ گر کہئے شکستہ کی کروں کیا تدبیر
صورت زخم دہن رہجائے گا حیراں ہوکر
زخم دل کھلتے ہیں اور زخم جگر ہنستے ہیں
لذتیں پاتے ہیں دونوں نمک افشاں ہوکر
تیرے خنجر سے مرے دل کا بڑھا ہے یہ رتبہ
عید کو خوب گلے ملتے ہیں شاداں ہوکر

بیت ابرو جو کہا کرتے ہو عاشق موزوں
مصرعہ زلف کو بڑھا آئے دبستاں ہوکر

ہیجائے نہ وہ تیر کے پیکاں کو چھوڑ کر
جسطرح کوئی دوست کے مہماں کو چھوڑ کر
دامن کا ساتھ چولی سے اچھا ہے اے جنوں
جائے گا پھر کہاں یہ گریباں کو چھوڑ کر
دل کو ہے شوق زخم نہ جائے گا یہ کہیں
تیر نظر کو خنجر مژگاں کو چھوڑ کر

گرتا ہے تیرہ بار سے زلفوں کو گر سبک
عقدے میں دیکھ لو شب ہجران کو چھوڑ کر

ہے خوشگوار ایسی تیرے پیرہن کی بو
ہم سونگھتے ہیں سنبل و ریحان کو چھوڑ کر

لذت نمک کی بھولے نہ کیوں زخمی نگہ
وہ ستم چھڑک رہے ہیں نمکدان کو چھوڑ کر

تڑپا کیا ہے نزع میں پر تم چلے گئے
بیمار زار زار و پریشان کو چھوڑ کر

روزن کئے فلک میں گرا کے آہ رخنہ گر
جاتی کہاں ہے تو دل دربان کو چھوڑ کر

پھنس جائیگا اندھیرے اجالے میں فوج کہیں
تنہا نہ جائیو تو کبھی جان کو چھوڑ کر

اب غیر کے مزاج سے بگڑ رہے ہیں خود
حیران ہوئے ہیں مجھسے وہ حیران کو چھوڑ کر

دھبا رہے نہ ایک بھی باقی گناہ کا
ابر کرم نہ جا مرے عصیان کو چھوڑ کر

عاشق اندھیری گور میں آیا نہ کوئی کام
واپس سب آئے کالبِ علی نہان کو چھوڑ کر

زاید از طرح

اے دل نہ جا تو تیر کے پیکان کو چھوڑ کر
گھر سے بھی کوئی جاتا ہے مہمان کو چھوڑ کر

تم گر نہ جاؤ شام غریبان کو چھوڑ کر
کیوں جائے پھر سحر مرے ارمان کو چھوڑ کر

ہم جانتے ہیں چلنے والا اگر ملے
جھانکیں نہ چاہ چاہ زنخدان کو چھوڑ کر

دلمیں چھپی رہی ترے تیر مژہ کی نوک
سوزن نہ جائے بخیۂ داماں کو چھوڑ کر

جز تیرے کون ہے دل ویران کا آشنا
اے بیکسی نہ جا غم ہجران کو چھوڑ کر

اک وار بھی عدو سے تو جھیلا گیا نہیں
بھاگا ہے نوک دم ابھی میدان کو چھوڑ کر

عشق بتان کو چھوڑ کے عشق خدا کرو
ایمان نجائے **عاشق** یزدان کو چھوڑ کر

دل کیونکہ ہو اوس زلفِ گرہ گیر سے باہر
عاشق نہیں ہوتا خطِ تقدیر سے باہر

اللہ رے شوخی تیری اللہ رے کرشمہ
تصویر چلی پیکر تصویر سے باہر

طے ہوتی نہین منزل مقصود کسی طور
ہے وسعت رہ طاقت رہگیر سے باہر
تصویر سے بھی تیرے اُٹھایا نہ اُٹھے گا
رہتا ہے ترا ناز جو تصویر سے باہر
آ عرش مین تم آؤ تو پہلو سے یہ نکلے
ارمان کو نکالو کسی تدبیر سے باہر
کیا شان ہے اللہ تری شان کے قربان
تقریر سے بیرون ہے تو تحریر سے باہر
فریاد ہو زاری ہو بکا ہو کہ فغان ہو
ہے کوئی صدا نالۂ شبگیر سے باہر
اس ضبط کو دیکھو کہ گیا جان سے ولیکن
فریاد نہ نکلے دل دلگیر سے باہر
دل چیر کے پھینکا مگر ارمان وہی ہے
کمبخت نہ نکلا کسی تدبیر سے باہر
اک وار لگا اور بھی قاتل ترے قربان
آتی ہے صدا یہ دل نخچیر سے باہر
قاتل سے کوئی پوچھے کہ بسمل کی ہین آنکھین
یا نکلے ہین جوہر تری شمشیر سے باہر
قاتل یہ مرے سینۂ سوزان کا اثر ہے
نکلے ہین جو شعلے دہن تیر سے باہر
زلفون مین ہے دل کیجے ذرا شانہ سنبھلکر
کیون کرتے ہو دیوانے کو زنجیر سے باہر
تاثیر دم ذبح یہ کی شوق نے میرے
شمشیر کا دم آج ہے شمشیر سے باہر

عاشق کبھی ارمان نہ نکلین گے تمھارے
ہے مہر شعار بت بے پیر سے باہر

زاید از طرح

شب آئے وہ لینے ہمین توقیر سے باہر
جب غیر نکالے گئے تحقیر سے باہر
ہر جزو مین وہ خالق کل جلوہ نما ہے
ذرات نہین مہر کی تنویر سے باہر
اس عشق نے تسبیح کو زُنّار بنایا
دانے ہوئے سب تار گلوگیر سے باہر
جو بات مین کرتا ہون وہ پوری نہین ہوتی
تدبیر سے زاید ہے تو تقدیر سے باہر

تم آ کے مری جان لپٹ جاؤ گلے سے
حسرت ہو دل عاشق دلگیر سے باہر

تنگ ہین یہان جان نہین نکلین پھر آہین کیونکر — بند آنکھین ہین لڑین ان سے نگاہین کیونکر
اس نے کس ناز سے کہتے ہین مجھے ہر دم — اپنی صورت کو تو دیکھو تمھین چاہین کیونکر
چاہین وہ غیر کو پھر ضبط کہا تک اے دل — ڈھنگ بچنے کا نہین کوئی نباہین کیونکر
وہ عیادت کو جب آتے ہین تو یہ کہتے ہین — ناتوانی مین نکلتی ہین یہ آہین کیونکر
خون جیاتے ہین گلے ملتے ہین خنجر سے ترے — ہون جو مشتاق شہادت وہ نہ چاہین کیونکر
بات جو ہے وہ کبھی چال سے خالی ہی نہین — ٹیڑھی سیدھی اُنھین آتی ہین یہ راہین کیونکر
نظر اُس شوخ کی پڑتے ہی چھپا دیتی ہے — برق دیکھین تو ملاتی ہے نگاہین کیونکر
صدقے ہو جاؤن مین اس ضبط نما غیرت کے — وصل کی رات وہ بے بس ہین کراہین کیونکر
پوچھنا چاہیے یہ حضرتِ الیاس سے آج — منزلِ عشق کی طے ہوتی ہین راہین کیونکر
اپنے ہی سر کی لئے پھرتے ہین جب بر بغل — چھوڑ دین پھر سرِ اعدا پہ کُلاہین کیونکر
چشم انجم مین چبھوتے ہین شب ہجر یہ تیر — چرخ کے پار نہونگی مری آہین کیونکر

عاشق اپنا ہی ہمدم ہے یہی ہے دمساز
دل ہمین چاہے تو پھر اسکو نہ چاہین کیونکر

زاید از طرح

نہین تاثیر فغان مین تو وہ چاہین کیونکر — رشکِ اغیار ہو شامل تو نباہین کیونکر
ذبح کرکے وہ اسیرانِ قفس کو بولے — آج ٹھنڈے ہین یہ مردار کراہین کیونکر

مشورہ دل سے ہے عاشق اسے چاہین نہ چاہین
رشک دشمن سے نباہین نہ نباہین کیونکر

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف الف

نہیں تاثیر فغان مین تو وہ آئین کیونکر
پاسِ الفت نہیں پھر پاس بلائین کیونکر

ہائے ہم حالِ دلِ زار سنائین کیونکر
ذکرِ اعدا نہیں وہ کان لگائین کیونکر

ہاتھ سُن ہوتے ہین ہاتھ اونکو لگائین کیونکر
پاؤن اُٹھتے ہی نہین ناز اوٹھائین کیونکر

غمِ ہجران سے کہو جان بچائین کیونکر
وہ عدو کے ہوئے پھر راہ پہ لائین کیونکر

نالہ و آہ و فغان ضبط سے باہر ہین مگر
ناتوانی سے لبون تک نہین لائین کیونکر

اُسکے کوچہ مین کوئی جا کے پھرا ہے تا صبح
آپ ہی کہیے کہ وان جائین تو آئین کیونکر

اپنی صورت سے غم و درد عیان ہے صاحب
یہ مجسّم تو نہین تمکو دکھائین کیونکر

خاک وحشت نے مری ایسی اُڑائی ہے کہ اب
خاک ملتی ہی نہین خاک اُڑائین کیونکر

داغِ دل مہر سے تابندہ فزون ہے عاشق
شمعِ محفل تو نہین یہ وہ بجھائین کیونکر

ایضاً غیر طرح دیوان

سر پھوڑتا ہے سنگِ درِ گلعذار پر
چلتا نہین ہے زور دلِ بیقرار پر

ہے بعدِ مرگ بھی مری تُربت بہار پر
لالا کے پھول اُسنے چڑھائے مزار پر

مایوسی نوحہ گر نہو کیون جانِ زار پر
روتی ہے بیکسی بھی دلِ غمگسار پر

بسمل کے دل سے آتی ہے آوازِ مرحبا
زخم آفرین جو کہتے ہین قاتل کے وار پر

دو ہی قدم چلے تھے کہ بس ہوگیا وصال
اس ضعف نے لگادئے ہمارے ہزار پر

تاثیر بعدِ مرگ یہ دل کی کشش نے کی
جمگھٹ پریوشون کا ہے میرے مزار پر

پابندِ عشق کو نہین آزادیان پسند
زنجیرِ پا ہوا دہنِ زنجیرِ یار پر

پایا ہے خاکساری سے اسنے بہت عروج
رشک آئے کیون نہ چرخ کو میرے غبار پر

شتاقِ دید زندہ نہو جائے پھر کہین
آتے نہین وہ اس لئے میرے مزار پر

دامانِ دشت چاک ہے وحشت کے ہاتھ سے
کھائے ہین خار آبلہ پائی نے خار پر

وعدون نے آپکے کبھی دیکھا وفا کا منہ
ہو اعتبار ہمکو اسی اعتبار پر

نیچا دکھائے طائرِ مرغِ خیال کو
ملجائین میری آہ کو گر مستعار پر

لایا ہے رنگ خون یہ تیرے شہید کا
موجین بھی لوٹ لوٹ ہین خنجر کی دھار پر

عاشق یہ بے وفا ہے نہین اسکا اعتبار
اصلا نہ بھولے کوئی دمِ مستعار پر

ہین بہت نادان جو نازش کرتے ہین تدبیر پر
کون غالب کر سکا تدبیر کو تقدیر پر

اسقدر تو ہے بھروسہ نالۂ شبگیر پر
جاکے اک محشر بپا کردیگا چرخ پیر پر

آزمالے غیر پر بھی بعد میرے قتل کے
باڑ دونی چڑھ گئی قاتل تری شمشیر پر

وصل ہے میرے گلو کے فصل پر جب خنجر
شوقِ دل تڑپے نہ کیون قاتل تری تاخیر پر

عارضِ جاناں کی تابش سے خجل ہوکر فلک
دیکھ زردی آگئی ہے مہر کی تنویر پر

اے مہوس جائے زر بنجائے لعلِ بے بہا
ڈالدے اک قطرہ خونِ گرم اکسیر پر

ناتوان ہین اور عدم ہے دور ہے کیا کرین
راہ طے ہوتی ہے ہمدم طاقتِ رہگیر پر

کرتے ہین پروانے انپر بھی فدا جانِ عزیز
شمع کے شعلے نظر پڑتے ہین جو گلگیر پر

تیر چشمکی سے جدھر چھوڑو پہونچتا ہے وہین
شست رہتی ہے بندھی دلکی ہمارے تیر پر

دیکھکر اسکو سنبھالون تو سنبھلتا ہی نہین
ہائے بنجاتی ہے کچھ ایسی دلِ دلگیر پر

اسقدر لذت نمک کی انکو ہے اے چارہگر
زخمِ دل ہنستے ہین مرہم کی ترے تاثیر پر

یہ ستمگر ہوکے دھوکے دے رہا ہے راتدن
کون **عاشق** پھر بھروسہ رکھے چرخ پیر پر

وہ ہوئے چین بر جبین تقصیر پر
یا کھچا ہے خط خطِ تقدیر پر

رشک آیا نالۂ شبگیر پر
صبح چکراتا پھرا تاثیر پر

عکس اتارے منہ ہے کیا بہزاد کا
بت ہوا مانی تری تصویر پر

دیکھکر دنبالۂ چشمِ بتان
جا پڑا دل اپنا سو سو تیر پر

منفعل کیجو نہ اے آہِ سحر
ہے قضا پھر خندہ زن تاثیر پر

رنگ لایا ہے شہیدِ ناز یہ
ہین کہان جوہر تری شمشیر پر

یا جگہہ پہلو مین دو یا جان لو
کوئی تو احسان دلِ دلگیر پر

ایک چٹکی لے ہماری خاک کی
کیون مہوس جان دے اکسیر پر

چرخ کے چکر سے گھبراتے ہین کب
ہین جو صابر گردشِ تقدیر پر

کٹتے ہین اللہ اکبر شوق مین
سر ہزارون اک تری تکبیر پر

آپکا عاشق ہے خود پابندِ عشق
منحصر کیا طوق اور زنجیر پر

دل ہوا چسپان دہانِ تیر پر
آفرین کرتے ہین وہ نخچیر پر

غمزہ خود عاشق تری تقریر پر
ناز خود مفتون تری تصویر پر

لوٹتی جاتی ہین آگے تیر کے
حسرتین بڑھ بڑھ کے دو دو تیر پر

جان شیرین اپنی کھوئی کوہکن
بس چلا کچھ بھی نہ جوئے شیر پر

کین دو باتین جس سے دل بہلاوین
کیا سمجھایا جال ہے تقریر پر

غیر جیتا ہے تو ساری مٹ گئی
تھی جو نازش آہ کی تاثیر پر

ہائے بیجرمی بھی ٹھہری ہے خطا
قتل کرتے ہین اسی تقصیر پر

دل جگر دونون مرے چسپان ہوئے
پر لگائے ہین تمہارے تیر پر

کیا قیامت کو بھلا دوگے جواب
ظلم لاکھون اک دلِ دلگیر پر

زخم کھائے دل مبارک لذتین
سم لگایا اسنے نوکِ تیر پر

دم میں اب گرتے ہیں ساتوں آسمان
وہ گئی ہے آہ چرخ پیر پر

غیر کو تم وہ تمھیں چاہے غضب
رحم کیجے عاشق دلگیر پر

ناز اُن کو حسن کی جاگیر پر
ہمکو نازش ہے دل دلگیر پر

وہ ہیں نازاں بُرّشِ شمشیر پر
سر ہے حاضر چاہ کی تقصیر پر

آستین کے ساتھ دم بھی چڑھ گیا
جان دی ہمنے تری تکبیر پر

اسکو پھیری ہی نہ سمجھا ہو وہ بت
تیز کرتا ہے چھری نخچیر پر

عکس خط ہے یہ گلوئے صید کا
خط نہیں ہے آپکی شمشیر پر

دل تو کیا ہے تیر بھی چلا اُٹھے
جب لگائے تیر کو وہ تیر پر

پیر کا وعدہ بت بے پیر کا
ہمنشین رکھا گیا کس پیر پر

تیری چشم سرمہ سا نے کیا کہون
خاک ڈالی سُرمہ تسخیر پر

اُسکی گردن مین ہے میرے پانو مین
سلسلہ موقوف ہے زنجیر پر

سیکڑون ہوتے ہین بسمل خود بخود
صید مرتے ہین صدائے تیر پر

خط عارض پر نگاہین جا جمین
حاشیہ لکھا گیا تفسیر پر

عاشق افسردہ دل ہے منفعل
نامۂ اعمال کی تحریر پر

ہو جو عاشق حور کی تصویر پر
کیا بھروسہ ایسے ویسے پیر پر

معترف ہوتا رہون تقصیر پر
دین نئی تعذیر وہ تعذیر پر

غیر کی کٹتی ہوئی کیونکر لکھون
اُنگلیان کٹتی ہون جب تحریر پر

تخت دل رہتے ہین مژگان پر سدا
ہمنے یون رکھا ہے اسکو تیر پر
مانگ کر بوسہ اشارہ وصل کا
کہتے ہین تقصیر کی تقصیر پر
زلف بیٹی دل کو دل لپٹا اُسے
یہ نئی زنجیر ہے زنجیر پر
لعل نکلین گے دہانِ تیر سے
قطرۂ خون ہے ہمارا تیر پر
تیرہ قسمت ہون پڑی جب بازوئین
زنگ اُسی دم آگیا زنجیر پر

اے بتو شہرت تمہارے حسن کی
منحصر عاشق کی ہے تشہیر پر

دل نہین عاشق فقط شمشیر پر
بلکہ خنجر پر تبر پر تیر پر
مستعد ہوتے ہین وہ تعذیر پر
ناز کی قبضہ نہ کر شمشیر پر
حسرتین آتی ہین ٹھکرائے ہوئے
لوٹتی ہے بیکسی تاثیر پر
سانتے ہین ہاتھ کب وہ خون مین
سان رکھتے ہین مگر شمشیر پر
یہ جگر اللہ اکبر دیکھنا
سر جھکا دیتے ہین ہم تکبیر پر
غیر کا پھونکا نہ اسنے گھر کبھی
جل گیا دل آہ کی تاثیر پر
کھل گیا ہے دیکھ رنگ عشق و حسن
میری صورت پر تری تصویر پر
دل سے خود کہدیگا یہ مطلب کی بات
فیصلہ رکھو زبانِ تیر پر
خون سے میرے ہوئی رونق تری
دیکھ غازہ پھر گیا تصویر پر
اسقدر شوق شہادت بڑھ گیا
رکھتے ہین ہم خود گلا شمشیر پر

وصل کے مضمون ہین عاشق ایسے شوخ
ناز کرتا ہے قلم تحریر پر

ردیف میم

کرتے ہین کسقدر تری رحمت پہ ناز ہم
خوفِ عذاب حشر سے ہین بے نیاز ہم

کاغذ رہا نہ کوئی بھی سادہ جہان مین
کرتے نہین فسانۂ غم کو دراز ہم

بے پردہ چھیڑتے ہو جو غیرون کے سامنے
کیا بنگئے ہین محفلِ دشمن کے ساز ہم

زاہد کو ناز اپنی عبادت پہ ہو مگر
امیدوارِ فضل ہین اسکے کارساز ہم

سر یان جھکا تو ان سے اُٹھا پردۂ دوئی
وصلِ خدا مین پڑھتے ہین ایسی نماز ہم

آبِ حیات تیرا مبارک تجھی کو خضر
کوثر کی مے ملے تو کرین کیون نہ ناز ہم

سچ کہتے ہین کہ اسکی حقیقت ہی کچھ نہین
سب دیکھے بھالے بیٹھے ہین عشقِ مجاز ہم

آپ آئین رات بھر رہین مہمان ہمارے گھر
اندیشہ کچھ نہ کیجئے ہین پاکباز ہم

ہین پردہ دار پردہ نشین کھل بھی جائیے
اوچھے نہین زبان پہ لائین جو راز ہم

اے غیر آزمانا ہے تو مر کے آزما
کس دھوم سے دلاتے ہین تیری نیاز ہم

عاشق ہے بااثر وہ مرا سجدۂ نیاز
دیکھین جو بت کہین کہ پڑھینگے نماز ہم

زائد از طرح

زاہد کی طرح کرتے نہین مکر و آز ہم
محراب مین بھنوؤن کی پڑھینگے نماز ہم

اے دل نہ آئینگے کبھی غیرونکی چال مین
دیکھے ہوئے بہت ہین نشیب و فراز ہم

لو بدشعاریون سے ہوئے غیر بدشعار
ہم پاکباز تھے کہ رہے پاکباز ہم

افشا نہ کردے بیخودی شوق مین کہین
اے دل بس اب چھپائینگے تجھسے بھی راز ہم

سو وہ کہین تو ایک سنا دیتے ہین کبھی
مدت مین **عاشق** اتنے ہوئے ہین مجاز ہم

غیر طرح دیوان

تابشِ حسن سے روشن ہین در و بام تمام
خلق شایق ہے تری صبح سے تا شام تمام

مجھپہ وہ ڈالتے ہین غیر کے الزام تمام
کام جو اُسکے رہین لکھے ہین مرے نام تمام

کچھ تو دو مجھکو نہ دو بھول کے انعام تمام
ایک دو مجھکو بھی گر غیر کو دشنام تمام

جلوہ دکھلا دے انھیں تاکہ ہو کام تمام
ہے تماشائی تری خلق تہِ بام تمام

گردشِ چشم سے ہے گردشِ ایام تمام
زلف و عارض سے خجل ہے سحر و شام تمام

ہمدمو دیکھتے کیا ہو کہ ہوا کام تمام
ظاہر آغاز مین ہے عشق کا انجام تمام

رہگذر سے ہے تری شورِ قیامت پیدا
کام فتنون کا ترے ساتھ ہے ہمگام تمام

کبھی شوخی کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
انکو اک کھیل ہے اور خلق کا ہے کام تمام

ساتھ جاتا ہے چلا شوقِ تکلم میرا
نامہ بر کہہ نہ سکیگا مرے پیغام تمام

ایک دلارام پہ آیا ہے دل اپنا جب سے
دل گیا ہاتھ سے دل سے مرے آرام تمام

بزم مین آج نہ آئیگا وہ محفل آرا
شمع محفل جو ہوئی گھل کے سرِ شام تمام

سینہ تو نیم نگاہی سے ہوا ہے زخمی
غنچۂ دل تری مژگان سے ہے گلفام تمام

جنسِ دل دیکے تقاضا جو کیا اُسنے کبھی
کہتے ہین دم مین چکا دینگے ترے دام تمام

غیر بیدست نہین بزم مین تیری آیا
جو رکیون شیشے مین بھر لوٹے ہین کیسی جام تمام

جب سے مین شیفتۂ زلفِ صنم ہون واعظ
مجھسے پڑھتے ہی رہے مفتیِ اسلام تمام

دانۂ خال یہ ہے نہ زلفِ شبگون
مرغِ دل پھنسکے نہ کیونکر ہو تہِ دام تمام

ملے اُس بزم مین اک دور نہ مجھ تک آیا
کیا ترے دور مین ہین بہرِ عدو جام تمام

شہرۂ حسن تمھارا ہے جہان مین ہر سو
تمکو کیا کام کہ ہوتا ہے یہ گمنام تمام

آسمان اپنا ہے پھر غیر ہے بالکل اپنا
وہ بُت اپنا ہو تو ہو جاینگے پھر رام تمام

خط لکھا ہے خطِ توام مین بامیدِ وصال
آج **عاشق** نے یہ کی صنعتِ ایہام تمام

ردیف نون

میرے سے ہوش جتنے تھے آئے گئے ہین
وہ بہتان مجھپر لگائے گئے ہین

گذر اپنا ہوتا ہے کیونکر الٰہی
جب اُس بزم مین سب پرائے گئے ہین

کلیجا بھی دیکھا کہ دل کو جگر کو
ترے تیر سے ہم بُلائے گئے ہین

تری تیغ رستہ ہے ملکِ عدم کا
اسی راہ سے لوگ آئے گئے ہین

غمِ ہجر کیون کھائے جاتا ہے یا رب
ہزارون ہی غم یہان تو کھائے گئے ہین

عیادت کو آئے تو لائے عدو کو
یہ زخمون پہ مرہم لگائے گئے ہین

ڈراتا ہے کیون ہمکو محشر سے واعظ
بہت ایسے فقرے سُنائے گئے ہین

عدو جانبِ چرخ کیون دیکھتے ہین
کہین دن کو تارے دکھائے گئے ہین

اُٹھایا گیا آج ذلت سے عاشق
عدو بزم مین بے بُلائے گئے ہین

زائد از طرح

رقیبون کے گھر وہ بلائے گئے ہین
قیامت کے جادو جگائے گئے ہین

گئے جو خفا ہو کے ملکِ عدم مین
کہین ایسے روٹھے منائے گئے ہین

عدو اور ہم شب کو محفل مین اُنکی
بٹھائے گئے ہین اُٹھائے گئے ہین

ذرا صبر کر دل غم و رنج و حرمان
کئی آج مہمان بلائے گئے ہین

مری خاک سے بھی یہ نفرت ہے انکو
کہ ہاتھون مین دامن اُٹھائے گئے ہین

مرے خواب مین حور آئی ہے کس شب
یہ بہتان ناحق اُٹھائے گئے ہین

بہے گا ہزارون کا پھر خون ناحق
وہ مقتل مین مہندی لگائے گئے ہین

عدو سے جو سرگوشیان ہو رہی ہین
تو پھر کس لئے ہم بُلائے گئے ہین

محبت مین اورونکو عبرت ہو عاشق
اسی واسطے ہم مٹائے گئے ہین

ہمتو اللہ کے بندے ہین خدا کہتے ہین
بندۂ بت ہین جو کیا جانے وہ کیا کہتے ہین

دیکھکر اُن کو چل پھر ذرا کہتے ہین
اے اجل ٹک بھی ٹھہر جا کہ وہ کیا کہتے ہین

دلِ حق بین کو مرے قبلہ نما کہتے ہین
بات اور ٹکی ہے پر آپ اسے کیا کہتے ہین

وہ تڑپنے کو ہمارے جو ادا کہتے ہین
مر کے دیکھین گے کہ کیا سنتے ہین کیا کہتے ہین

جور کو ناز جفاؤن کو بھلا کہتے ہین
کیا ستم ہے وہ ہمین پھر بھی بُرا کہتے ہین

غیر نے دی ہے یہ تعلیم زبان کو روکو
آپ کیا جانتے ہین کس کو بُرا کہتے ہین

ناتوانی کا بُرا ہو نہین کہنے دیتی
ڈھونڈتی پھرتی ہے عاشق کو قضا کہتے ہین

مجھسے کہتے ہین بتاؤ تو ہمین اہل جہان
حور کہتے ہین پری کہتے ہین کیا کہتے ہین

معتقد ہین جو ترے کعبۂ رُخ کے اے بُت
خم ابرو کو وہ محراب دعا کہتے ہین

خواب مین بھول کے بوسونکا نہین ہے کچھ جرم
سہو کہتے ہین اسے اسکو خطا کہتے ہین

رشک اسپر ہے کہ گلشن مین صبا کے جھونکے
کان مین گُل کے عنادل کا کہا کہتے ہین

وہ یہ کہتے ہین کہ مرجاؤ تو جھگڑا جائے
اونکا کہنا کرو عاشق وہ بجا کہتے ہین

گُدگُدی پہلو مین ہونے لگی چُپکے چُپکے
لب خاموش مرے دلکا کہا کہتے ہین

ہم ستم کو بھی ستم ہے کہ کرم جانتے ہین
وہ جفا کو بھی غضب ہے کہ وفا کہتے ہین

ہمکو تقلید سخن چاہیئے پچھلون کی ضرور
وہ بُرا کہتے ہین جو سب سے جدا کہتے ہین

عقل چکر مین ہے گردون کی شب ہجر انہین
میرے نالون کو عدو ہوش ربا کہتے ہین

دل مرا آپکے پیکان سے الگ ہو کیونکر
گوشت کو بھی کبھی ناخن سے جدا کہتے ہین

ہین جو اچھے انھین اچھا ہی کہو اے عاشق
وہ بُرے ہین جو حسینون کو بُرا کہتے ہین

زاید از طرح

مُرسل پاک کو محبوب خدا کہتے ہین
ورد اپنا ہے یہی صل علیٰ کہتے ہین

طرز کشتن کے مین قربان ہون کہ وہ مقتل مین
سر جھکانا مرے قدمون پہ خدا کہتے ہین

تیری یکتائی کی قائل ہے مرا کشیٔ یارب
ہم جو کہتے ہین وہ سب ارض و سما کہتے ہین

آستان کی ترے جاروب کشی جسکو ملی
اہل عالم اسے قسمت کا رسا کہتے ہین

آئین جب جا ہین نکیرین کرین ہمسے سوال
ہم خدا کہتے ہین او صل علی کہتے ہین

چاہنے والون کی ہوتی ہین مرادین حاصل
کوچۂ یار کو سب قبلہ نما کہتے ہین

باندھکر زلف مین دل کو وہ یہ فرماتے ہین
کہ اسے جرم محبت کی سزا کہتے ہین

جو کہ مرجائے اجل سے اُسے مرنا کہیے
جو مرے آپ پہ کہیے اُسے کیا کہتے ہین

تشنہ کامان محبت کو نہو گی سیری
آب خنجر کو ترے آب بقا کہتے ہین

سُن کے آواز مرے نالون کی پوچھے جو کوئی
تو وہ کہتے ہین کہ درویش صدا کہتے ہین

خنجر عشق سے زخمی جو ہوئے ہین بسمل
تیری خاک در دولت کو دوا کہتے ہین

کاسۂ سر جو لئے پھرتے ہین ہم بہر سوال
رہنے والے ترے کوچہ کے گدا کہتے ہین

نامہ بر سے بھی ہے یہ رشک کہ ہم اُس گل کا
نہ نشان دیتے ہین کوئی نہ پتا کہتے ہین

کیون برا مانون کہے مجکو برا اگر کوئی
میرے اعمال ہی خود مجکو برا کہتے ہین

ہمتو ہین عاشق حسن رخ جانان عاشق
حور فردوس بھی آئے تو بلا کہتے ہین

گر قد یار شکل قیامت سے کم نہین
رفتار حشر سے کسی صورت سے کم نہین

دو گالیان بلا سے مگر بات تو کرو
یہ بھی تمہاری خالی عنایت سے کم نہین

لاکھون حسین صورت غلمان ہین جابجا
کوچہ تمہارا گلشن جنت سے کم نہین

تھا ناز عقل پر تیری آنکھون پہ مرگیا
لو میری ہوشیاری بھی وحشت سے کم نہین

میٹھی چھری سے کم نہین ہر بات یار کی
ہمپر جو لطف ہے وہ عداوت سے کم نہین

آرام عشق مین ہو تو تکلیف ہے مجھے
راحت ہو ہجر مین تو مصیبت سے کم نہین

مین ہوگیا تمام گریہ ہے نا تمام
روز فراق اپنا قیامت سے کم نہین

ہو حق جو شیخ جی نے بظاہر کیا تو کیا
زناری ہماری انکی عبادت سے کم نہین

چھالون سے گل یہ کھائے ہین فرقت مین یار کے
یعنی شمارِ داغ بھی حسرت سے کم نہین

انکا دہن ہے غنچۂ سربستہ سے سوا
انکا لبِ خموش شکایت سے کم نہین

رنج و ملال سے ہے مرا گھر بھرا ہوا
دیکھا تو کوئی شے مری قسمت سے کم نہین

عاشق کے راز سے ہین فرشتے بھی بیخبر
جو رمز ہے وہ طرزِ حقیقت سے کم نہین

زاید از طرح

فرقت مین وہ مزا ہے جو وصلت سے کم نہین
آزارِ ہجر بھی مجھے لذت سے کم نہین

شامِ فراق ساتھ ہے مرنیکے بعد بھی
تاریکی گور کی شبِ فرقت سے کم نہین

ہے تجھ مین شانِ حسن تو مجھ مین ہے شانِ عشق
میری بھی شکل کچھ تری صورت سے کم نہین

احباب رو رہے ہین مری خوابگاہ مین
میری جگہ بھی کچھ مری تربت سے کم نہین

اے تیغِ یار بس کہ مرا پیٹ بھر گیا
تھوڑے بھی زخمِ دل مجھے نعمت سے کم نہین

اندیشۂ فراق کا مارا ہوا ہون مین
وصلت کی رات بھی شبِ فرقت سے کم نہین

یہ نوک جھونک روز کی آفت مچائے گی
یہ چھیڑ چھاڑ آپکی عادت سے کم نہین

عاشق ہے نام اہل جہان جانتے ہین سب
گمنامیان مری تری شہرت سے کم نہین

تمھین ہے چھیڑ بھی رحم لازم کہ آکے کرجاؤ چار باتین
بڑا ستم ہے بڑا غضب ہے عدو کی سنتے ہو ہزار باتین

عدو سے سرگوشیان ہین ہمسے بیان ستی ہین ملکو ہم
تمھین بتاؤ یہ کڑوی کڑوی کیونکہ ہون ناگوار باتین

وہ باتون باتون مین پیار کرنا وہ بوسہ دینا زبان ہلانا
خدا دکھائے کہ ہمسے پھر ہون وہ بھلی سی ایکبار باتین

نکل مین جانا صدا لگانا بشکل سائل گدا کی صورت
ہمارے کہنے مین جب نہین ہے تو دل کو کرتی ہین خوار باتین

بھلا کے اسکو مرے برابر ذلیل تمنے کیا ہے دیکھو
رہینگی تا عمر مدعی کو تمھاری یہ یادگار باتین

تجھے بلاؤن گلے لگاؤن عدو کو کیا کیا نہ مین جلاؤن
خیال دلمین پکار رہا ہون یہ سب ہین بے اختیار باتین
ہزار مین سے اک وفا ہو جو وعدہ تمنے کبھی کیا ہو
یہ جھوٹی جھوٹی کرین گی تمکو سبھون مین بے اعتبار باتین
وہ میرا افسانہ سنکے بولے نہین ہے سننے کی تاب ہمکو
خدا نہ دشمن کو بھی سنائے یہ جیسی ہین سوگوار باتین
اُنہین ہے شانِ کبریائی کسیکو زیبا نہین خدائی
خدا سے ڈر اے بتِ پریوش نہ ایسی بڑھکر بگھار باتین
بیان تو باتین بگھارتے ہو بگاڑتے ہو سنوارتے ہو
یہ دیکھنا ہے کہ کسطرح کی کروگے روزِ شمار باتین
وہ دلربا ہین تری ادائین جو یاد آئین تو جی سے جائین
وہی تو عاشق کو کر رہی ہین صنم تری بیقرار باتین
سمجھ مین آئین گی غیر کے کب کہان ہے لائیگا وہ طبیعت
سمجھ مین میری ہی جب نہ آئین تمہاری یہ پیچدار باتین

نہ ربط دشمن نہ کج ادائی نہ قتل عاشق نہ بیوفائی
جہان مین پاؤگے پھر نہ خودسا جو مان لوگے یہ چار باتین

زاید از طرح

وہ پیاری پیاری جو کی تھین تمنے بوقت بوس و کنار باتین
وہ بیٹھی بیٹھی دکھا رہی ہین کسیکو اب انتظار باتین
تمہین کو ہر دم پکارتا ہون شب جدائی گذارتا ہون
تڑپ رہا ہون بلک رہا ہون تم آکے کر جاؤ چار باتین
وہ چپ ہوئی ایک بات کہکر جو پوچھا کہتے ہین گفتنی ہے
کہانی بکواس ہے لگائی ہزار راتین ہزار باتین

دیگر

مسافر لوٹنے والے اسی منزل مین رہتے ہین
نہ آؤنگے پانو خارِ حسرت دل مین رہتے ہین
عجب ہے اللہ اکبر کیا خلش کے دل مین رہتے ہین
یہ خار عشق دل کیا بلکہ آب و گل مین رہتے ہین
بسر کرتے ہین مشکل سے رقیب البتہ ہین ہم تو
جگر اور دل ہمارے ایک ہی منزل مین رہتے ہین
اگر چاہین تو ہم جھوٹا بنا کر چھوڑ دین تمکو
بہت پہلو تمہارے شکوۂ باطل مین رہتے ہین
کوئی گھائل سسکتا ہے کوئی بسمل تڑپتا ہے
تماشے روز ایسے کوچۂ قاتل مین رہتے ہین
تمناؤن کی رخصت ہے تو ارمانون کی آمد ہے
مسافر سیکڑون مہمان سرائے دل مین رہتے ہین
نزاکت انکو پورا وار کرنے ہی نہین دیتی
کہ بسمل ہونے پر بھی کچھ تو دم بسمل مین رہتے ہین

ملی ہے خاکساروں نے مدت پر گرد پا اُنکی
بہاریں لوٹتے ہیں مست ہیں خوش گل میں رہتے ہیں

ہم اے عاشق حبابوں سے فنا کے ڈھنگ سیکھے ہیں
بدل کر موج کا بانا لب ساحل میں رہتے ہیں

خدا کے واسطے اُنکو نکر پامال ناکامی
یہ وہ ارمان ہیں جو مدتوں سے دل میں رہتے ہیں

بھلا تاب تجلی کون لاتا اونکے جلوے کی
بہت اچھا ہوا وہ پردۂ محمل میں رہتے ہیں

جلا کرتے ہیں شمع رُخ کی لو میں دور سے بیٹھے
پتنگے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں

نہ چھوٹے گی کبھی یہ دختر رز مُنہ لگی جس کے
جناب محتسب کیوں سعی بے حاصل میں رہتے ہیں

مکان یار کا مجھسے پتہ پوچھو تو بتلا دوں
مری آنکھوں میں رہتے ہیں وہ میرے دل میں رہتے ہیں

الٰہی کیسی مشکل ہے عدم کی راہ آسان کر
کہ اکثر راہرو تھک تھک کے اس منزل میں رہتے ہیں

جو دشواری کو آسان جانکر جھیلیں وہ ہیں اچھے
جو آسانی کے طالب ہیں وہی مشکل میں رہتے ہیں

جو قائل ہیں کبھی وہ خوردہ بینی پر نہیں مائل
وساوس ایسے ویسے کب اک قائل میں رہتے ہیں

اگر پھر یہ بار عشق پڑ جائے تو پانی ہو
ہمارا ہی کلیجا ہے کہ اس مشکل میں رہتے ہیں

رقیبوں کی طرح ہم پیٹ کے ہلکے نہیں عاشق
حقیقت کے ہیں جتنے راز پنہاں دل میں رہتے ہیں

ہر روز دیکھنے پہ بھی پہچانتے نہیں
انجان ایسے ہیں کہ ہمیں جانتے نہیں

میرے عدو کو اپنا عدو جانتے نہیں
پچھتائیں گے ابھی تو کہا مانتے نہیں

دیکھا جو ہمکو داور محشر کے سامنے
ہنسکر کہا کہ ہم اسے پہچانتے نہیں

یہ بھی مقام شکر ہے ذکر وفا پہ وہ
غیروں کے ساتھ ساتھ مجھے سانتے نہیں

اول تو زخم دل پہ چھڑکتے ہیں وہ نمک
اور اُسپہ یہ ستم ہے کبھی چھلنتے ہیں

کیونکر کسی کے مصحف رُخ پر نثار ہوں
قرآن کی طرح وہ مجھے گردانتے نہیں

دشمن کو چھوڑتے ستم مین نہ کرتے ہین مجھکو قتل
کوئی سے بات بھی وہ میری مانتے نہین
میری بھلی سنین تو کہین وہ بھلے بھلا
اور غیر کی بدی کا یہ برا مانتے نہین
یہان تک برہنہ پائی کا ہے خوف ہمنشین
ہم پانو بھی کفن مین کبھی تانتے نہین
اسکے گہر دیکھتے آسان نہین ہین ہم
یہان ایسی ویسی بات کبھی ٹھانتے نہین
ہین کیا کہ دشمنون سے بھی کرتے ہین نوک جھونک
گردانون کو بھی اپنے وہ گردانتے نہین

عاشق اسی لئے ہے کہ گل کھائے آپکے
تم داغ دو ہم اسکا برا مانتے نہین

وصل کی شب مین عتاب اچھے نہین
ساری باتون مین حجاب اچھے نہین
چشم مخمور صنم کے سامنے
ساقیا جام شراب اچھے نہین
کہہ نہ بیٹھین کچھ زبانِ تیغ سے
خوبرویون سے جواب اچھے نہین
عاشق و دیوانہ کہکر مجھسے وہ
پوچھتے ہین کیون خطاب اچھے نہین
دم مین آنکھین پھیر لیتا ہے وہ بت
ہائے ایسے انقلاب اچھے نہین
وصل مین دشمن کو مقتل مین مجھے
قاتل ایسے انتخاب اچھے نہین
میری آہون سے یہ کہتا ہے فلک
دیکھ ایسے پیچ و تاب اچھے نہین
لے چلا پھر بزم جانا مین - یہ ڈھنگ
اے دل خانہ خراب اچھے نہین
کرکے خالی خم کے خم کہتا ہے شیخ
یہ جو پیتے ہین شراب اچھے نہین
عاشق اب توبہ کرو وہ دن گئے
دیکھو کار ناصواب اچھے نہین

اپنے عاشق کی بھی اک دن مان لو
روز کے جھگڑے جناب اچھے نہین

زلایدائر طرح

طعنہ ہائے بے حساب اچھے نہین
ہان نہین اچھے جناب اچھے نہین

عشقِ زلف و رخ ہو جنکی صبح و شام
ایسے ایام شباب اچھے نہین

حور و غلمان ان بتون کے سامنے
مجھ سے گر پوچھو جناب اچھے نہین

کیون بگڑتے ہو گناہِ عشق پر
بے خطاؤن پر عتاب اچھے نہین

مجھکو اسپر بھی بہت کچھ رشک ہے
غیر پر انکے عتاب اچھے نہین

رشک آیا اُسکا جلوہ دیکھکر
تیرے تیور آفتاب اچھے نہین

ہان صدائے دردِ دل ہے دردناک
تیرے نالے اے رباب اچھے نہین

جلکے ساحل تک چلی آتی ہے پھر
پر نہین اے موج آب اچھے نہین

کہتے ہین لختِ دلِ بریان کو وہ
بے نمک کے ہین کباب اچھے نہین

چشم کی گردش سے چکرائے ہو کیون
تم ہو عاشق پیچ و تاب اچھے نہین

چشمِ فتان کو تری کیونکہ فسونگر لکھون
طرفۃ العین مین جی جاؤن تو کیونکر لکھون

بُت بھی بت ہین کہ یون بیٹھے ہین گم صم تو بتو
کیا سمجھ پر مری پتھر پڑے پتھر لکھون

ہے مرے بخت کی تحریر محبت نامہ
خطِ پیشانی کو کیون عشق کا دفتر لکھون

چین اکدم نہ تو خود لے نہ مجھے لینے دے
دل بے چین مین کیونکر تجھے مضطر لکھون

جب تلک ضد نکرون کام نکلتا ہی نہین
مانتے ہی نہین جو بات مکرر نہ کہون

شوق بے چینی و بیتابی کا مجموعہ ہے
سچ کہو گر تمھین آتا نہین باور لکھون

جو مٹائے سے مٹے وہ نہین لکھا میرا
کیون مشیت کہون تحریر مقدر لکھون

میرے کچھ کہنے سے کاہیکو خفا ہوتے ہو
تم جفا چھوڑ دو مین تمکو ستمگر نکہون

کیون ہجر و وصل کی باتین کوئی پوچھے تو سہی
قتل ہو جاؤن ولیکن نکہون پر نہ کہون

رازِ الفت کو قیامت مین بھی ظاہر نکرون
حال پوچھے جو ترا داورِ محشر نہ کہون

بیقراری ہے ہمارے لئے ہر دم عاشق
برق کو مین تپشِ دل کے برابر نکہون

زائد از طرح

رشکِ سیماب تجھے کیون دلِ مضطر نکہون
چین لینے نہ دے تو برق سے بڑھکر نکہون

چشمِ جادو کو ترے کیونکہ فسونگر نکہون
دل ہی شئے چھین لیے پھر کچھ بھی مین کیونکر نکہون

نام جس نامہ مین لکھے وہ صنم غیرون کا
کیون سیہ بختی کا اپنے اُسے دفتر نہ کہون

ہون وہ قطرہ کہ سمندر کو بھی قطرہ جانون
ہون وہ دریا کہ سمندر کو سمندر نہ کہون

آپ ہون پاس تو صحرا کو بھی مین گھر سمجھون
آپ ہون دور تو پھر گھر کو بھی مین گھر نکہون

دورِ دامن کو ترے چرخ سے کیون دون نسبت
اپنی ہی گردشِ تقدیر کا چکر نکہون

خود یہ حیران ہے جو دیکھیگا وہ حیران ہوگا
کیونکہ آئینہ رو آئینہ کو ششدر نکہون

زہر آمیز کہون عقرب و زنبور کا نیش
گر مژہ کو مین ترے خنجر و نشتر نکہون

وعدہ کرتے ہین بدل جاتے ہین دم مین سو بار
پھر اُنھین جھوٹون کا فرمایئے افسر نکہون

چشمِ خونبار سے نامہ جو ہوا ہے افشان
نامہ بر کہتا ہے کیون خون کا محضر نکہون

ایسی دم دم مین پلٹتی ہین نگاہین تیری
گردشِ چرخ سے پھر کیون انھین بڑھکر نکہون

تیرتی رہتی ہے دریائے سرشکِ غم مین
مردمِ چشم کو کیون مردِ شناور نکہون

کان پر ہاتھ وہ دھر لیتے ہین کیا بات کرون
اسکے یہ معنی کہ خلوت سے مین باہر نکہون

لیکے بوسے لب شیرین کے مزے پائے ہین
تیرے ہونٹون کو مین کیون قند مکرر نکہون

کیا قیامت ہے کہ تم خون کرو عاشق کا
پھر جفاکار و دغاباز و ستمگر نہ کہون

پھنسے ہین دل تری الفت کے لاکھ پھندون مین
گھرے ہین زلف کے بالون قبا کے بندون مین

ہے غدر شب کو ہمین نیند سے نہین فرصت
بہانہ دن کو کہ رہتے ہین گھر کے دھندون مین

شب وصال بہت مختصر ہے جانے دو
کرو نہ ناز کی باتین نیاز مندون مین

کیا ہے قتل جو مجھکو تو ہے صلائے عام
نوید یار نے بھیجی ہے سب پرندون مین

تمہاری کاکل پیچان نے پیچ ڈالے ہین
غریب دل ہے گرفتار سو کمندون مین

خدا کی شان جنھین کل تلک پسند تھے ہم
وہ آج بیٹھے ہین بن ٹھن کے خود پسندون مین

شب فراق یہ کہتا ہے درد اُٹھ اُٹھکر
بتاؤ کون ہے جز میرے دردمندون مین

سر اغیار جو اونچا ہوا تو اُسنے کہا
کہ آج آپ ہین یا مین ہون سربلندون مین

پہونچ ہی جاتے ہین بن ٹھن کے حضرت عاشق
جہان سُنا کوئی شادی ہے بھائی بندون مین

زاید از طرح

شمار کل تو عدو کو کیا تھا گندون مین
بنائے بیٹھے ہین پر آج دردمندون مین

ستمکے آپکا جوبن پھنسا ہے پھندون مین
یہ کون قید ہے مجرم کے چاربندون مین

یہ درد عشق ہے وہ بد بلا خدا کی پناہ
اُٹھا تھا پہلو سے بیٹھا ہے چاربندون مین

کہو تو شیخ جی عاشق کو راہ پر لائے
اثر نہ وعظ مین ہے آپکے نہ پندون مین

دم میں آؤں گا نہ ہرگز نہ کبھی باتوں میں
ہے ضرر جان کا غیروں کی ملاقاتوں میں

خوار ہو جاؤ گے غیروں کی ملاقاتوں میں
پیچھے پچھتاؤ گے اب آئے تو ہو باتوں میں

ہے دم نزع ذرا ہاتھ لگا دے تو مجھے
تیرے بیمار کو بیٹھے ہیں لیے ہاتھوں میں

میں وہ ہوں رند کہ دھوکے سے اگر آ نکلا
کاڑھی چھین جلے گی زاہد سے خراباتوں میں

کٹ کے مر جائیں شب ہجر میں سارے عشاق
میری قسمت کی سیاہی جھلے راتوں میں

کیا نزاکت ہے کہ بولا نہیں جاتا ہرگز
وصل کی رات وہ تھک جاتے ہیں دو باتوں میں

دیکھکر مجکو رقیبوں سے لطیفہ یہ کہا
خیر سے یہ بھی ہیں اوستاد بڑے باتوں میں

زخم دل آپکی فرقت میں پھر رستے ہیں
چاندنی پھیلی نظر آتی ہے جن راتوں میں

نہ حکایت نہ شکایت تری صلوات سے کام
یہ بھی ہے بات کوئی صاحب ان باتوں میں

تیرا انکار ہے اقرار اور اقرار انکار
الٹی ایک بات نکلتی ہے تری باتوں میں

آپ جھولا کئے کھیلا کئے ہم عمروں سے
ہمکو باتوں میں جھلایا کئے برساتوں میں

پیار کرنے کو کہا اُنسے تو بولے ہٹ ہٹ
دور ہو رکھا ہے کیا ایسی بھلا باتوں میں

درد و رنج و قلق و حسرت و فکر و غم و ہجر
مبتلا آپکے عشاق ہیں ان ساتوں میں

ادب عشق بھی جاتا نہیں دشنام کے ساتھ
کہ مرا نام وہ لیتے نہیں صلواتوں میں

جو کہا میں کروں تم اسکو سنا بھی تو کرو
بال کی کھال نکالا کرو باتوں میں

نامہ لیکر مرا قاصد سے انہوں نے پھاڑا
بوسے یہ بھی کوئی سوغات ہے سوغاتوں میں

ہم عجب حال میں رہتے ہیں عجب فکروں میں
وہ نئی چال میں رہتے ہیں نئی گھاتوں میں

کوئی رسوا ہے حسینوں کی ملاقاتوں سے
کوئی بدنام ہے غیروں کی مداراتوں میں

صبح صد عید نثار شب وصلت عاشق

[illegible]

زائد از طرح

زہر کے گھونٹ ہیں جیسے تری باتوں میں
موت بھی آئی نہیں [illegible] گھاتوں میں

اپنا حصہ [illegible] عشق ہو تو دل صاف [illegible]
[illegible] راتوں میں

من چلے [illegible] دل [illegible] سینوں کو لیا
قرض اپنا کبھی لکھا [illegible] کھاتوں میں

غیر کر [illegible] گے تو احسان ہوگا
آپکے رشتوں میں ہے آپکے ناتوں میں

دیگر

غضب ہے غیر سے ذکر وصال کرتے ہیں
وہ تیغ رشک سے ہمکو حلال کرتے ہیں

عدو کا دم بھی مرے ساتھ کیوں نہیں لیتے
تمھاری تیغ دو دم سے سوال کرتے ہیں

ترا ہی جلوہ ہے جس جا خیال دوڑایا
جدھر جہان میں ہم دیکھ بھال کرتے ہیں

ہوئے تھے خاک اسی آرزو میں مدت سے
خوشا نصیب کہ وہ پائمال کرتے ہیں

ترے شہید [illegible] افشانیوں کا رنگ ہے یہ
تڑپ کے چرخ و زمین خون سے لال کرتے ہیں

جگر کو تھام بھی لیتے ہیں سننے والے سب
بیان جو ہم شب فرقت کا حال کرتے ہیں

مجھے یقین ہے تعبیر وہ نہ دینگے کبھی
جو خواب کو بھی تو تم خیال کرتے ہیں

قدم قدم میں ہیں فتنے تو گام گام پہ حشر
وہ چال چلتے ہیں گویا کہ چال کرتے ہیں

گرے تھے محفل جاناں میں شب کو غش کھا کر
رقیب سمجھے کہ ہم انتقال کرتے ہیں

خوشی میں سالگرہ کی وہ دیتے ہیں صدقہ
مرے نصیب کہ مجھکو حلال کرتے ہیں

جواب دیتے ہیں خنجر سے ہوکے چیں بہ جبیں
کبھی جو وصل کا اُنسے سوال کرتے ہیں

فریفتہ بت پرفن کو کریا دم میں

غضب ہے حضرتِ عاشق کمال کرتے ہین

زاید از طرح

وہ قتل کرنے مین بیشک کمال کرتے ہین
کہ قضیہ عمر کا سب انفصال کرتے ہین

تمہارے ناز کے توسن کی نعلبدی کو
گھٹا کے بدر کو شکلِ ہلال کرتے ہین

نہ لا سکین گے کبھی تاب نیم جلوہ کی
جنابِ شیخ عبث قیل و قال کرتے ہین

وہ پی کے ایک ہی چلو بس امتحان کر لین
جو ہمسے بحث حرام و حلال کرتے ہین

کسی کا کیا ہے اجارہ وہ اپنے عاشق کو
حلال کرتے ہین صاحب حلال کرتے ہین

بڑے مغرور ہین بگڑے ہوئے ہین تن کے بیٹھے ہین
ہماری جان لینے کو وہ کیا کچھ بن کے بیٹھے ہین

تری بزم مین بہت فتنے ترے جوبن کے بیٹھے ہین
ترے در پر بہت بسمل تری چتون کے بیٹھے ہین

انھین غصہ کہ میری بزم مین یہ کس لئے آیا
مجھے یہ غم کہ وہ پہلو مین کیون دشمن کے بیٹھے ہین

رقیبون سے صفائی ہو گئی اس غم مین مرتا ہون
یہان منکا ڈھلا جاتا ہے وہان وہ من کے بیٹھے ہین

مقدر اپنا اپنا ہے کسی کا کیا اجارہ ہے
عدو سے منکے بیٹھے ہین وہ مجھ سے تن کے بیٹھے ہین

عجب عشاق کی نظرون نے انکو کر دیا بھاری
دبے ہین ناز مین اور پھر بنے سو من کے بیٹھے ہین

ذرا سی پڑ گئی تھی خاک تربت انکے دامن پر
تماشا ہے مٹانے کو مرے مدفن کے بیٹھے ہین

مبا کیا دلے جان مٹ گئے سارے خلش تیرے
نوید اے دل کہ اب وہ سوگ مین دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا جوشِ جنون کسطرح اب دعوت کرین تیری
کئے ہم ٹکڑے ٹکڑے پہلے ہی دامن کے بیٹھے ہین

نگاہِ ناز نے لوٹا ہے سارا قافلہ دل کا
کلیجے پر ہزارون تیر اس رہزن کے بیٹھے ہین

قیامت اٹھ رہی ہے خود در و دیوار سے ہمدم
یہ فتنے ڈھلائے کو پھر کیون مرے مسکن کے بیٹھے ہین

حیا کا پردہ ہے اور آڑ مین چتون کی بیٹھے ہین
غلط ہے یہ کہ کھل کھیلے ہین بے چلمن کے بیٹھے ہین

بتون کا بیٹھنا پہلو سے اُٹھنا دونو آفت ہین
قیامت ہو گئے اوٹھتے ہین یہ فتنہ بن کے بیٹھے ہین

نہ خوش ہو دل کہ کچھ تیرے لئے جوبن نہین نکھرا
عدو کی آمد آمد ہے وہ یون بن ٹھن کے بیٹھے ہین

جبین پر ہین شکن بیڈھب غضب کے لیے ہین کچھ تیور
بھرے غصّہ مین بہکائے ہوے دشمن کے بیٹھے ہین

لگائین ہم چھری بارہ دری مین باغ کی **عاشق**
حسینان جہان سب شوق مین وان آ کے بیٹھے ہین

زاہدانہ طرح

قیامت ہے کہ گریان سگ مین دشمن کے بیٹھے ہین
بھر اسکی نعش کو ڈھانکے تلے دامن کے بیٹھے ہین

جفا و جور و بیداد و ستم کے تم ہی خوگر ہو
تمھارا اور بھی بھولی یون بھجکین سجکے بیٹھے ہین

کیا رسوا ہمین سب مین جفا جو ہمکو کہتے ہو
اسی پر تو یہ صاحب آپ **عاشق** بنکے بیٹھے ہین

لگاوٹ ہو تم مین تو سب چاہتے ہین
بتو تم نہ چاہو تو کب چاہتے ہین

نہین بے سبب کوئی ہوتا کسی کا
ہمین چاہتا ہے وہ جب چاہتے ہین

بغیر اُنکے مانگے دیا جسطرح دل
وہ دین بوسہ بھی بے طلب چاہتے ہین

دل و دین و ایمان تک دے چکے ہم
وہ دشمن کو پھر یا عجب چاہتے ہین

مسرت کے طالب نہ راحت کے خواہان
کہ عاشق سراسر تعب چاہتے ہین

تمھین چاہینگے غیر بیشک یہ سچ ہے
جو سامان عیش و طرب چاہتے ہین

دل و جان و ایمان سبھی کچھ ہی حاضر
مگر وصل کی ایک شب چاہتے ہین

ابھی پیش کرتے ہین عقد ثریا
جو وہ خوشہ ہائے عنب چاہتے ہین

تلافی ہو جب اُس سے نفرت کرو تم
عدو کو تمھارے سبب چاہتے ہین

نہ بجلی گری دشمنون پر نہ گردون
تمھارا ہی ٹوٹے غضب چاہتے ہین

کبھی چاشنی گر تجھے تیرے لب کے
وہی چاٹ اب میرے لب چاہتے ہین

نظر بھی ٹلی منتخب یا الٰہی
کہ معشوق ہم منتخب چاہتے ہین

اُنھین ہم سے الفت تھی کس سوز عاشق
نہ جب چاہتے تھے نہ اب چاہتے ہین

زائد از طرح

ہمین دشمنی ہوگی سارے جہان سے
نہ کہنا کہ اُس بت کو سب چاہتے ہین

دم ذبح وہ کہتے ہین خون نہ اُچھلے
تو کیا عشق مین بھی ادب چاہتے ہین

نہایت جو چاہت کی عاشق سے پوچھی
تو بولے اُسے ہم غضب چاہتے ہین

دیگر

تڑپتے لوٹتے کٹتے ہین سارے سارے دن
نہ پوچھو کیسے گذرتے ہین اب ہمارے دن

جو دیکھ لین مری راتین کبھی تمھارے دن
وہ تیرہ ہون کہ نہ پہچانے جائین پیارے دن

گذرتی ہے شب وصلت رقیب کے گھر مین
تری بلا سے کوئی کس طرح گذارے دن

حنا ملی ترے ہاتھون مین شب جو دشمن نے
تو ہمنے خون کے دریا بہائے سارے دن

کہان ہے شام شب وصل تو بتا تو سہی
یہ چیخ چیخ کے کب تک تجھے پکارے دن

بگڑ گئے تھے پر اللہ نے سنوار دیئے
منے وہ روٹھ کے آکر رہے وہ سارے دن

شرر یہ چمکے ہین روز سیہ مین آہون کے
دکھاتا ورنہ کہان سے بھلا ستارے دن

تم آئے راتون کو تو دن بھی عیش سے گذرے
تمھاری راتون نے پیارے میرے سنوارے دن

جو مر گئے تو شب ہجر اُن سے جیت گئے
رہے جو ہجر مین جیتے اُنھین کے ہارے دن

پھرو گے غیر سے جب تم پھرینگے دن میرے
ابھی تلک تو بُرے حال سے گذارے دن

وہ یاد آکے ستائیں نہ کیونکر عاشق کو
تمھاری وصل کی راتیں وہ خوش تمھارے دن

زائد از طرح

وہ آسرے کی شبین آپ ہی گئے دم تک تھین
فراق جب سے ہے کٹتے ہین بے سہارے دن
یہ روز ہجر ہے تیرہ کہ ہمنشین گویا
کسیکی زلف سیہ پر فلک نے وارے دن
یہ اُنکے وعدہ فردا کا انتظار رہا
قیامت آئی نہ پورے ہوئے ہمارے دن
کبھی مرے شب یلدا کے ہاتھ سے نہ چھٹے
سنبھلکے لاکھ اگر ہاتھ پاؤن مارے دن
قیامت آئے نہ آئے گریہ شام فراق
سحر سے چلتے ہی چلتے تھکے ہمارے دن
تمھارے عارض روشن پہ ہو گیا عاشق
وصال کے لئے کرتا ہے استخارے دن
کبھی وہ صید کو آئین تو دیکھ لین آنکھین
گذارتے ہین پڑے دشت مین چکارے دن
فراق مین نہین لگتی جو آنکھ ساری رات
الٰہی ہے شب دیجور یا ہمارے دن
کسیکی زلف پہ قربان کین ہین سو راتین
کسیکے رُخ پہ ہزارون ہی مینے وارے دن
جو روز وصل مرے گھر مین میہمان ہوا
تو وہ بگڑ کے یہ بولے اِدھر تو آرے دن

کسی کی چال ہے چکر نصیبِ عاشق کا
وہ آئین جائین تو پھرتے رہین ہمارے دن

دل کی خواہش ہوسِ دل کو نکالون تو کہون
مدعا خاص ہے مین تمکو منالون تو کہون
میری تقدیر ہے اچھی مری تدبیر اچھی
یار کی شکل جبین پر جو بنالون تو کہون
وصل کی بات جہان ختم ہو اشارے پہ قلم
ہاتھ سینے سے اگر اپنے اُٹھالون تو کہون
پوچھتے ہو جو مرا حال تو رو کر پہلے
آگ بھڑکی ہوئی سینے کی دبالون تو کہون

کوئی آئے جو عیادت کو تو دون اُسکو جواب
درد دل کو کسی کروٹ مین بٹھا لون تو کہون

بات کہکر اُنھین کیون بات بھی کھووُن اپنی
پہلے مین سرمۂ تسخیر لگا لون تو کہون

کیا ہوا شیخ کو ہر بات پہ کہتے ہین یہی
دخترِ رز کو ذرا مُنھ سے لگا لون تو کہون

وصل کی بات خطرناک بھی ہے نازک بھی
آپکی بگڑی طبیعت کو سنبھالون تو کہون

پوچھتا کیا ہے فلک مجھسے جراحت کے مزے
زخم پر مرہم زنگار لگا لون تو کہون

کیون گئے چھوڑ کے کچھ اور رفاقت کرتے
عمرِ رفتہ کو کسی طرح بُلا لون تو کہون

کام کی چیز ہے سیدھا سا مسلمان ہونا
کلمہ اُس بُتِ کافر کو پڑھا لون تو کہون

رحم آئیگا اُنھین ترکِ جفا کا پیغام
دردآمیز کوئی بات سُنا لون تو کہون

حالِ خود رفتگیِ عاشقِ بیکس ہمدم
ٹھہرو ٹھہرو مین ذرا آپ سے جا لون تو کہون

زائد از طرح

حالِ دل پوچھتے ہو ہوش مین آلون تو کہون
بختِ خفتہ کو ابھی اپنے جگا لون تو کہون

سادگی دیکھیے کہتے ہین شبِ وصل ہے کیا
عرض کی ٹھہریے ارمان نکالون تو کہون

ہمنشین پوچھتے ہین وصل کی مجھسے باتین
عرقِ شرم سے مین پہلے نہا لون تو کہون

پوچھتے کیا ہو گذرتی ہے جو میرے دل پر
پہلے مین اپنے در انداز کو ٹالون تو کہون

لذتِ وصل بُری چیز ہوا کرتی ہے
پیار کر لون تمھین پہلو مین بٹھا لون تو کہون

اُلفتِ غیر کی لیتے ہو گواہی مجھسے
لاؤ مین مصحفِ رُخسار اُٹھا لون تو کہون

ساکنانِ عدم آباد کی پرسش مجھسے
نقشِ ہستی کو مین گر اپنے مٹا لون تو کہون

پہلے جلوہ تو دکھا دو جو سنو حالتِ دل
محوِ دیدار ہون مین آپ مین آلون تو کہون

گردشِ چرخِ ستمگر سے ابھی کیا بولون
ہان مری جان تجھے ڈھونڈ کے پالون تو کہون

گردشِ چرخ سے کب تابِ سخن ہے عاشق

نفس چند بھی آرام مین پالون تو کہون

یہ خار رشک دشمن تمنے بوئے ہائے گلشن مین
کیا اسطرح اندھا پاسبان کو روز روشن مین
ہمارے داغ عصیان کا الہی باغ بنجا کر
تو بیدا ہے عاشقان اس حب نے انکی خوب عزت کی
جلائے کیا جلے گی خود ہی برق مضطرب اسسے
ہوئے نام خدا اب تو جوان کہنا ہے کیا ابکا
ہمین یہ سخت جانی باز رکھتی ہے شہادت سے
دوئی کھوتی ہے یکرنگی نے وہ عالم دکھایا ہے
خدایا ایکدن تو دید کے چکھے مزے وہ بھی
تن بلبل مین جان آئی تمھارے غنچہ لب سے

کھٹکتے ہین مرے دلمین ابھر آئے ہین ناخن مین
نظر کی تیلیان ہینے لگا دین انکی چلمن مین
تماشا دیکھنے کو حور و غلمان آئین مدفن مین
بجائے گل دلون کو بھر لیا ہے اپنے دامن مین
بجائے دانہ رکھتے ہین شرر ہم اپنی خرمن مین
کئے تھے سیکڑون دل آپنے غارت لڑکپن مین
کئی خنجر کرے تب خط پڑا تھوڑا سا گردن مین
نہ وہ عالم ہے عالم مین نہ وہ مسکن ہے مسکن مین
مرے دل کی طرح سو آبلے ہون چشم دشمن مین
تمھاری تابش رخ نے لگا دی آگ گلشن مین

دھوان آہون کا اٹھتا ہے فراق یار مین عاشق
غلط ہے یہ کہ بادل جھوم کر آتے ہین ساون مین

زاید از طرح

بگاڑا آپنے سب حسن اپنا عشق دشمن مین
جھڑی ایسی لگا دی چشم تر نے اب کے ساون مین
ستر ہے۔ نہین گر تار باقی جیب و دامن مین
گئے گور غریبان کی طرف برپا قیامت کی
کرشمے عشق کے ہین یہ کیا عالم کو دیوانہ
دعا تاثیر کو ہمراہ لیکر آئی ہے ورنہ
یہ اسکو قبلہ کہتا ہے وہ بتخانہ بتاتا ہے

نہ وہ خوبی ہے خوبی مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین
کہ سبزہ لہلہایا گل کھلے جنگل مین گلشن مین
بنی تار نظر جو رفو کی جا کر چشم روشن مین
صدائے پائے انکے کشتے جی اٹھے ہین مدفن مین
مسیحا تم سے ہین جیتے وہ مزا پایا ہے مردن مین
تفاوت ہی نہین ہوتا ہمارے دل کی دھڑکن مین
بہت مدت سے جھگڑا ہے یہی شیخ و برہمن مین

نہ جانے کب نکلتا ہے بنا ہے قیدی دایم
بہت پیچ و سبب پھنسا ہے دل مرا کاکل کی الجھن مین

ادھر عاشق فغان کرتا ہے اور اس سمت ہے بلبل
خدا جانے کہ کیا آیا مزا دونون کو شیون مین

برعکس اثر ہونے لگا آہِ رسا مین
ہے ہے وہ بھرے اور بھی دشمن کی ہوا مین
بے شرمی کا پردہ بھی لگایا ہے حیا مین
کھل کھیلے وہ غیرون سے جو تھے ناز و ادا مین
جاتی ہوئی شرماتی ہے درگاہِ خدا مین
وصلِ بتِ کافر کا جو پہلو ہے دعا مین
دریائے معاصی کی ہون ڈوبا ہوا تھا مین
ہاتھون مین مرے دم ہے نہ طاقت کفِ پا مین
یہان تو وہ کھچا تا ہے اڑاتا ہے وہ وہان خاک
مدت سے عجب ربط ہے دشت و کفِ پا مین
وہ غیر کے پھندے مین ہے مین دام مین اسکے
مین اور بلا مین ہون تو وہ اور بلا مین
جی جائین وہین مردۂ صد سالہ ہزارون
آجائے مسیحا وہ اگر بزمِ عزا مین
دیدار ہو محبوب کا یا جلوۂ باری
ہے آرزو تھوڑی سی یہ درگاہِ خدا مین
ہے ہی شبِ ہجران مین اجل ہے نہ وہ سم ہے
تاثیرِ دعا مین ہے نہ ترکیب دوا مین
جھٹکے نہ دو غصے مین نہ ہو جامے سے باہر
وابستہ ہین عشاق کے دل بندِ قبا مین
خون عاشقِ جانباز کا کیون جوش مین ہے پھر
کیا اسنے لگائی ہے حنا پھر کفِ پا مین
بیٹھے ہین شبِ وصل تو نچلے نہین رہتے
شوخی و شرارت کے بھی پر تو ہین حیا مین
اے غیر دکھا دون ابھی تو ہے نہ فلک ہے
کیا اتنی بھی تاثیر نہین میری دعا مین
آتی ہے چلی کوچۂ جانان سے مقرر
آتی ہے جو عنبر کی مہک آج ہوا مین
جان کا ہیکو یون زلف کے جنجال مین پھنستی
کمبخت مرے دل نے پھنسایا ہے بلا مین
دل نکلے تو کیا نکلے کہ پھندے مین ہزارون
ہین پیچ پہ سو پیچ پڑے زلفِ دوتا مین

اتنی تو ہو تاثیر دعا مین مری یارب
پھنس جائے کہین میری طرح وہ بھی بلا مین

دشمن بھی دم سرد ہی بھرتا ہے ہمیشہ
گرتا ہے تو کیون طائر دل اُنکی ہوا مین

ہلچل سی پڑی بزم عدو مین تو وہ بولے
شامل کسی بیکس کی ہے فریاد دعا مین

بس جانے دو کُھل جاؤ کرو پیار کی باتین
بے لطف گذارو نہ شبِ وصل حیا مین

یہ فرط محبّت ہے کہ یون شافع محشر
مصروف رہے اُمّتِ عاصی کی دعا مین

کچھ ہوتی چلی ہے نظر لطف صنم پھر
یارب نہ اثر دیجیو دشمن کی دعا مین

عاشق کی تمنا کا وہ خون کرکے یہ بولے
یہ لال پری آئی ہے اندر کی سبھا مین

زاندازطرح

بل زلف مین ہے اور کبھی زلف بلا مین
کیا خوب پھنسے دونون ہین اک اک کی ادا مین

عارض ہین ستمگر ترے یا وصل کے دن ہین
زلفین ہین تری یا شبِ دیجور کی شامین

اس جور و ستم پر کوئی شاکی نہین ہوتا
انداز وفا کے ہین ستمگر کی جفا مین

ہم جانتے ہین دل کسی مشتاق کا ہوگا
کہتے ہین جو کانٹا کبھی کھٹکا کفِ پا مین

یہ خون بہائے کبھی وہ آگ لگائے
میرے جگر و دل بھی ہین اُستاد جفا مین

جس سمت کو تو ہے یہ اُسی سمت پھریگا
ہے یعنی مرے دل کا اثر قبلہ نما مین

چڑھ جائین مرے داؤ یہ گر حضرتِ ناصح
بس گھولدون مینائے مے ہوش ربا مین

آسودگی دل سے ہے آزاد غش خوش
ظاہر مین ہے گو فرق بڑا شاہ و گدا مین

اس بیکس عاجز کی تو رکھیو خدا شرم
لرزان ہین معاصی کے سبب ہاتھ دعا مین

عارض ہین وہ دلبر کہ بنا لیتے ہین عاشق

زلفین ہین وہ کافر کہ پھنساتی ہین بلائین

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف نون

باوفاؤن کو بھی وہ رنج جفا دیتے ہین
واہ کیا خوب محبت کا صلا دیتے ہین
قتل کے بعد بھی آتے ہین شہادت کے مزے
دمبدم خنجر قاتل کو دعا دیتے ہین
بے وفاؤن سے نہ رکھیے کبھی اُمید وفا
باوفا ہوتے ہین جو داد وفا دیتے ہین
کشمکش مین ہے وہ دل و جان کو رکھتے ہین یون
اسکو آزار جُدا اُسکو جُدا دیتے ہین
کیسے کیسے مزے آتے ہین جراحت کے ہمین
جگر و دل مین ترے تیر کو جا دیتے ہین
ناز و انداز و کرشمہ و ادا برقع مین
پردے پردے مین یہ دو چار دغا دیتے ہین
بیکسی دیکھ کے بھر جاتی ہے جسوقت قضا
ہمکو اُسوقت وہ مرنے کی رضا دیتے ہین
جان کی خیر رہے حُسن ترقی پہ رہے
یہ صدائین ترے کوچہ کے گدا دیتے ہین
شرم کے نام سے کُھل کھیلتے ہین اور بھی وہ
محفل غیر مین یون داد حیا دیتے ہین
بوسہ اب دیتے ہین اب دیتے ہین کب دیتے ہین
مانگنے والے کو دم صبح و مسا دیتے ہین
بوسہ لیتا ہون تو وہ زہر پلاتے ہین مجھے
زلف چھوتا ہون تو پھانسی کی سزا دیتے ہین
شرم سے چشمۂ خورشید پہ پانی پھر جائے
ماہ کو وہ رُخ تابان سے ضیا دیتے ہین

ایسے اچھے نہین **عاشق** کہ کرین انکے گلے
ہمکو تعزیر وہ دیتے ہین بجا دیتے ہین

ایضاً دوم

لو تماشا طپشِ دل کا دکھا دیتے ہین
زلزلے سے ابھی عالم کو ہلا دیتے ہین
پردۂ دل سے ترے کان لگا دیتے ہین
کام دل کا اسی پردے مین بنا دیتے ہین
بیٹھتے بیٹھتے فتنون کو بٹھا دیتے ہین
اُٹھتے اُٹھتے وہ قیامت کو اُٹھا دیتے ہین

داغ دل غمزدہ وصلت سے مٹا دیتے ہین
شاد ہم ہوتے ہین اور انکو دعا دیتے ہین
زخم پر مرہم زنگار لگا دیتے ہین
نمک افشانی کی لذت کو گھٹا دیتے ہین
دست وحشت کا ابھی زور دکھا دیتے ہین
دھجیان جیب وگریبان کی اُڑا دیتے ہین
ترچھی نظرون سے وہ جب تیر لگا دیتے ہین
ہم اُسے دل کی عوض پہلو مین جا دیتے ہین
دونو عالم کی ابھی سیر دکھا دیتے ہین
زاہدو آؤ کہ بادہ سے چھکا دیتے ہین
حضرت دل ہمین کاکل مین پھنسا دیتے ہین
جان پر بیٹھے بٹھائے یہ بنا دیتے ہین
ملکی اغیار سے اُلٹی ہی دعا دیتے ہین
چارہ گر کچھ مرے پانی مین ملا دیتے ہین
دل کو مانگا تو کہا ٹھہر ذرا دیتے ہین
مانگنے کا بھی مزا تجکو چکھا دیتے ہین
تیز تیز آتے ہین کیون باد فنا کے جھوکے
کیا چراغ سحری ہون کہ بجھا دیتے ہین
غیر کو رکھتے ہین سب چین ہمارے نالے
شب کو زنجیر در یار ہلا دیتے ہین
آپ اُٹھتے ہین تو تنہا نہین رہتے مجکو
درد دل کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین
وار کرتا ہون عدو پر تو بچانے کے لئے
عشق کے سر کی قسم مجکو دلا دیتے ہین
بات کرتے ہی نہین کرتے ہین تو ذکر عدو
دیتے شربت ہین مگر زہر ملا دیتے ہین
ہدف تیر قضا ہائے بنایا ہمکو
یعنی آزار جو دیتے ہین نیا دیتے ہین
تاکہ معلوم ہو مطلب ہی نہین کچھ ایسن
خط ہم اس ڈھب سے قاصد کو کھلا دیتے ہین
ٹیڑھی ٹیڑھی نہ کرو زاہد باتین ہم سے
سیدھے سیدھے رہو ہم تمکو جتا دیتے ہین
کیا غضب کا ہے وہ قامت کہ دکھا کر جسکو
اک قیامت وہ قیامت پہ اٹھا دیتے ہین
چھو سکین کیونکہ بتاؤ تو ہم انکا دامن
جو ہوا کو بھی ہوا دم مین بتا دیتے ہین
مرض عشق کے بیمارون کو صحت کیا ہو
چارہ گر کو بھی وہ دیوانہ بنا دیتے ہین

ہین اس امید پہ مرتا ہون کہ عادت ہے اُنھین
نعش عشاق کو بھی ہاتھ لگا دیتے ہین
سارے عشاق وہان بیٹھے رو دیتے ہونگے
قبر عاشق کا پتا تمکو بتا دیتے ہین

غزل سوم الضاً

آب شمشیر کو جسدم وہ پلا دیتے ہین
تشنگی شوق شہادت کی بجھا دیتے ہین
شعلہ ہائے تب غم آگ لگا دیتے ہین
دل تو کیا چیز ہے یہ جان جلا دیتے ہین
غم عاشق کی حکایت کو سنا دیتے ہین
قیس و فرہاد کا افسانہ مٹا دیتے ہین
ایک نظارہ ہم اُس بت کا دکھا دیتے ہین
زاہدان کے بھی کبھی ہوش اُڑا دیتے ہین
خاک ہوتے ہین مگر خاک اُڑا دیتے ہین
اپنی ہم شکے بھی دشمن کو مٹا دیتے ہین
شیخ و زاہد کو رہ راست بتا دیتے ہین
ایسے حیوان کو انسان بنا دیتے ہین
مسکراتے ہوے وہ ہاتھ لگا دیتے ہین
گدگدا کر مرے زخمون کو ہنسا دیتے ہین
غیر کی دُھن مین مرا ہمیان ملا دیتے ہین
یاد آتا ہون تو قصداً وہ بھلا دیتے ہین
شمع سان ہم تن لاغر کو گھلا دیتے ہین
چشم سے اشک کا دریا سا بہا دیتے ہین
زلف کو عارض روشن سے ہٹا دیتے ہین
رات کو نور کا تڑکا وہ بنا دیتے ہین
اُنکو بہکا کے مرے دل کو بٹھا دیتے ہین
داؤن لگاتے ہین یہان غیر سجھا دیتے ہین
حال ہم عاشق بیکس کا سُنا دیتے ہین
سنگ دل کوئی ہو پر موم بنا دیتے ہین
ہم اسیری کے مزے یاد دلا دیتے ہین
صید دل کو تری زلفون مین پھنسا دیتے ہین
محو کر دیتے ہین بیخود وہ بنا دیتے ہین
ہمکو پہلا ہی سبق ایسا پڑھا دیتے ہین
رشک اغیار کو وہ ساتھ سُلا دیتے ہین
ہم سے سکھ نیند کے سوتے کو جگا دیتے ہین

شک اگر آپکو دعوتِ مُصحف میں ہے
صبر کر بیٹھو ابھی دل کو دکھا دیتے ہیں
غیر کو لذّتِ وصل اور ہمیں دردِ فراق
اسکو کیا دیتے ہیں وہ اور ہمیں کیا دیتے ہیں
تا کہ گمراہ نہ ہو کوئی بھی بھولا بھٹکا
مشعلِ دل کو سرِ راہ جلا دیتے ہیں
شست و شو کرتے ہیں جب اشکِ ندامت
داغِ عصیان مرے دامن کے چھڑا دیتے ہیں
داد ملتی ہے شہادت کی ہمیں عید کے دن
یعنی خنجر کے گلے سے وہ لگا دیتے ہیں
رُخِ تابان کو وہ زلفوں میں چھپا رکھے ہے
روزِ روشن کو شبِ تار بنا دیتے ہیں
ہائے لکھا مرا قسمت مری سیرے خط
حرفِ مطلب کو مرے صاف مٹا دیتے ہیں
آتی دنیا نہیں کوئی بھی تسلّی ہمکو
زہر ہو تم [illegible] ہم آنکھ ملا دیتے ہیں
پائے نازک میں لگاتے ہیں غضب کی بھی
زیرِ پا اپنے [illegible] وہ دکھا دیتے ہیں
خواب کو خواب بنا دیتے ہیں جب چھپتے سے
گھر اٹھا دیتے ہیں دنگا دبٹھا دیتے ہیں
ابھی بیمارِ محبّت کو شفا ہوتی ہے
نقشِ پا کا ترے تعویذ پلا دیتے ہیں
میری فریاد یہ دشمن کے مقابل میں سُنی
عوضِ خون بہا خون بہا دیتے ہیں

اپنے ہمراہ لئے آتے ہیں وہ رشکِ عدو
خواب میں آکے بھی عاشق کو ڈرا دیتے ہیں

غزل چہارم

خاک میں خاک مری خوب ملا دیتے ہیں
ہیں وہ پارس مجھے اکسیر بنا دیتے ہیں
دمِ رفتار قیامت وہ اُٹھا دیتے ہیں
چال بھونچال کی ہر گام سکھا دیتے ہیں
سر کو جب ہم پئے تسلیم جھکا دیتے ہیں
رحم دیکھو کہ وہ گردن سے اُڑا دیتے ہیں
دل دُکھاؤ نہیں ہم تمکو جتا دیتے ہیں
نالہ ہائے شبِ غم عرش ہلا دیتے ہیں

داغ دل کا ابھی ہم اُنکو دکھا دیتے ہین
مہ و خورشید کی طلعت کو گھٹا دیتے ہین

نالہاے شبِ غم کارِ صبا دیتے ہین
اُنسے غافل کو مرا حال سُنا دیتے ہین

جسکو وہ آبِ دمِ تیغ پلا دیتے ہین
سچ تو یہ ہے اُسے جینے کا مزا دیتے ہین

ہم صدا سور کے نالون سے ملا دیتے ہین
اک نیا شور سرِ حشر اُٹھا دیتے ہین

پوچھتا ہے جو کوئی حال تباہی میرا
وہ مری خاک کو چٹکی سے اُڑا دیتے ہین

کیا سمجھتے ہین کہین اشکِ غمِ مرگِ عدو
ہاے نظرون سے جو یون مجھکو گرا دیتے ہین

نامہ شوق کا دیتے ہین غضب صاف جواب
سادہ کاغذ مرے قاصد کو اُٹھا دیتے ہین

ہے یہ مطلب کہ تمھارے بھی اُڑین گے ٹکڑے
پُرزے پُرزے وہ مرے خط کے اُڑا دیتے ہین

وعدۂ وصل کے سچے ہین تصور تیرے
سوتے سوتے یہ مجھے آکے جگا دیتے ہین

بہکے بہکے نہ پھرو زاہد و رندون سے ملو
کہ ابھی راہِ بقا تمکو بتا دیتے ہین

گر کبھی راہ پہ آتا ہے وہ بت تو عاشق
چلمنین سامنے پلکون کے لگا دیتے ہین

آئینہ دیکھ کے وہ پوچھتے ہین اپنا جواب
اُنکی تصویر کو ہم دل مین دکھا دیتے ہین

ہمکو دیوانہ سمجھتے ہو تو ہُشیار رہو
بات جو کچھ ہے پتے کی وہ بتا دیتے ہین

دیکے وہ باغ مین آنچل کی ہوائین سرِ شام
ہوش گُل کے صفتِ رنگ اُڑا دیتے ہین

قطعہ

جانے والون کی خبر بھی نہین آنے پاتی
کوسِ رحلت کو بہت جلد بجا دیتے ہین

نقش پا سے نظر آتے ہین جو تھوڑے تھوڑے
جانے والونکا یہ کچھ کچھ تو پتا دیتے ہین

بیکسی ساتھ فقط جاتی ہے وقتِ آخر
ورنہ اعضاے بدن ملکے دغا دیتے ہین

ہاے کیا چیز ہے یہ جان کہ جسکے جاتے
رفقا ہاتھون سے مٹی مین دبا دیتے ہین

کیون نہ توحید کے قائل ہون کہیں بن ہم
ایک انگشت شہادت کو اُٹھا دیتے ہین

ہم سمجھ لیسے فلکِ پیر ہزارون گردون
اپنی تقدیر کے سانچے مین بنا دیتے ہین

واعظون کی نہ کبھی راہ پہ چلنا عاشق
دامِ تزویر یہ رستہ مین بچھا دیتے ہین

ایضاً غیر طرح دیوان

آنکھ مین اُنکی مروّت ہی نہین
اس طرف دیکھین یہ رغبت ہی نہین

اُٹھ سکے جو غمِ فُرقت ہی نہین
جو تھمے اشک وہ رقّت ہی نہین

ہجر مین جانے کو ہے جانِ حزین
اُنکو یان آنے کی فرصت ہی نہین

جس مین موجود ہو ذکرِ اغیار
پھر وہ ہرگز شبِ وصلت ہی نہین

آئینہ دیکھ کے حیران کیون ہو
اب تو وہ شکل وہ صورت ہی نہین

جان وان جانے کو طیّار ہے یان
نامہ بر تیری ضرورت ہی نہین

بدگمانی سے وہ سمجھین زندہ
پر مری نبض مین سُرعت ہی نہین

خونِ دل پی کے بجھائین گے پیاس
ہجر مین مے کی ضرورت ہی نہین

چال مین جس کی ہو شورِ محشر
ہے قیامت بھی وہ قامت ہی نہین

آپ سنکر جسے بے چین نہ ہون
شبِ غم کی وہ حکایت ہی نہین

تابِ جلوہ کی ہے چہرہ پہ نقاب
دیکھنے کی کوئی صورت ہی نہین

مین بھی کچھ قتل سے ہونگا مشہور
اسمین کچھ آپکی شہرت ہی نہین

قتل تم جنبشِ مژگان سے کرو
تیغ اُٹھانے کی ضرورت ہی نہین

بات وہ کیونکہ تمھاری مانے
غیر کو تمسے مُحبّت ہی نہین

روز اُٹھاتے ہین وہ نازِ اغیار
کچھ اُنھین پاسِ نزاکت ہی نہین

جو مقدر مین تھا لکھا وہ ہوا
آپ سے ہم کو شکایت ہی نہین

آپ آجاین تو جی جائے مریض
ورنہ بچنے کی تو صورت ہی نہین

رشک اغیار نے ایسا گھیرا
دل مین جائے غمِ فرقت ہی نہین

تابشِ مہر کے قابل ہو عبث
داغ دل سے اسے نسبت ہی نہین

قتل وہ کرتے ہین یون عاشق کو
جیسے کچھ اسمین قباحت ہی نہین

کھو دیا عشق نے عاشق سب کچھ
اب وہ توقیر وہ عزت ہی نہین

ایضاً غیر طرح دیوان

خاطر سے تیرے غیر کو جب آشنا کہون
تو ہی بتا کہ پھر مین تجھے اپنا کیا کہون

عالم کو خاک کر کے فلک تک جلا دیا
پھر کیونکہ اپنی آہ کو مین نارسا کہون

سُنتا نہین نہ بات کا دیتا ہے کچھ جواب
اُس سنگ دل کو بُت نہ کہون مین تو کیا کہون

ناصح نصیحتین کرین اعدا بُرا کہین
کس کس کو مین بھلا کہون کسکو بُرا کہون

غمزہ غضب کرشمہ ستم چال ہے بلا
وہ کونسی ادا ہے کہ جسکو قضا کہون

یہ مشورہ تھا دل سے نہ نیند آئی رات بھر
قاصد جو آئے ان کے تو پھر اُس سے کیا کہون

ایسا نہو رقیب بنے نامہ بر مرا
ہے دلمین اپنا حال مین خود اُس سے جا کہون

گھٹ گھٹ کے خون دل کا کہانتک پیا کرون
کیا ضبط غم کا تجھسے اجل ماجرا کہون

عاشق نجات رشکِ عدو سے نہین ہے جب
اپنی قضا کو غیر کا مین مدعا کہون

ایضاً غیر طرح دیوان

بسر کیونکر کرے گا اے دلِ دلگیر پہلو مین
ہزارون خار غم سینہ مین لاکھون تیر پہلو مین
ثبوت مہرِ الفت کو شہادت اتنی کافی ہے
بجائے دل ہے رکھتا تیر کو نخچیر پہلو مین
برابر بیٹھتا ہے جو کوئی وہ مجھسے جلتا ہے
ہوئی ہے آتش ہجران سے یہ تاثیر پہلو مین
بلا کر بزم مین ہمکو یہ اچھی مہربانی کی
بٹھانے کی عوض تمنے بٹھایا تیر پہلو مین
خدا وہ دن دکھائے ہاتھ باندھے غیر بیٹھا ہو
ہمارے پاس بیٹھا ہو بُت بے پیر پہلو مین
کرین ہم ناز جتنا دل پہ اُتنا ہمکو زیبا ہے
عطا کی ہے ہمین یہ عشق نے جاگیر پہلو مین
ترے بسمل کو اے قاتل کسی کروٹ نہین راحت
اِدھر ہے تیر پہلو مین اُدھر ہے تیر پہلو مین
کبھی تو آپ ہی دلکو ہمارے وہ دکھاتے ہین
کبھی خود بیٹھکر کرتے ہین کچھ تدبیر پہلو مین
زمانا ہے تمھارا آج کل تم شاہِ خوبان ہو
جسے چاہو بٹھا کر دو اُسے توقیر پہلو مین
تڑپتا لوٹتا ہون خاک پر شبہائے ہجران مین
کہان سے آگئی ہے گردشِ تقدیر پہلو مین
ہمارے درد دل کی جب خبر کچھ غیر کو ہوتی
بجائے دل دیا ہوتا الٰہی تیر پہلو مین
جہانمین جتنے سیمین تن ہین میرے دل کے طالب ہین
الٰہی تو نے کیا دی ہے مجھے اکسیر پہلو مین
ہوا تھا ایک دن پہلو بہ پہلو اُن سے مین جبسے
ہوا کرتی ہے میری اُنکی ہر تقریر پہلو مین
ترے وحشی نے اگلی فصلین یہ بیڑیان پہنین
اِدھر زنجیر پہلو مین اُدھر زنجیر پہلو مین
کسیکا بیٹھکر پہلو مین اُف اُف کرتے یہ کہنا
چھپا رکھی ہے تمنے آہِ آتشگیر پہلو مین

عجب انداز سے آتا ہے وہ سفاک اے **عاشق**
اِدھر ہے ہاتھ مین خنجر اُدھر شمشیر پہلو مین

ردیف واو طرح دیوان

سرگرمِ چارہ سازیِ غمِ چارہ جو نہو
اُمیدِ زیست ہی نہین حیران تو نہو

وہ دل ہے خاک جسمین تری آرزو نہو
وہ گل ہے خار جس مین مُحبّت کی بو نہو

جاتی ہے ہمسے آگے تو کیون کوئی یار مین
اتنی بھی بیقرار بس اے آرزو نہو

کٹ جائے خود گلا جو شہادت کے شوق سے
خنجر کے آب و تاب کی یون آبرو نہو

اے غیر دو ہی بات پہ ہونا ہے فیصلا
تو ہو تو مین نہ ہون جو یہان مین ہون تو نہو

بدلا ہوا ہے رنگ جو کچھ روئے یار کا
کرنے کو ترک رسم کی کچھ گفتگو نہو

میخانہ کے رئیس ہین نازک دماغ ہین
ساقی وہ مے پلا کہ ذرا جسمین بو نہو

یکرنگیون نے نام دوئی کا مٹا دیا
پھر کیونکہ دل ہمارا - ہمارا عدو نہو

زندون کو شیخ بیٹھ کے گھر مین بُرا نہ کہہ
غیبت وہ بات ہے جو کبھی روبرو نہو

وہ مُنہ سے کب لگائین کہ نازک مزاج ہین
جب تک حباب قطرۂ گل کا سبو نہو

گر سوزنِ مژہ نہ مددگار ہو تری
دامن کا چاک بخیہ گرون سی رفو نہو

ہے ہے وصال ہے کہ یہ دونا فراق ہے
کہتے ہین آئین گھر مین ترے جبکہ تو نہو

خُلد و جنان سے ہوئیگی تسکین دل کو کیا
جسکو بجز وصال کوئی آرزو نہو

زخم جگر سے کیون نہ رہون بیقرار مین
وہ زلف ناپسند ہے جو مشکبو نہو

عاشق وہ تشنہ کام شہادت ہو بد نصیب
خنجر کی آب سے بھی کبھی تر گلو نہو

خوشبوئے رُخ سے بیش گل تر کی بو نہو
مغرور اے نسیم بس اب اِتنی تو نہو

مشتاق کو وصال کی کیون جستجو نہو
نکلے یہ آرزو تو کوئی آرزو نہ ہو

آئینہ تیرے رُخ سے کبھی دوبدو نہو
گر ہو کبھی تو مُنہ کو تکے گفتگو نہو

وہ چشم کیا کہ اشک کا دریا نہو رواں
وہ دل ہے کیا کہ جو ترے غم سے لہو نہو

وحشت نے اپنی خاک اڑائی کہاں کہاں
شہرہ ہمارے عشق کا کیون چارسو نہو

اے ضعف الامدد کہ ہے طاقت سے مشتعل
غنچے نہ کیون ہون تشنہ جو شبنم میں لب نہو

محبوب دو جہان کی محبت میں [illegible]
عاشق ہو تو کوئی کسی کا عدو نہو

ہم تو کباب ہو [illegible]
تسکین ہے دل جلے ترے [illegible] نہو

دم کھینچ [illegible]
[illegible] کو پاس تو نہو

شب [illegible]
[illegible] آرزو نہو

ذکر صنم [illegible]
[illegible] گفتگو نہو

اے چارہ گر نمک بھی چھڑک [illegible]
تا اندمال زخم کی پھر جستجو نہو

مشق ستم تو کر کہ گران سر نہیں ہیں ہم
[illegible] تیغ [illegible] نہو

پھرتی ہے اسطرح سے بھٹکتی جو جا بجا
یارب خراب دشت کسی کی آرزو نہو

شک ہے کہ جسمین زہر ملایا ہے غیر نے
مجکو جو دوست [illegible] کہیں وہ سبو نہو

انکو بھی شوق وصل ہے [illegible]
ممکن نہیں [illegible] آرزو نہو

زاید از طرح

ساقی ہو مے ہو باغ ہو اور خوبرو نہو
بے جان ہو تن تو جان کی کیون آرزو نہو

دریائے مے سے پیاس ہماری فرو نہو
منہ سے لگا دے خم ہی جو ساقی سبو نہو

جز مرگ اور کوئی جسے آرزو نہو
کب سے تلاش ہے دل مضطر [illegible] نہو

آئینہ آئینہ کے مقابل کبھو نہو
حیرت نہیں جو چاند ترے رو برو نہو

کیون خاک اڑاتی پھرتی ہے گوشہ [illegible]
آوارہ گرد اتنی بھی اسے آرزو نہو

تا [illegible] نگار سے آئینہ خاک سے
کیا منہ ہے منہ دکھائے کبھی روبرو نہو

قاتل کی طبع پاک کے قربان کیوں نہ ہوں
عاشق کے خون بغیر ہمارا وضو نہو

لطف آتا ہی نہیں گر ستم ایجاد نہو
داد خواہی کے لئے خواہش بیداد نہو

صید بے پر کبھی قفس سے کوئی آزاد نہو
تاب اڑنے کی نہو طاقت فریاد نہو

جنبش لب ہی یہ کرتے ہیں تصدق جان کو
ہم اشارہ کو سمجھتے ہیں کچھ ارشاد نہو

جس مکان میں نہ مکین ہو نہیں بنا اسکی
تو نہ جس دل میں ہو پھر کیونکہ وہ برباد نہو

گر حسینان جہان ناز اٹھائیں بھی تو کیا
بے ترے شاد ہمارا دل ناشاد نہو

کیا مزا ہے کہ وہی یاد ہے سب بھول گئے
وہ جسے اسلئے بھولیں کہ کبھی یاد نہو

تجکو اے دل ہے عبث شکوہ فراموشی کا
ہچکیاں کس لئے پھر آئیں اگر یاد نہو

اسکی آبادی سے ہے اپنا مکان ویرانہ
یا خدا خانۂ دشمن کبھی آباد نہو

داد ملنے کی ہو امید بھلا پھر کیونکر
میری فریاد میں جب شکوۂ بیداد نہو

گھر میں اس شوخ کے رہتا ہے جو تمام شب
تربت عاشق مضطر تہ بنیاد نہو

کھو نہیں ہاتھ سے مجکو کہ پشیمان ہوگا
تیری حسرت بھی کہیں حسرت شداد نہو

عشق شیرین ہی سر چڑھ کے پکارا ہوگا
تلخ کامی سے گران تیشۂ فرہاد نہو

نامہ بر کہتا ہے کیا خاک کہوں اسکا جواب
جس سے کچھ بات نہو جس سے کچھ ارشاد نہو

اسمیں وہ رہتے ہیں چھپ چھپ کے ہمیشہ ہم سے
دیکھنا آہ کہ گھر غیر کا برباد نہو

دست وحشت نے کئے تار گریبان کے جدا
غیر ممکن ہے جنون بر سر امداد نہو

سخت جانی سے مری ٹوٹ گئے خنجر لاکھوں
اے ستمگر یہ ترا خنجر فولاد نہو

تو نے عاشق کے بھرے خانۂ دلکو لوٹا
اے خرابی تری بستی کبھی آباد نہو

امتحان نالۂ شب آج ہی تھوڑا سا تھا
یا قفس ہی نہ ہو یا خانۂ صیاد نہو

ایک شادی سے غمی چھائی ہے سب پر **عاشق**

عنبر ناشاد ہو تو کوئی بھی ناشاد نہو

زاید از طرح

نہ سنے جب کوئی فریاد وہ فریاد نہو
اور وہ بیداد ہی کیا جسکی کہیں داد نہو

دل وہ دل ہی نہیں جس دل میں تری یاد نہو
گھر وہ گھر ہی نہیں جس گھر میں تو آباد نہو

میرے نالوں کی صدا شبکو یہ سنکر بولے
کسی بیکس کی بھٹکتی ہوئی فریاد نہو

خوگرِ جور ہیں ہم آپ بتا دیں گے تمھیں
آؤ سکھلا دیں اگر طرزِ جفا یاد نہو

رونے ہنسنے کی جو آتی ہے قفس سے آواز
صید کے پھندے میں الٹا کوئی صیاد نہو

کہدو واعظ سے کہ اچھا ہے بھٹکتے پھرنا
صید دل پھنس کے کسی زلف سے آزاد نہو

میری فریاد و فغان دشت سے آئی تو کہا
دیکھنا یہ کوئی مجنون نہو فرہاد نہو

ناز اٹھاتے جو چلے آئے ہو معشوقوں کے
صفِ عشاق میں عاشق تمھیں استاد ہو

بھٹکا پھرتا ہوں رہِ راست بتا دو مجکو
رہبرو کوچۂ دلدار دکھا دو مجکو

غمِ ہجران کی مصیبت نہیں جھیلی جاتی
مخلصی اس سے ملے ایسی دعا دو مجکو

قتل کے بعد دباتے ہو مجھے احسان مین
بار اٹھتا نہیں ناچار اٹھا دو مجکو

تا ابد مست رہوں محو رہوں شاد رہوں
عنبرین زلف ذرا اپنی سنگھا دو مجکو

مجھسے کہتے ہیں خبردار پرے ہی رہنا
ہاتھ ٹوٹیں جو کبھی ہاتھ لگا دو مجکو

چینِ ابرو گرہِ زلف میں تو دیکھ لیا
دلِ گم گشتہ کا کچھ اور پتا دو مجکو

دل تری یاد میں رہتا ہے ہمیشہ بیدار
بختِ خفتہ تو نہیں ہوں کہ جگا دو مجکو

اپنی چاہت پہ عبث جان مری لیتے ہو
ہاں کسی اور کو چاہوں تو سزا دو مجکو

گر گلے سے ہے لگانا تو لگا لو ورنہ
قتل کر ڈالو ٹھکانے تو لگا دو مجکو

بزمِ اغیار میں کیا گذری جو ایسے ہو اداس
ہو اگر بات بتانے کی بتا دو مجکو

آپ سے آپکے عاشق کو جو پوچھے کوئی
ہو تلافی شبِ غم کی یہ بتا دو مجھکو

غیر کو غیر وہ سمجھے مجھے اپنا جانے
پھر ہو ایسی کوئی راہ بتا دو مجھکو

نقشِ اُمید مرا رشکِ جہان ہو جائے
کیا نقشِ قدم اپنا جو بنا دو مجھکو

کیا قیامت ہے کہ کُشتون پہ یہ فرمائش ہے
روشِ ظلم و ستم اور سکھا دو مجھکو

محو ہون نام مین معشوق کے وہ ہون عاشق
نقشِ اُمید نہین ہون کہ مٹا دو مجھکو

زائد از طرح

اپنے پہلو مین عدو کے لیئے جا دو مجھکو
کسی کروٹ کسی پہلو تو سُلا دو مجھکو

قبر مین ہاتھ سے تم اپنے سلا دو مجھکو
آؤ عقبی کے عذابون سے چھڑا دو مجھکو

خط سُناؤ نہین۔ مضمون بتا دو مجھکو
پھر ہو وصل کا اقرار سُنا دو مجھکو

ہاتھا پائی نہین آتی۔ تو سکھا دو مجھکو
داؤ ہت پھیری کے بھولا ہون بتا دو مجھکو

ناتوانی سے غش آتا ہے سنبھالو تو ذرا
اپنے شبنم کے دوپٹے کی ہوا دو مجھکو

اور کچھ مینے کہا تو وہ یہ ہنسکر بولے
لاؤ جی لاؤ جی جام پلا دو مجھکو

اُنکے ہاتھون مین ہون وصل کے ارمان نکلین
کاش زنجیرِ درِ یار بنا دو مجھکو

دم ترے ہجر مین کہتا ہے نکل جاؤنگا
رخصتِ ہستی کا تقاضا ہے کہ لا دو مجھکو

جان جائے مگر احسان نہین لینے کا
اپنے مُنہ سے نہ کہونگا کہ دوا دو مجھکو

کُشتۂ ناز تمھارا ہون مسلمان ہی سہی
کافرِ عشق جو سمجھو تو جلا دو مجھکو

کیا کہا جائے کہین سیکڑون وعدون ہین جو
کب کیا کونسا وعدہ ہے بتا دو مجھکو

سر بکف وہ بھی ہے گر تیغ بکف ہے قاتل
بے جگر کوئی تو عاشق سا بتا دو مجھکو

تیرِ نظر کو تا دل نہ کیون ناگوار ہو
وہ دل کے پار ہو تو یہ پتھر کے پار ہو

شوقِ نبی میں جان اگر بے قرار ہو
امید ہے کہ عرش پہ اپنا مزار ہو
دل اور نامہ بر کی ہیں باتیں جدا جدا
اب یہ کہو کہ کسکا ہمیں اعتبار ہو
تنہا جو شب کو آؤ تو یہ بھی رہے خیال
بوس و کنار کا بھی ہمیں اختیار ہو
مینے کسی سے کب کہیں باتیں وصال کی
نا معتبر ہے خود اسے کیا اعتبار ہو
عالم میں تم سا کوئی نہو بانی جفا
تجھسا جہان میں نہ کوئی بیقرار ہو
دم دم کے مرگ و زیست سے جان آگئی بہ تنگ
صبر آئے جو نصیب میں ہو ایکبار ہو
نالے مرے فراق میں کہتے ہوئے چلے
اے دل ستانے والو خدا ہوشیار ہو
مشہور عاشقان سلف کا ہے گرچہ نام
عاشق جہان میں تم بھی بڑے یادگار ہو
ہم مرتے مرتے بھی اسی حسرت کو لیچلے
پوچھا کبھی نہ تمنے کہ کیون بیقرار ہو
اے ہمدمو بتاؤ محبت کا دکھ ذرا
کچھ کام آؤ تم سے بچپن کے یار ہو
وہ غیر سے بھی مل کے ملاتے ہیں مجھسے آنکھ
جسکو نہیں ہے شرم وہ کیا شرمسار ہو
غفلت کی شب گئی تری غافل سحر ہوئی
موئے سفید کہتے ہیں چل ہوشیار ہو

خلوت ہو شب ہو یار ہو عاشق نہوں جناب
پھر پوچھیں شیخ جی سے کہ پرہیزگار ہو

زاید از طرح

پیش نظر ہمارے جو تصویر یار ہو
دل اور شوق وصل میں پھر بیقرار ہو
کیا آئے مہر و ماہ کی تابش خیال میں
سوزان جبان سے بڑھکے اگر داغدار ہو
اب وہ شباب ہے نہ وہ دل ہے نہ وہ صنم
کس پہ نثار ہم کریں کس پہ سنگھار ہو
گذری تمام عمر مری انتظار میں
یارب کسی کا کوئی نہ امیدوار ہو
کردے الٰہی شہر خموشان کا بادشاہ
مرجع ہر اک حسین کا ہمارا مزار ہو
دل لے لیا تو بوسۂ لب دیجئے مجھے
اللہ نے دیا ہے تو پھر کیون ادھار ہو

الفت کی بازیون سے بچا اے بتاب دل
جیتو تو جیت جاؤ جو ہارو تو ہار ہو

مین جا کے دیکھ لونگا مگر تم نہ بولنا
محشر کے دن جو میری تمہاری پکار ہو

اے دل اٹھ گئے وہ دن کہ یہ کہتے تھے سب حسین
عاشق سے ہم ملین تو بڑا افتخار ہو

جب دوست غیر کے ہو تو پھر اپنے غیر ہو
اب اور کیا کہون تمہین جو کچھ ہو خیر ہو

تڑپون مین اس طرح سے کہ مقتل مین سیر ہو
آتش وہ بھڑکے رشک کی فی النار غیر ہو

تیری ہو جب تلاش تو سب جا پھرینگے ہم
کعبہ ہو بتکدہ ہو کلیسا ہو دیر ہو

کیا بیکسی کا وقت ہے یارب دم وداع
قابو مین جب نہ ہاتھ نہ قبضہ مین پیر ہو

دکھ سکھ بیان کا کیا ہے یہ دو دن کی بات ہے
پر عاقبت ہماری خدا یا بخیر ہو

آتی ہے وصل مین نہین آتی یہ ہجر مین
شاید اجل کو ہمسے عداوت ہو بیر ہو

عاشق تصور گل رخسار مین دو جان
تا بڑھ کے پھول والون سے پھولون مین سیر ہو

زاید از طرح

وہ ہمکو منتون سے منائین تو سیر ہو
پریون کہ ہم ہون وہ ہون نہ واعظ نہ غیر ہو

کہنے کی بات اور ہے پر وقت امتحان
ہو اپنا اپنا اور جو ہو غیر غیر ہو

اس شد و مد سے آہ بھری مینے ہجر مین
اک ساتھ جیسے لاکھ تفنگون کا فیر ہو

ہم مرغ دل کو اپنے کبوتر بنائین گے
نامہ رسانیون کے لئے کوئی طیر ہو

دیگر

جان کو تن سے مری جان جدا ہونے دو
لوٹنے دو مجھے ٹھنڈا تو ذرا ہونے دو

غیر ہے زنگ اسے دل سے جدا ہونے دو
صیقل مہر سے تم صاف ذرا ہونے دو

ربط غیرون سے نہ رکھو مجھے اپنا کر لو
تم نہ ہونے دو جدا رنج سے یا ہونے دو

عرض کی جب کہ وفا وعدۂ وصلت کیجے
بولے جلدی نہ کرو روز جزا ہونے دو

ذبح کے بعد مرا خون بہا دو صاحب
عید قربان ہے کوئی وعدہ وفا ہونے دو

اسے نکیرین سوالون مین یہ جلدی کیسی
ٹھہرو کہتا ہون ذرا ہوش بجا ہونے دو

اب تو صد شکر وہ کہتے ہین جنون پر میرے
گر وہ سودائی ہوا ہے تو سوا ہونے دو

مجکو سنکاتے ہو کیون بہر خدا رحم کرو
تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہونے دو

دیکھو پھر وصل کا انکار کروگے کیونکر
عرش کے پار ذرا میری دعا ہونے دو

خاکساری پہ مری ہوگئے اعدا مٹی
خاک پر نقش وہ نقش کف پا ہونے دو

بلبے یہ طرز تغافل - مرے نالے سنکر
کوئی بولا کہ یہ عاشق ہے کہا ہونے دو

زاید از طرح

غیر کو چرخ کو تم شاد ذرا ہونے دو
مجھے مرنے دو کسی کا تو بھلا ہونے دو

کچھ تو ارمان نکالو کہ بھٹکتا نہ پھرے
دل بیکس کے لئے پہلو مین جا ہونے دو

ہر ستم مجکو گوارا مجھے ہر رنج خوشی
اپنے قدمون سے اگر تم نہ جدا ہونے دو

اسکا مٹنا بہت آسان تمہارا مشکل
تم نہ روٹھو مری قسمت کو خفا ہونے دو

ہمصفیران چمن ہم کو نہ سمجھو بے پر
کیسے پر پرزے نکلتے ہین رہا ہونے دو

عمر بھر تمنے پڑھایا کلمہ اپنا بتو
آخری وقت ہے اب یاد خدا ہونے دو

شعلۂ حسن پہ جلتے ہین بتون کے عاشق
ہمدمو شمع پہ پروانے فدا ہونے دو

کہتے ہین پھر نہین آئین گے قسم ایک ندو
طرز گفتار مین لاکھون ہین ستم ایک ندو

نور کو کتنی ہی دوری ہو وہ نزدیکی ہے
شب معراج تھا حضرت کا قدم ایک ندو

درد و رنج و غم فرقت گلۂ جور و جفا
جان کیونکر بچے بے حد ہین الم ایک ندو

کب کہا میں نے نہ دو یا مجھے کم دو ہمیشہ
دلمین جتنے ہون ستم آٹھون سحر کم ایک نہ دو

انکے مژگان کے تصور نے کیا ہے بیتاب
سیکڑون تیر ہین سینہ مین بہم ایک نہ دو

شگوفہ [illegible] ہین وا دہن سے کے اسکا پیالا
قرض اسپر بھی شب وصل صنم ایک نہ دو

ہم [illegible] تجھکو [illegible] کسی کے تیرے
اس پہ طرہ کہ گئی لاکھ ہین غم ایک نہ دو

دل جگر دونو [illegible]
پھر بھی کہتے ہین بہت دین ستم ایک نہ دو

یہ بیان ہے [illegible] مرے سینہ کا گلشن عاشق
اور [illegible] تھا باغ ارم ایک نہ دو

ایضاً از طرحی

ساری خلقت کا ہے [illegible] ستم ایک نہ دو
وقت تحریر یہ تقدیر تھا قلم ایک نہ دو

عشوہ طالب ہے جدا ناز جدا طالب ہے
لاؤن کس جا سے مرے پاس ہے دم ایک نہ دو

جان ہین یون ہی تمہین دونگا ذرا غم نکرو
دم تو سینہ مین نذر کرونگا مجھے دم ایک نہ دو

دل بری جائے کہیں فاتحہ پڑھلو عاشق
نکہت کاکل پیچان مین ہین خم ایک نہ دو

جو ہین قدم فرشتے وہ انسان تمہین تو ہو
آنکھون سے جو عزیز ہے وہ جان تمہین تو ہو

عاشق ہے جسپہ روح وہ انسان تمہین تو ہو
سب جسکے جان نثار ہین وہ جان تمہین تو ہو

ہم تم کا ہین ایک سے ہے ایک یہان سوا
نادان کسے سمجھتے ہو نادان تمہین تو ہو

کہتے نہ تھے کہ ہمسا نہ پاؤگے با وفا
اب خاک مین ملا کے پشیمان تمہین تو ہو

کہتے ہین ہمپہ مرتے ہو مرتے نہیں مگر
ہان حسن دلفریب کے خواہان تمہین تو ہو

اے آرزو و حسرت و ارمان نہ جائیو
دل کو ہین جو عزیز وہ مہمان تمہین تو ہو

کافر ہون گر تمہارے سوا دوسرا ہو عشق
دلمین ہمارے کون ہے ہان ہان تمہین تو ہو

دعوی پارسائی بھی ہے اور بتون کی یاد

عاشق نرالے سب سے مسلمان تمھیں تو ہو

زاید از طرح

اے غم شبِ فراق مین مہمان تمھین تو ہو
میرے رفیق و ہمدم و ہمجان تمھین تو ہو

غارت ہوا ہے دل غم و ارمان سنبھالنا
اس اُجڑی بستی کے بھی نگہبان تمھین تو ہو

اٹھکھیلیان کبھی ہین کبھی ناز و شوخیان
اے سروِ ناز سروِ خرامان تمھین تو ہو

بولے جو بیٹھے اُن سے کہا آدمی بنو
ہان سارے جانور ہین اک انسان تمھین تو ہو

جس دل مین تو ہو اُس مین کسیکا نہین گذر
تم خود مکین ہو اسکے نگہبان تمھین تو ہو

جو کچھ ہون عاشقو نہین مرےجان مین ہی ہون
جو کچھ ہو سو دلبرِ من ہین مری جان تمھین تو ہو

ہین باقی جفا تمھین عاشق نے کہا
اک بادِ فا خدائی ہین ہان ہان تمھین تو ہو

باہم ملی ہے قاتل و مائل کی آرزو
ہین اُسکا مدعا وہ مرے دل کی آرزو

قدمون پہ لوٹنے لگی بسمل کی آرزو
یارب یہ آرزو بنے قاتل کی آرزو

اے شمعِ دُ اُنھین بھی ہے کچھ لو لگی ہوئی
پروانے کرتے ہین تری محفل کی آرزو

غربت کا رنج قلبِ مسافر سے پوچھئے
واماندگانِ دشت سے منزل کی آرزو

وہ سخت جان ہون ایک بھی گردن مین خط نہین
خنجر کی دھار پر رہی قاتل کی آرزو

اُس آرزو کو آپ پہ کر دون نثار مین
گر ڈھونڈ لاؤ میرے مقابل کی آرزو

سُنکر صدائے قیس بہت بیقرار ہے
بسمل ہوئی ہے صاحبِ محمل کی آرزو

جی چاہتا ہے جان بھی اُسپر فدا کرون
جو دل سے پوچھتا ہے مرے دلکی آرزو

خشکی مین رہنے والون کو دریا سے فیض کیا
موجین نکالتی نہین ساحل کی آرزو

پامال ہو کے قدمون مین لائیگا رنگ خون
نکلے گی زیرِ تیغ ہی بسمل کی آرزو

دیتے ہین اُس گلی مین صدا ہم یہ رات دن
جو ہو سخی نکالدے سائل کی آرزو

ہم حسن لازوال کے عاشق ہیں شاہدو
کب ہے بتان حور شمائل کی آرزو

عاشق جو ایک چاند کا ٹکڑا بغل میں ہے
آنکھوں کو اب نہیں مہ کامل کی آرزو

زائد از طرح

ارمان دل کا ہے نہ شب تار کی ہوس
عارض کی آرزو نہ ترے تل کی آرزو

پتھر پڑیں عدو پہ کہ اس بت کا دل گیا
رکھتا ہے بے نصیب عبث سل کی آرزو

ان اچھی شکل والوں کو توفیق نیک دے
یارب نہو خراب کسی دل کی آرزو

آیا نہ وہ ۔ ہزار زمانے بدل گئے
نکلی کبھی نہ دل میں رہی دل کی آرزو

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف واو

تم نہ تصویر کی حسرت دیکھو
میری حسرت بھری صورت دیکھو

ناصحو اسکی بھی صورت دیکھو
نہ کرو ہم کو نصیحت دیکھو

زلف سے باد صبا الجھی ہے
آگئی اسکی بھی شامت دیکھو

چین خود لے نہ ہمیں لینے دے
دل کو ہے تجھ سے عداوت دیکھو

دم وصلت طلبی کہتے ہیں
تم ذرا اپنی تو صورت دیکھو

بنتی ہے زیر فلک اور زمین
خاک اڑاتی ہے یہ وحشت دیکھو

پائے قاتل پہ پڑی لوٹتی ہے
حسرتوں کو بھی ہے حسرت دیکھو

جان کھوتے ہیں مرے جاتے ہیں
کیا بری ہوتی ہے چاہت دیکھو

ہمنے جانا کہ کیا یاد ہمیں
ہچکی آئی دم رخصت دیکھو

کیوں چھڑکتے نہیں زخموں پہ نمک
دو نہ اتنی بھی اذیت دیکھو

اجل آنے کا یقین ہے تو بھی
سہل انکاری غفلت دیکھو

دل گمراہ یہ کہتا ہے مجھے
بتکدہ چھوڑ کے جنت دیکھو

ہمتو قائل ہیں تمہارے عاشق
کس بلا کی ہے طبیعت دیکھو

انکے چہرہ کی سجاوٹ دیکھو
کیا غضب کی ہے بناوٹ دیکھو

ہائے کس ناز سے کہتے ہیں مجھے
نہ کرو جیسے لگاوٹ دیکھو

دیکھو مشتاق مرے جاتے ہیں
کیوں اٹھاتے نہیں گھونگھٹ دیکھو

منہچو اور یہ کہ جاؤں گا
نہ بلاؤ مجھے تجھٹ دیکھو

ہے یہ الزام جبیں سائی پر
توڑتے ہو مری چوکھٹ دیکھو

خواب میں تجھے لیا تھا بوسہ
وہ پڑی چہرہ پہ سلوٹ دیکھو

مجکو مرنے دو نہیں آجاؤ
تم سلا دو کسی کروٹ دیکھو

خون اغیار ہے بادہ تو نہیں
ابھی پی جاؤں گا غٹ غٹ دیکھو

وقت ضایع نکرو باتوں میں
صبح ہو جائے گی جھٹ پٹ دیکھو

ہاتھ سے کھوؤ گے مجکو صاحب
ہے بُری روز کی جھنجھٹ دیکھو

نیمجان ہو کے تڑپتا ہوں میں
انکے تیغے کی رکاوٹ دیکھو

دیکھیں پریاں تو تصدق ہو جائیں
انکے دھج دیکھو سجاوٹ دیکھو

تازیانہ ہے بلا غمزہ کا
توسن ناز ہے سرپٹ دیکھو

جان جاتی ہے کہ رہتی ہے مری
پاس سے میرے ذرا ہٹ دیکھو

دل دیا کام کیا ہے میں نے
سچا پاؤ گے نہ جھوٹ دیکھو

مجکو مرتے ہوئے دیکھا تو کہا
اب کسی اور کی چوکھٹ دیکھو

کھائے جاتے ہیں نمکدان کو ترے
ہیں مرے زخم بھی منہ پھٹ دیکھو

دل ہٹا جاتا ہے ان باتوں سے
انکو ہر بات میں ہے ہٹ دیکھو

مجھسے کہتے ہیں پرے ہٹ جانا
گر کسی پاؤں کی آہٹ دیکھو

ہائے اس کھٹکے نے مارا شبِ وصل
کہتے ہین کسکی ہے آہٹ دیکھو

ہون وہ **عاشق** کہ مرے مرقد پر
روز پریون کا ہے جمگھٹ دیکھو

دیگر غیر طرح دیوان

نازنین فتنے ہین فتنون مین شرارت دیکھو
چال مین آفتین آفت مین قیامت دیکھو

بت کو ہم دیکھ کے پتھر ہوئے حیرت دیکھو
بت کرے باتین یہ اللہ کی قدرت دیکھو

آخری وقت مین بھی ساتھ نہ کمبخت رہا
دل نے کیا جان سے کی ہے یہ رفاقت دیکھو

سرمگین آنکھون سے دل زلف مین کھینچ لیا
گر نہ دیکھی ہو تو آؤ شب فرقت دیکھو

وحشتِ دل نے مری خاک اڑائی ایسی
جا چڑھی چرخ برین پر مری تربت دیکھو

مر گئے خاک ہوئے رہگذرِ یار مین ہم
کر دیا پامال نکالو کوئی حسرت دیکھو

ذبح کے بعد تڑپنے نہین دیتا ہرگز
رحم قاتل کا ذرا دیکھو مروت دیکھو

حور مین شوخی ہے ایسی نہ ملاحت ایسی
اسکی صورت سے کہان ملتی ہے صورت دیکھو

گلِ رخسار کو چھولے جو نسیم سحری
رنگ مرجھائے نزاکت سے نزاکت دیکھو

مرتے تھے قتل پہ خنجر سے بھی جان بچ نکلے
ہوگئی اور محبت مین محبت دیکھو

کسی کروٹ کسی پہلو تو سلا دو اسکو
عاشق خستہ کی تم آن کے حالت دیکھو

کیون دمِ بازپسین تم مری صورت دیکھو
غیر کی شکل سے ہو جائیگی نفرت دیکھو

لوٹتی رہتی ہے قدمون پہ سدا قاتل کے
جان کے ساتھ بھی جاتی نہین حسرت دیکھو

وصل مین یہ کبھی آئی نہ وہ ہجران مین کبھی
یاس و امید مین ہے کیسی رقابت دیکھو

مجکو آنکھون سے گراتے ہو سبک کرتے ہو
غیر کو سر پہ چڑھاتے ہو نزاکت دیکھو

پانؤ مین لوٹنے دیتا نہین قاتل ہمکو
حسرتون کی بھی نکلتی نہین حسرت دیکھو

تشنۂ وصل ہون مر جاؤنگا مر جاؤنگا
موت گر چاہو مری دیکھئے یہ شربت دیکھو

دام کیا بلکہ اُٹھا اساتھ زمین کو بیکل
ناتوانی مین ہے یہ صید کی ہمت دیکھو

کیون سہے سکنے وہ یہ احسان گرو بسمل
ایک ہی ہاتھ مین ہو جائیگا رخصت دیکھو

آئینہ دیکھکے تم اور مغرور ہوگئے
اپنے عاشق کی دلِ صاف مین صورت دیکھو

ایضاً

شب غم مین دل زار کی حالت دیکھو
سنگدل حد گذر آ جاتی ہی رقت دیکھو

تم سدھارے تو گئی جان بھی مضطر غم کی
آنکھین ہین اور نگہین دیدار کی حسرت دیکھو

نہین ملتا ہے گلے عید بجز خنجر کے
دل بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھو

مختصر سننے فسانہ تو شب وصل کا ہے
طول بے حد ہے شب غم کی حکایت دیکھو

سیر گر دیکھو تو بسمل کو تڑپنے دو ذرا
جگر کو چھڑکون یہ نمک لطف جراحت دیکھو

شوق دیدار مین قاتل کی تھی وہ محویت
خاک پا ہو گئی کہان کیون مری تربت دیکھو

ساتھ لیجائینگے امت کو بھی جنت مین جناب
حشر مین شان شہ محشر کی شفاعت دیکھو

مشک خون بن کے چھپا ہو کے خجل نافہ مین
عنبرین زلف صنم کی ہے یہ نکہت دیکھو

خط سبز خم نے پائی ہے ہلالی صورت
کشتۂ ابروئے خمدار کی حالت دیکھو

دین و دنیا کی خبر رہتی نہین کچھ عاشق
ہائے کمبخت بری ہوتی ہے چاہت دیکھو

غزل چہارم ایضاً

گالیان آپکی ہوئین ہمکو غنیمت دیکھو
للہ الحمد کہ ہوئی جلی رغبت دیکھو

غیر کی کرتے ہین وہ مجھسے شکایت دیکھو
پھر ہوئی میری طرف چشم عنایت دیکھو

خون چٹایا ہے کلیجے سے لگا کر اسکو
ہمنے کی خنجر قاتل کی یہ دعوت دیکھو

لوٹ نہیں سکتے تری جوبن کی بہار ہمیں
ہاں لٹاؤ نہیں تم حسن کی دولت دیکھو

سر کو شمشیر سے کیا سینہ کو زخم خنجر
یہ مزا حسن کی سرکار سے خلعت دیکھو

ٹھوکریں کھاتا ہوں شہ سنبھالو لیکے
تم بھی ہو ساتھ سنبھالو مری عزت دیکھو

مصحف رخ پہ ترے تل نہیں لیتے ہیں
رات دن کرتا ہے حافظ یہ تلاوت دیکھو

کہتے ہیں چارہ گروں سے کہ تیار رہے
ایسے بیمار کو کب ہوتی ہے صحت دیکھو

دیکھو حاتم سے سوا ہو گئی تمہاری شہرت
کرو اقرار وفا لطف سخاوت دیکھو

آنکھ کے انتہا پر کرتا ہے جو عاشق اظہار
کہتے ہیں غیر سے وہ اسکی جہالت دیکھو

ردیف یائے تحتانی دیوان

کہاں تک نہ ہوتی بسر ہو گئی
شب ہجر آخر سحر ہو گئی

ہوئی جس طرح سے بسر ہو گئی
کہے شب ہوئی کہ سحر ہو گئی

دعائے سحر با اثر ہو گئی
محبت کی تیری نظر ہو گئی

وہ من جاؤ تقصیر گر ہو گئی
کہ فرقت میں بس دو پہر ہو گئی

نظر غیر سے پھر کے مجھ پر ہوئی
قضا کیسی ادھر سے ادھر ہو گئی

اشاروں اشاروں میں دل لے گئی
نظر انکی کیا سفت بر ہو گئی

ملے درہم داغ کھانے کو شب
تو تھوڑی بہت میں بسر ہو گئی

شب ہجر یوں کاٹ دیتے ہیں ہم
تصور میں رخ کے سحر ہو گئی

نظر ہو گئی غیر کی زلف کو
بلا سے ہماری اگر ہو گئی

بلا میں تری زلف کی جا پھنسے
ہماری نظر کو نظر ہو گئی

دلا چھوڑ گیسو کہ پھنس جائے گا
خطا گرچہ بار دگر ہو گئی

عدم سے بھی کچھ ہے پرے کیا کہوں
مری تاب انکی کمر ہو گئی

کہین چہرہ پر چھا گئی اُسکی زلف
کہ تیرہ ہماری سحر ہو گئی
وہ آنیکا اقرار کرتے ہین گر
قیامت کہین نامہ بر ہو گئی
جو پوچھے کوئی کیا بتائین اُسے
ہماری خبر بے خبر ہو گئی

صفائی نے عاشق کیا اُنکو صاف
صفائی نہ ہوتی مگر ہو گئی

زائد از طرح

دعا ہجر کی بے اثر ہو گئی
دوا باعثِ دردِ سر ہو گئی
اُٹھاتے ہو کیون مجکو ٹھکرا کے تم
قیامت لبِ فتنہ گر ہو گئی
کہا تھا کہ آئینہ دیکھو نہ تم
تمھاری تمھین کو نظر ہو گئی
فغانِ رسا کچھ دکھا تو ہی زور
مری آہ گر بے اثر ہو گئی
نہ آئے وہ شب خوفِ اغیار سے
غضب چاندنی پردہ در ہو گئی
اُٹھی اُنکے چہرہ سے شب کو نقاب
یقین جانئے دوپہر ہو گئی
ٹھہرنا پڑا ہمکو اُمید سے
یہی سدِّ راہِ سفر ہو گئی
شبِ وصل روٹھے غضب ہو گیا
مصیبت مری جان پر ہو گئی
لگی بیکسی رونے ارمان سے
ہمین یاس وقتِ سفر ہو گئی
گھٹی شرم گھبرا کے اُلٹا نقاب
بڑھی جب حیا پردہ در ہو گئی
ہوا محو ایسا نہ پایا نشان
اجل بھی گئی بار گھر ہو گئی
عدو سے کھڑکتی جھڑپتی رہی
زبان میری زنجیرِ در ہو گئی

برائین گئی عاشق اسدین سبھی
نظر مہر کی گر ادھر ہو گئی

کو نہین دل سے ہمنشین بنتی
سب بنائے مگر نہین بنتی

بات غیرون مین کیون بگڑتی گر
دوست سے وقت واپسین بنتی

خاک اُڑاتے جو آپکے وحشی
آسمان کے تلے زمین بنتی

تم گر آتے تو شکوے ہوتے شکر
اور فغان لب پہ آفرین بنتی

عنبرین زلف گر وہ پھیلاتا
میری تربت بھی عنبرین بنتی

ہائے تیرے بناؤ مین تھا بگاڑ
آنکھ لڑتی جو شرمگین بنتی

موت اور زیست کی شب غم مین
جان پر بنتی ہے نہین بنتی

گر کسی سے نہ بنتی غم کیا تھا
میری اور تیری مہ جبین بنتی

آنکھ گر لگ گئی تھی دشمن سے
زلف ہی مار آستین بنتی

چادر اشک چشم گریان سے
آبرو بھی جو آستین بنتی

ہمکو روز جزا ملے گی داد
غیر کی بات ہی نہین بنتی

وہ ہے نازک تو اپنی بھی عاشق
ناتوانی سے نازنین بنتی

زاید از طرح

ان بتون سے کہین نہین بنتی
ہم نہ مرتے اگر کہین بنتی

سوز الفت سے دل نہ گھبرا تو
بن جلے کیا نہین بنتی

بخت طالعون مین بنتی ہے
سحر و زلف کی نہین بنتا

گر بگڑتے نہین وہ وصل کی شب
اور بھی جان پہ ہمنشین بنتی

دامن دشت بھی جو مل جاتا
تو بھی تنگی سے آستین بنتی

دشت شوق اُن کا گر خبر لیتا
روز اک تازہ آستین بنتی

اب خرابہ مین بھی خرابہ ہے
رند سے رند کی نہین بنتی

پھر تو اپنا دماغ عرش پہ ہو
وہ کہین غیر سے نہین بنتی

درد دل سے ہے آسمان بنتا
میری مٹی سے ہے زمین بنتی
تیر شبہائے تار سے میری
کیا عجب چشم سرمگین بنتی
نقش پائے ترے فلک نے کہا
کیون ہماری نہین زمین بنتی
خاک ڈالو بتون پہ کعبہ چلو
عاشق اُن سے اگر نہین بنتی
خوب باتین بنائیے عاشق
کہ نہین ہے چنان چنین بنتی

نہین آسان نہین آسان تلاش دل سے ملتا ہے
سراغ منزل گم گشتگان مشکل سے ملتا ہے
اگر وہ تشنہ خون تو پیاسا ہے شہادت کا
لب شمشیر قاتل بھی لب بسمل سے ملتا ہے
طپش ہوتی نہین لیلا دل مجنون سے کم ہرگز
قرار اُسکو مگر کچھ جنبش محمل سے ملتا ہے
دل عشاق وہان بسمل ہین بپا حشر ہے اسکی
ہمارا عمدہ بھی آپکی محفل سے ملتا ہے
یہ میرا دوست ہے ظاہر مین اور دشمن ہے باطن مین
خواص دل بھی کچھ عادت قاتل سے ملتا ہے
صدا تکبیر کی اِسمین ہے اُسمین شور کشتن ہے
ہمارا نالہ دل نعرہ قاتل سے ملتا ہے
نصیحت گر سے کہدو ہم اسیر دام کاکل ہین
سمجھنے مین تمہین کیا عاشق کامل سے ملتا ہے
سہارا ہے دعا سے بے اثر کا زندگی اپنی
تونگر سے نہین ملتا ہے جو سائل سے ملتا ہے
یہ مانا ہمنے ملتا ہے بہت غیرون سے وہ کافر
مگر جب ہمسے ملتا ہے کبھی تو دل سے ملتا ہے
تڑپتی ہین ہزارون حسرتین لاکھون تمنائین
کہ جسدم ایک بسمل دوسرے بسمل سے ملتا ہے
بھٹکتا پھر نہ اے دل چل مدینہ کیطرف سیدھا
کہ رستہ خلد کا بیشک اِسی منزل سے ملتا ہے
ملے عاشق سے جو کوئی ملے راہ خدا اسکو
وہ بھولے راہ کیون جو مرشد کامل سے ملتا ہے

زائد از طرح

جو بسمل سر بکف ہو کر کبھی قاتل سے ملتا ہے
گلے سے تیغ ملجاتی ہے خنجر دل سے ملتا ہے

[illegible] / تمہیں سے بے دلی ہی بھی بڑی مشکل سے ملتا ہے
[illegible] / کوئی آنکھ اُن سے ملتا ہے تو کوئی دل سے ملتا ہے
وہ مستعد ہے کبھی آنکھ لگا کے دل غرور [illegible] / کہ جو ہر اشک اپنا اب لبِ ساحل سے ملتا ہے
ہمیں جانا وہاں آسان بہت ہے [illegible] / خدا کا واسطہ لے حل یہ مشکل سے ملتا ہے
عدو ہے شاہنشہ الفت کبھی آسکتا گدا ہو کر / گدائے کوئی جانان کبھی سائل سے ملتا ہے

غضب ڈھائیگا اب وہ فتنہ گر **عاشق** زمانے مین
شنا جاتا ہے اِن دنون کسی قاتل سے ملتا ہے

واہ کیا آہ کی رسائی ہے / تا بہ لب عمر بھر مین آئی ہے
ہجر مین یادِ وصل آئی ہے / یاس و امید مین لڑائی ہے
صاف باطن ہو جیسے گرد قتل / ایک ہی ہاتھ مین صفائی ہے
کیون بتائین کہ دل ہے یا کیا ہے / ایک بڑی چیز ہم نے پائی ہے
خون حاضر ہے پہلو چارہ گرو / زخمِ دل کی یہ منہ بھرائی ہے
جو بھلی بات ہے بھلی ہے وہ / اور جو ہے بری برائی ہے
جھوٹی کھائی تو تم کو کھائے گی / تمنے میری قسم تو کھائی ہے
جی پٹا ہے کبابِ دل ساقی / کبھی ایسی گزک بھی کھائی ہے
پہونچے وہاں کیا جو پہنچنا نہ ملا / یہ رسائی بھی نارسائی ہے

عیش جاوید وصل ہے **عاشق**
بدتر از مرگ اک جدائی ہے

زائد از طرح

شبِ ہجران جو یاد آئی ہے / تیرگی سارے گھر مین چھائی ہے
بوسۂ خال پر لڑائی ہے / بات تھوڑی بہت بڑائی ہے

ٹھہرئیے جان جان خدا کے لئے
ابھی تو تھوڑی سی رات آئی ہے

سب سے بڑھکر اجل رفیق رہی
سب نے چھوڑا یہی ساتھ آئی ہے

وعدۂ وصل سنکے اے قاصد
تن بے جان میں جان آئی ہے

تو ہے اور بزم غیر ہے ہر دم
میں ہوں اور نوحۂ جدائی ہے

کوئی سمجھائے جاکے مجنون کو
نجد میں خاک کیون اڑائی ہے

یہاں بہت جان سے گئے اور وہ
کھینچنے میں تیغ آزمائی ہے

سر جھکایا ہے زیر تیغ صنم
اپنی تقدیر آزمائی ہے

آشنا ناشناس ہیں سارے
واہ کیا خوب آشنائی ہے

اے بتو بس جفا کی حد نہ رہی
تمکو اللہ کی دہائی ہے

اب ٹھکانا نہیں کہیں اپنا
وہی در اور جبہہ سائی ہے

لب پہ توبہ تو دل میں یاد صنم
زاہدون کی یہ پارسائی ہے

غیر سے بے وفائی گر کیجے
بے وفائی میں باوفائی ہے

جو نہ مرنے دے وہ تری امید
جو نہ جینے دے وہ جدائی ہے

در حضرت پہ پہونچے ہو عاشق
راہ جنت کی خوب پائی ہے

کوئی آج مہمان ہوا چاہتا ہے
ابھی کفر ایمان ہوا چاہتا ہے

گل زخم خندان ہوا چاہتا ہے
نمکدان سے پیمان ہوا چاہتا ہے

گلوگیر ابھی کوئی دم میں ہوگا
کہ دامن گریبان ہوا چاہتا ہے

نکلتا نہیں دم ترے ہجر میں کیون
قضا سے پشیمان ہوا چاہتا ہے

وہ نکھرا ہے اٹھتی جوانی کا جوبن
نیا ساز و سامان ہوا چاہتا ہے

شکایت ہوئی شکر جب لب پہ آئی
مرا شکوہ احسان ہوا چاہتا ہے

وہ افسردہ دل ہوں کہ مجھکو یقین ہے
پشیمان ارمان ہوا چاہتا ہے
نکلنے نہ دیگی ہمیں ناتوانی
مرا گھر بھی زندان ہوا چاہتا ہے
کوئی یوں تسلی دے مجھکو الٰہی
وہ خواہان کا خواہان ہوا چاہتا ہے
ترا مال ہے یا الٰہی سب انا
وہ ایمان کا خواہان ہوا چاہتا ہے

اسے کیا ہے مشکل کہ عاشق ہے کامل
ترا وصل آسان ہوا چاہتا ہے

ترابد از طرح

دل اس بت پہ قربان ہوا چاہتا ہے
بھرا گھر یہ ویران ہوا چاہتا ہے
کوئی رشک سلمان ہوا چاہتا ہے
یہ ایمان وہ ایمان ہوا چاہتا ہے
تصور میں ہیں یہاں بتان پری رو
مرا گھر پرستان ہوا چاہتا ہے
بنے گا یہ آدیزہ گوش انکا
دُر اشک غلطان ہوا چاہتا ہے
ذرا غیر کی شکل صورت تو دیکھو
یہ حیوان انسان ہوا چاہتا ہے
بڑھے عاشقہ دل نہ پہلو کی کیونکر
کہ ارمان مہمان ہوا چاہتا ہے

تری جستجو میں کہیں مر رہیں ہم یہ ظالم
کہ عاشق سے پیمان ہوا چاہتا ہے

قسمت میں ہیں جیوں نہ مرے وہ نصیب ہے
ہے دلکو لاگ لاکھ طرح کی رقیب سے
سیدھی جو خوری ہے ہمارے نصیب کے
کچھ روٹھکر وہ آئے ہیں بیشک رقیب سے
لیتے ہیں نرگس بیمار کی خبر
کس کس کو کھا گئی ہے یہ پوچھو طبیب سے
وہ خود مریض نرگس بیمار ہے
امید چارہ ہو بھی تو کیا ہو طبیب سے
عاشق کے پاس کچھ نہیں جز عشق عاشقی
باز آئے ہم جناب لب ایسے ادیب سے
محفل میں تیرے بار ہو لقا رہے لیئے
ہمکو غرض نہیں ہے بعید و قریب سے

سوز درون کے شعلے سے پنہان ہین شمع
اچھا نہین مرض کا چھپانا طبیب سے

ہم غیر غیر کرتے تھے دل کی خبر نہ تھی
دشمن یہ دیکھنے نکل آیا قریب سے

پژمردگی سے باغ جہان مین ہین ہم خموش
شکوہ نہ گل سے ہے نہ گلہ عندلیب سے

پارینہ یار بھی ہمین پہچانتے نہین
نا آشنا ہوئے ہین کچھ ایسے نصیب سے

رونا رقیب کا ہے ہمین کیون جہان مین
ہے ہے حبیب کی نہین بنتی حبیب سے

صد شکر ہے کہ گردن قاتل مین خم پڑا
یکسان ملیگا جھک کے امیر و غریب سے

چرچا ہے میرے نالون کا یون بام چرخ تک
اُسکی صدا لئے ورد یہ آئی قریب سے

بیمار عشق غیر ہے وہ غیرت مسیح
اللہ ہی بچائے بس ایسے طبیب سے

ریش دراز شیخ کی صافی بنائینگے
گاڑھی چھنے گی آج ہماری رقیب سے

کل ہمنے شیخ جی کو بھی دیکھا ہے بیخبر
ظاہر مین یہ دکھائی دیے تھے غریب سے

ہے پاس غیر انکو تو پھر کیون بری نہین
عاشق وہ بات کرنے لگے کیون غریب سے

زائد از طرح

کونین سے غرض نہ عزیز و قریب سے
اللہ سے غرض ہے اور اسکے حبیب سے

وہ حال زار تمہارے بیمارِ غم کا شب
یعنی ہوئی نصیب کروٹ نصیب سے

تمنے شب فراق کے نالے سُنے نہین
ٹکڑے ہو چرخ جنکی صدائے مہیب سے

کیون آئین میرے پاس بُلائین وہ کیون مجھے
ربط انکو رکھنا بھی ہو شریف و نجیب سے

تاثیر اُسکے نغمہ مین اپنے کلام مین
عاشق مناسبت ہے ہمین عندلیب سے

برق کی مانند آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
شکل سایہ دبکے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے

نیم بسمل چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
قتل کرکے مسکرانا کوئی تمسے سیکھ جائے

ناتوانی مین جو غش آجائے تو ٹھکرا دو تم   خواب غفلت سے جگانا کوئی تمسے سیکھ جائے
دل مقابل کرکے میرے زخم کو پیدا کیا   ترچھی نظرون کا ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے
مفت کھونا دل گنوانا کوئی مجھسے سیکھ لے   اسکو مٹی مین ملانا کوئی تمسے سیکھ جائے
بیکسی و ناتوانی کوئی میری دیکھ جائے   رات کو چھپ چھپ کے جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
تیری یکتائی جو پوچھے کوئی مجھسے پوچھ لے   ہر رگ و پے مین سمانا کوئی تمسے سیکھ جائے
گھر کی گذری راہ تکتے پر نہ آئے تم کبھی   ہجر کی شب کا بڑھانا کوئی تمسے سیکھ جائے
دل کمند زلف سے پہونچا جب انکی بزم مین   لوٹنے رہزن بن کے آنا کوئی تمسے سیکھ جائے
عاشقی کے فن مین ہین عاشق بڑے استاد   ہوشیان نادان کردانا کوئی تمسے سیکھ جائے
حضرت دل بت کو لا سر پر لگا لاتے ہو تم   راہ پر گمرہ کو لانا کوئی تمسے سیکھ جائے
پیچ عیاری کے یہ لیلیٰ و شیرین مین نہ تھے   تم ہو یکتائے زمانا کوئی تمسے سیکھ جائے
یہ بھڑک چتون کی یہ انداز اور یہ بانکپن   بھاؤ غمزہ کا بتانا کوئی تمسے سیکھ جائے
ایسے حال زار پر بے رحمیان سفاکیان   یون تڑپتے چھوڑ جانا کوئی تمسے سیکھ جائے
ابر نیسان پر پڑی برق تبسم آپکی   اور روتے کو رلانا کوئی تمسے سیکھ جائے
خواب مین بھی غیر کو ہمراہ اپنے لائے تم   ہنستی صورت کو رلانا کوئی تمسے سیکھ جائے
گردش چشم سیہ سے چرخ کو چکرا دیا   راست کجرو کا بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

اشک سوزان میرے عاشق دیکھ کہتے ہین
آگ پانی مین لگانا کوئی تمسے سیکھ جائے

زائد از طرح

جھوٹ سچ باتین بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے   اچھے سمجھون کو لڑانا کوئی تمسے سیکھ جائے
چاہ غبغب کا جھنکانا کوئی تمسے سیکھ جائے   اپنے یوسف کا ستانا کوئی تمسے سیکھ جائے
زلف کو رخسار سے اپنے ہٹا دیتے ہو تم   تیرہ شب کا دن بنانا کوئی تمسے سیکھ جائے

تجھکو دشمن سے بھڑانا آپ ہی کا دم سے
شب سے گھر تک نہ آنا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
خون پینا رنج سہنا کوئی مجھ سے سیکھ لے
دل تجھے دیکر نہ جانا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
تیر سے بچنے کا زرنا کوئی تجھ سے پوچھ لے
چکنی باتوں کا سنانا کوئی تجھ سے سیکھ جائے

بابت ایمان کی کوئی سیکھے تو عاشق سے ولی
فیلسوفی کا سکھانا کوئی تجھ سے سیکھ جائے

عالم مین اپنے عشق کا چرچا ہی اور ہے
ہم جس جہان مین ہین وہ دنیا ہی اور ہے
گلگشت باغ اور ہے جنت کی سیر اور
ہر داغ دل کا اپنے تماشا ہی اور ہے
صورت سوال جان کے کہتے ہین تجھکو دور
ہم جانتے ہین تیری تمنا ہی اور ہے
عاشق کو یہ برا کہے زاہد کو وہ برا
دو رو بری ہین واہ یہ جھگڑا ہی اور ہے
شوخی مین غمزہ مین صدہا شرارتین
اور چشم فتنہ زا کا اشارا ہی اور ہے
ہم تھک گئے یہ راہ عدم طے نہین ہوئی
جتنا چلے ہین فاصلہ اتنا ہی اور ہے
وہ غیر کے بنے سے بھی گھر مین نہین ملے
ریگ رواں کی طرح یہ دھوکا ہی اور ہے
ایسا سڈول انکو بنایا ہے ناز نے
پریون کا قول ہے یہ سراپا ہی اور ہے
ثانی تمھارا ہمنے نہ پایا جہان مین
ہمزاد لیکن آپکا ایسا ہی اور ہے
مرتا ہون آپ پر نہین آتی اجل مری
سب جھگڑون سے نرالا یہ جھگڑا ہی اور ہے
ظاہر مین گو ہے عشق مجازی ہمین مگر
دل کی نہ پوچھیے کہ تمنا ہی اور ہے
تم کہنے پر اٹھین ہون ہزار دن تو ہمکو کیا
ٹھکا لیے جو ہین وہ مسیحا ہی اور ہے
ناز و نیاز غیر کی پروا کسے یہان
ہم جسکو مول لینگے وہ سودا ہی اور ہے
دیکھا تھا آپنے جو وہ خون ہو کے بہ گیا
کایا پلٹ ہوا یہ کلیجا ہی اور ہے
تنہائی مین کیا تھا جو وعدہ ہی اور تھا
جسکے گواہ تم ہو وہ دعوا ہی اور ہے

چسکی کی چاٹ شیخ کو عاشق بری پڑی

جسکا ہوا ہے اسکا ارادا ہی اور ہے

زاہد از طرح

سودائی جسکے ہم ہین وہ سودائی اور ہے
دل بیچ کر کچھ اب کے خریدائی اور ہے
تسبیح کے امام کو جسکی خبر نہین
زاہد کے ملنے کا رستا ہی اور ہے
انداز و ناز اور حسینون مین بھی سہی
نام خدا پر آپکا نقشا ہی اور ہے
دیکھے کوئی کہ شیخ کی پگڑی کدھر گئی
بزم بتان مین آج تماشا ہی اور ہے
بھیگی ہوا ہے ابر ہے بجلی ہے باغ ہے
چتون سے چشم یار کا ایما ہی اور ہے
بسمل تو لوٹتے تھے پہ دل کی طپش سے آج
خنجر تڑپ رہے ہین تماشا ہی اور ہے
مرتا ہون ایسے بت پہ کہ عاشق ہے خدا
یہ قدرت خدا کا تماشا ہی اور ہے

ہجوم یاس و حسرت وہ نہین ہے
بری بھلی سی قسمت وہ نہین ہے
تمھاری گر طبیعت وہ نہین ہے
سنو اپنی بھی سیرت وہ نہین ہے
مٹاؤ جتنا جی چاہے مٹاؤ
بگڑ جائے یہ صورت وہ نہین ہے
تمھاری وہ کیا ہوئین بھلی سی باتین
عداوت یا محبت وہ نہین ہے
نہین ہے خواہش درمان ہمین اب
طبیبو یہ طبیعت وہ نہین ہے
پیئے مے کی عوض آب بقا کو
پھسل جائے یہ نیت وہ نہین ہے
الٰہی پھر بہار آئی چمن مین
ہمین الفت سے وحشت وہ نہین ہے
تھی محویت سے محویت دم مرگ
نشان ہو میری تربت وہ نہین ہے
عدو کو میر اکھٹکا مجھکو اسکا
جسے کہتے ہین راحت وہ نہین ہے
دم مرگ اسنے سینے پر دھرا ہاتھ
یہ کہکر درد فرقت وہ نہین ہے
غنیمت سمجھو اسکی یاد عاشق

جو گذرے دم غنیمت وہ نہین ہے

زائد از طرح

ہمین اب جوشِ وحشت وہ نہین ہے
غمِ دل کی شکایت وہ نہین ہے
نہ کم ہو جب تلک الفت عدو سے
تو تم پر مسرت وہ نہین ہے
ہزارون لوٹتے ہین اُنکا جوبن
جو گھٹ جائے یہ دولت وہ نہین ہے
نہ ٹوٹے رشتۂ عمرِ مصیبت
مگر ٹوٹے یہ ہمت وہ نہین ہے
بگڑتے ہو جو اک بات پر تم
سنو جائے یہ سیرت وہ نہین ہے
عدو کے گھر وہ سوئے ہائے تقدیر
کہون گر خوابِ غفلت وہ نہین ہے
گلِ رخسار سے کیا گل کو نسبت
اگر رنگت ہو نکہت وہ نہین ہے
کن انکھیون سے کبھی ہین دیکھ لیتے
زہے قسمت کہ نفرت وہ نہین ہے
گل و صہبا و سبزہ ہیچ ہین سب
کرین کیا خاک عشرت وہ نہین ہے
گھٹی عمر اور بڑھی حسرت غضب ہے
جو پہلے تھی قناعت وہ نہین ہے
دل و جان چشمِ غارتگر نے لوٹے
رہی حسرت غنیمت وہ نہین ہے

بدلتا ہے زمانہ رنگ **عاشق**
جو تھی کل آج صورت وہ نہین ہے

خوشی کرے کوئی کیونکر قضا کے آنیکی
ہے یاس جا کے دلِ مبتلا کے آنے کی
ابھی تو عمر نہین ہے حیا کے آنے کی
عجیب خو ہے تمھاری لجا کے آنے کی
سکھائی جسنے فلک کو بھی کجروی ہمدم
وہ ٹیڑھی چال ہے اُس کج ادا کے آنے کی
تمام غنچہ و گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے
خوشی ہوئی یہ تیرے مسکرا کے آنے کی
خیالِ کاکلِ جانان کی آمد آمد ہے
شبِ فراق ہو جیسے بلا کے آنے کی
کسیکے خون سے تلوے رنگے ہین مقتل مین
اُڑائی آپنے رنگِ حنا کے آنے کی

یہ کون کہتا ہے بزم عدو مین آپ رہے
نرالی طرز ہے تیوری چڑھا کے آنیکی

بڑھے نہ شوق قدمبوس کیونکہ محشر مین
کہ ہے اُمید رسولِ خدا کے آنے کی

سنگھائی ہے مجھے عطرِ بہار کی خوشبو
نسیم لائی خبر دلربا کے آنے کی

گھڑی قضا کی بھی اے ہمنشین معین ہے
ستم ہے حد نہین اُس بیوفا کے آنے کی

پیام لیکے گیا جو جواب یہ لایا
خبر ہے گرم دلِ مبتلا کے آنے کی

جو آؤ تم تو رہے منتظر لبون پہ جان
دگر نہ راہ نہ دیکھے قضا کے آنے کی

اُمیدوار کیا کتنے جلد وعدہ پر
قسم بھی کھائی تو روزِ جزا کے آنے کی

بگڑ نہ جائے کہین خون سے دمِ خنجر
گئے جب آپ تو ہے یاس جا کے آنے کی

قیام مستقل اچھا بھرین نہ ڈالو اُن دل
خوشی نہ کیونکہ ہو دارِ فنا کے آنے کی

تمھین بھی چھیڑ ہین ہم کبھی ہین چھیڑ کے **عاشق**
نکالو چھیڑ نہ اب تم حیا کے آنے کی

زاید از طرح

یہ آرزو ہے کہ پوچھون تری کمر کا حال
گھڑی ملے جو دلِ مبتلا کے آنے کی

پئین گے بادہ نہ ہم شیخ جی مگر یہ کیا
خبر ملی ترے جبکی چڑھا کے آنے کی

لگا کے ہاتھ مین بندھی ہے آرزو اُنکو
صدائے طائرِ رنگِ حنا کے آنے کی

یہ جانتے ہین تمھین جھڑکیان ملین **عاشق**
بُری ہوئی ہے یہ عادت سدا کے آنے کی

ہمتو وفا کرین گے وہ چاہے جفا کرے
دشمن ہمارا ہوتا ہے عالم ہوا کرے

وعدہ ہو تجھسے اور عدو سے وفا کرے
جب بس نہ چل سکے تو کوئی اسکا کیا کرے

ورد زبان عاشق بیخود رہے درود
ہر دم خدا خدا کرے ایسا خدا کرے

مجھکو دیئے فریب کچھ اسکا نہین ہے غم
لیکن یہ لطف ہے کہ عدو سے دغا کرے

خاصیت اپنی عمر کی اور اُسکی ایک ہے
گر یہ بھی باوفا ہو تو وہ بھی وفا کرے

ہرگز نہ ہاتھ غیر کے آئے گی آرزو
ہان میری آرزو کی مگر التجا کرے

مشتاق قتل کہتا ہے قاتل سے ہر گھڑی
خنجر تمھارے ہاتھ مین ہر دم ہوا کرے

وصل صنم نصیب ہو یا موت ہو قریب
لازم ہے اپنے دل کو یہی اب دعا کرے

کین جیسی جیسی تو نے وفادار بنکے چرخ
ایسی تو سختیان نہ کوئی بیوفا کرے

پھرتے ہین اس امید مین کہدین کے شبکی بات
گر کچھ اشارہ آنکھ سے وہ بُت ذرا کرے

چتون لڑا کے دم مین جو دم کو نکال لے
لو تم بتاؤ ایسے کا پھر کوئی کیا کرے

کیون ہم نہ کہتے تھے تمھین دشمن اُڑائین گے
روکے سے جو نہ مانے کوئی اُسکا کیا کرے

شامل گر امتحان مین کرلے عدو کو بھی
ہے عید پھر تو روز ستم وہ نیا کرے

بسمل وہ جسکے حال پہ قاتل کو رحم آئے
کشتہ وہ ہے جسے لب خنجر دعا کرے

عاشق وہی دلاتا ہے دیتا بھی ہے وہی
مقدور اور کسکو جو دولت عطا کرے

زاید از طرح

کوئے صنم مین کہتا تہا عاشق بھلا کرے
بوسہ کوئی ملے تو یہ دل سے دعا کرے

کہئے وفا کو اُس سے تو اُلٹی جفا کرے
ایسے ستم شعار سے کون التجا کرے

مرنا قبول روز ستم وہ سہا کرے
لیکن نگاہ لطف کبھی گاہے ہوا کرے

عالی وہ بارگاہ ہے فخر رسلؐ تری
شاہی کی کب ہوس ترے در کا گدا کرے

مژگان چشم شوق سے جاروب کش بنوں
دربانی گر خدا ترے در کی عطا کرے

گلشن میں آج پھول ہیں فصل بہار کے
بلبل نکیونکہ نوحۂ غم کی صدا کرے

تن سر سے گر جدا کرے کوئی تو غم نہیں
لیکن نہ میرے دوست کو مجھسے جدا کرے

دو پیالیوں میں ہوگا مصحب اسکا محتسب
یہ رند بادہ کش اسے رشوت دیا کرے

عاشق فسانہ سننے کا گر شوق ہے اُسے
کہدو ہمارا قصہ فرقت سُنا کرے

جو کوئی ہنستے پر روتا ہے بہت فہمیدہ ہے
روتے پر ہنستا ہے جو کہ وہ زمانہ دیدہ ہے

دلمیں رکھتا تھا اگر تا نہ چونکے رشکِ غیر
سوتے فتنے کیوں نہ جاگیں بخت ہی خوابیدہ ہے

لاغری کی حد نہیں ڈھونڈا نہیں ملتا کہیں
آپکی گویا کمر میرا تنِ کاہیدہ ہے

حق کو حق اور ما سوا کو خلق جانے جو کوئی
حق یہ ہے وہ بندۂ فہمیدہ و سنجیدہ ہے

ہاتھ کی مچھلی سے ساری مچھلیاں ہیں بیقرار
برلبِ دریا وہ آیا جو حنا مالیدہ ہے

تم تو پھولوں میں پر ہے خار کا کھٹکا مجھے
اختلاطِ غیر کیوں وہ مردِ نا سنجیدہ ہے

زلف میں پھنسنے کا مطلب دل سمجھ سکتا نہیں
فقرہ فقرہ ہر گرہ کا معنی پیچیدہ ہے

سوز ہجران سے جلے قاتل ترے تیر ستم کے پر
میں نہ کہتا تھا کہ پہلو میں دل تفتیدہ ہے

کب لگد کوب حوادث سے ہے عاشق کو نجات
پائمالی کے لیئے وہ سبزہ ساں روئیدہ ہے

کون ہے وہ تو ہی تو ہے تیری وحدت کی قسم
ایک عالم جسپہ مفتون اک جہان گرویدہ ہے

جان سے بیزار دل اور دل سے جان بیزار ہے
تو ہوا آزردہ تو ہر یک بہم رنجیدہ ہے

ناتوانی قہر کی ہے سوز ہجران ہے غضب
حال عاشق کچھ نہ پوچھو موئے آتش دیدہ ہے

زاہد از طرح

کاکل پیچیدۂ جانان مین دل پیچیدہ ہے
جیسا ہے معشوق پیچیدہ ویسا ہی دل پیچیدہ ہے

کوئی گل چیدہ ہے کوئی خار حسرت چیدہ ہے
کوئی دلبر دیدہ ہے کوئی ستمدیدہ ہے

بادۂ خون جگر کے واسطے ہے جان کباب
مے سے ہے ایسی او، گرکہ اپنا دل تپیدہ ہے

شعلہ ہائے آتش ہجران سے ہمکو خوف کیا
چشم دریا بار مین طوفان رشک دیدہ ہے

ہے ہلال چرخ اک اور ابروئین یہان دو ہلال
ایک مصرع ہے یکسا دوسرا پیچیدہ ہے

غیر کے کہنے سے عاشق کو ملایا خاک مین
اب ستم کس پر کرے مجبور ہے رنجیدہ ہے

تمنا کامیاب آئے نہ آئے
مرے خط کا جواب آئے نہ آئے

تصور مین ہے اُنکا ہاتھ دل پر
اب اس مضطر کو تاب آئے نہ آئے

شب مہ کا کیا اقرار لیکن
وہ ہوکر بے حجاب آئے نہ آئے

گئی ہے بنکے قاصد ناتوانی
اجل اب ہمرکاب آئے نہ آئے

بہت ہے مختصر اعمال نامہ
مرا اُس مین حساب آئے نہ آئے

یہ کہتے ہین پس چلمن وہ مجھسے
تجھے جلوے کی تاب آئے نہ آئے

نہ اُٹھئین گے اُسے گہہ بیٹھ لین گے
ہمین پھر ایسا خواب آئے نہ آئے

مے وحدت سمجھکر پی لے زاہد
کہ پھر دور شراب آئے نہ آئے

کسی کی زلف پیچان سے نکل کر
دل خانہ خراب آئے نہ آئے

نہ عشق مصحف رخ چھوڑ عاشق
کہ ہاتھ ایسی کتاب آئے نہ آئے

زاہد از طرح

وہ رشک ماہتاب آئے نہ آئے
مجھے مرقد مین خواب آئے نہ آئے

یہ کہنا شعر ہم اس پردہ نشین سے
اگر وہ بے حجاب آئے نہ آئے
حساب حشر ہے مشکل حساب
اُنکا بے حساب آئے نہ آئے
سوالِ وصل پیچیدہ ہے قاصد
اُنھین شاید جواب آئے نہ آئے
سنو کیون واعظون کی بادہ خوارو
کہ پھر پھر کر شباب آئے نہ آئے
کسی کا کیا اجارہ کہتے ہین وہ
خوشی اپنی جناب آئے نہ آئے
قیامت کو مجھے مختار کرنا
تمھین شاید جواب آئے نہ آئے

وہ خود عاشق کو اپنے چھانٹ لینگے
کسی کو انتخاب آئے نہ آئے

کیون کہون تجھکو کہون غیر کو قاتل ہے وہی
ہان تو تھا حشر مین کمبخت مقابل ہے وہی
دل نہ گھبرا نگیا شرم سے گو وعدۂ وصل
اُنکی چتون کے اشارے سے تو حاصل ہے وہی
آبلہ سا نظر آتا ہے جو ساغر پہ تمھین
ہجر کی رات جلا تھا یہ مرا دل ہے وہی
ہے محبت کا تقاضا کہ ترا نام نہ لون
ہین تو دشمن کو بتا دونگا کہ قاتل ہے وہی
ہے جہان بلبل دل سوختہ ہے وہ گلشن
جل کے پروانے جہان خاک ہوئے محفل ہے وہی
اُنکے دربان سے جا کر یہ کہونگا ہمدم
جس سے تھا قتل کا اقرار یہ سائل ہے وہی
ہم نہ کہتے تھے کہ یہ خوب کریگا بدنام
غیر کے لب پہ ترا شکوہ باطل ہے وہی
کل جو کروٹ بھی نہ لیتا تھا یہ وہ کشتہ ہے
کل بُری طرح تڑپتا تھا یہ بسمل ہے وہی
گردش چرخ نے اک دم مین دیا رنگ بدل
نہ وہ ساقی ہے نہ صہبا ہے نہ محفل ہے وہی
مشکلین اور تو کیون آئین مگر بار خدا
وصل کی ایک جو مشکل ہے سو مشکل ہے وہی
اک نہ ہونیسے ترے لطف نہین صحبت کا
ساغر و جام وہی ساقی و محفل ہے وہی
شکر ہے یاد ہے میری بھی کہ شب کو تمنے
ذکر پر میرے کہا قتل کے قابل ہے وہی
تیرے تیرون سے جو بسمل تھا وہی زخمی ہے
ہمنے بدلا نہین یہ صاحبِ منزل ہے وہی

شکر الحمد کہ سامان طرب سب ہونگے
سوز غم گل کی طرح شور عنادل ہے وہی

دیکھ لینا کہ یہ پہنچتے ہیں ابھی ہی زاہد
جسکو کہتے ہیں عدم سامنے منزل ہے وہی

نہ ملا خاک میں دل کو مرے برباد نہ کر
ہے کہیں جسم میں [illegible] یہ مشعل ہے وہی

مشکلیں یوں تو ترے عشق میں لاکھوں جھیلیں
سہل سمجھے تھے جسے اب وہی مشکل ہے وہی

کوچہ گردی میں بہت قیس اسے عاشق
راہ سے جو نہ بھٹکتا پھرے کامل ہے وہی

زاہد از طرح

میرے مرنیکا ہو گیا غم انھیں حاصل ہے وہی
وہی صہبا ہے وہی غیر ہیں محفل ہے وہی

نظر قہر سے مر جاؤں جیوں ٹھوکر سے
جو مسیحا ہے مرے واسطے قاتل ہے وہی

دل نہ ہو گا نہ سہی پر شب غم میں جو تھی
اک تڑپتا رہا پہلو میں مرے بسمل ہے وہی

تیرے دربان کی ہرگز نہ سُنیگا عاشق
جو ہٹائے نہ ہٹا جان لو سائل ہے وہی

یہی بہتر کہ دوسرا نہ سُنے
حال بیکس بجز خدا نہ سُنے

ہاتھ کانوں پہ اسکے رہتا ہے
ذکر عاشق کبھی سُنا نہ سُنے

میرے نالے رسا ہیں گردوں تک
نہ سُنیں آپ اور زمانہ سُنے

اُسکو دشمن کی بات بھاتی ہے
میں کہوں کچھ تو بے وفا نہ سُنے

شب فرقت میں کیوں قضا آئی
ہوں خجل یار کی ادا نہ سُنے

راز دل پھر چھپا رہے کیونکر
کان میں جب وہ مدعا نہ سُنے

کوئی آدیکھے اُسکی محفل میں
ہم بھی دیکھیں کہ ناروا نہ سُنے

نامہ بر کچھ نہ کہے جانا
تیری سُن لے وہ شوخ یا نہ سُنے

غیر سے گر چھپا لیا تو کیا
راز وہ ہے کہ آشنا نہ سُنے

سب بنی کے ہین ساتھی دنیا مین کوئی بگڑی کا ماجرا نہ سنے
مدعا ہے یہ میرا آہ سحر مدعی کا وہ مدعا نہ سنے
ضبط غم پر نہین ہے دل کو قرار گر کہون وہ پری لقا نہ سنے
کیا سنے مجھ سے ناتوان کی فغان غنچہ کھلنے کی جو صدا نہ سنے
ہے زبان وہ کہ نام لے تیرا کان وہ جو ترے سوا نہ سنے

درد میرا وہ کیا سنے **عاشق**
جو بھلی بات بھی بھلا نہ سنے

زاید از طرح

ظلم ہے گر وہ بے وفا نہ سنے جائے کیون وہان جو ناروا نہ سنے
لاکھ پردون مین گر کہے کوئی پر یہ ممکن نہین خدا نہ سنے
کانون مین بھی یہ پردہ حائل ہے ایک کا راز دوسرا نہ سنے
وہ بھی دل مین ہے راز بھی دل مین کب یہ ممکن کہ دوسرا نہ سنے

حال دل اُس سے کیا کہین **عاشق**
جو کہ دکھ درد کی ذرا نہ سنے

عالم مین روشنی ہے مرے دل کے داغ سے جلتا ہے آفتاب بھی اس شب چراغ سے
خوشبو کچھ آ رہی ہے ہمارے دماغ سے ہین دل مین یاد زلف سے ہم باغ باغ سے
جیسے مزے اڑائے ہین اس دل لگے داغ سے دشمن کو کب ملینگے جو ڈھونڈے چراغ سے
آئی نسیم صبح مہک کر جو باغ سے کیا مل کے آئی ہے کسی نازک دماغ سے
پیتے ہین خون دل شب غم مین جو ہمنشین لیتے ہین کام جام کا سر کے ایاغ سے
موئے سپید ہین جو نشان رہ عدم منزل پہ جائے گا یہ مسافر سراغ سے
اٹھ بیٹھ کر پہونچ تو گئے کوئی یار تک آگے نصیب گذرے نہ گذرے فراغ سے

چھالے سے بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے لہو گلنار اپنے لہو سے ہین خاران راغ سے
اسطرح اُسکی زلف سے الجھا ہے یہ دل جسطرح روح کو ہو تعلق دماغ سے
کچھ لعل سنگ ہین زمین مین تو کچھ گہر قطرات سے چھلک کے گرے جو ایاغ سے
اے باغبان تعجب ہی بجلی گرے کہین بلبل کا آشیانہ اُجاڑا ہے باغ سے
وحشت کو منفعل ہے یہ ہر وقت مشتعل نسبت کہان ہے مہر کو دل کے چراغ سے
دیکھینگے تم نہ آؤگے ہم ہین جہان تو ناحق بچ کے چلتے ہو جو ہمارے سراغ سے
اسوقت غیر آئے تو کیا خوب سیر ہو وہ منہ بنائے بیٹھے ہین کچھ بد دماغ سے

عاشق یہ رشک ماہ ہے وہ رشک مہر ہے
داغ جگر مین تاب بڑھی دل کے داغ سے

زایدازطرح

عنقا کو کیا مناسبت اس تیرہ زاغ سے نسبت ہے داغ مہر کو کب تری داغ سے
صیاد بد دماغ سے کب آشیان بچا دو دن بھی عندلیب نہ بیٹھی فراغ سے
دو چار پیالیون کا روادار جو نہ ہو باز آئے ہم تو زاہد یابس دماغ سے
محفل ہے نائونوش کی افلاک پر بھی گم انجم نہین چمک ہے وہ فورا ایاغ سے
اے آرمیدگان تمہین غم سے چھٹ گئے پھیلائے پانو لیٹے ہو کیسے فراغ سے
عاشق ڈرو خدا سے بتون سے حذر کرو یاد خدا کرو کہین بیٹھو فراغ سے

ہے چشمہائے اشک سے نشو و نمائی گل
اور روشنی جہان مین ہے عاشق کے داغ سے

ہچکیان لے لیکے توڑین دم تمہارے سامنے تم نہ دیکھو ہائے تڑپین ہم تمہارے سامنے
ہمکو مرنیکا نہین کچھ غم تمہارے سامنے غم سے چھوٹین مرسکین گر ہم تمہارے سامنے
ساتھ ہو جب غیر کیا تسکین دل مضطر کو ہو غم نہین ہوتا مری جان کم تمہارے سامنے

واہ کیا جوبن ہے کیا انداز ہے کیا ناز ہے
بن گیا حیرت زدہ عالم تمھارے سامنے

ایک ہنگامہ بپا ہو تو جدھر ہو ساتھ ساتھ
ہم کریں گے دل کا یوں ماتم تمھارے سامنے

ہم تمھارے تم ہمارے پھر نہیں سنتے تو کیوں
مجھکو دیں تکلیف دردِ غم تمھارے سامنے

تنگ آئے ہیں عدو سے وہ نہیں کے ہم نشیں
صاف کہدیتے ہیں جیسا ہم تمھارے سامنے

تم وہ معنیِ قدم ہو - تم ہو وہ نورِ قدم
ہے ظہورِ حضرتِ آدم تمھارے سامنے

لب فزون بارِ مسیحا اطفال سے ایجان ہو
معجزات عیسیٰ مریم تمھارے سامنے

قہقہہ میں سب اڑا دیتے ہو تم شرم و حیا
کوئی محرم ہو کہ نامحرم تمھارے سامنے

ہے ہمارا دل یہی اچھی طرح پہچان لو
آئینہ رہتا ہے جو ہر دم تمھارے سامنے

ہے گذرتی کسطرح عاشق کی روزِ ہجر میں
میں ہی کیا کہدیگا اک عالم تمھارے سامنے

زاہد از طرح

گالیاں کیسی مزے سے بے تکلف کھاتا ہے رقیب
رشک سے ہم کیوں نہ کھائیں غم تمھارے سامنے

غیر اوچھا تھا بگاڑی چال تمنے سر چڑھا
بے ادب رکھتا ہے کیا دم خم تمھارے سامنے

ہچکیاں لیتا ہے تا نکلے نہ مے پینے کے لئے
کیا چرا لیتا ہے شیشہ دم تمھارے سامنے

قبضہ میں ہیں سیکڑوں ساغر دلِ عشاق کے
ہے صنم کیا چیز جامِ جم تمھارے سامنے

نور ایسا جلوہ ایسا تاب ایسی ہے کہاں
مہر و مہ دونوں ہیں برہم تمھارے سامنے

دیگر

شہرۂ عالم مری انکی محبت ہو چکی
جو کہ ہونی تھی بری اچھی وہ شہرت ہو چکی

غیر سے ملکر تمھاری نیت و نیت ہو چکی
تھی جو پہلی آپکی صورت وہ صورت ہو چکی

وصل کی شب ہے ہنسو بولو کھلو کھیلو صنم
پچھلے شکوے ہو چکے پچھلی شکایت ہو چکی

رات کی صحبت کا لا حاصل ہے دن میں تذکرہ
تھی وہ عزت یا کہ ذلت بہر صورت ہو چکی

ہم تو سنتے تھے قیامت ایک ہے لیکن ہو گیا
ہر ادا پر اُسکے ختم ایک اک قیامت ہو چکی
خنجرِ قاتل کے آگے سر جھکا سکتا نہین
غیر کو اکثر ندامت پر ندامت ہو چکی
کچھ نہین دیکھا جو کچھ دیکھا خیال و خواب تھا
آنکھ کھلتے ہی جو دیکھا تو قیامت ہو چکی
رنج پر رنج اور غم پر غم ہزارون ہو چکے
ہو چکی جو کچھ کہ ہونی تھی مصیبت ہو چکی
حال میرا اُنکا پچھلا ہمنفس ہو کیا بیان
لطف کیا کیا ہو چکا کیا کیا عنایت ہو چکی
برق ہے سیماب ہے یا شعلۂ جوالہ ہے
ہمکو اس دل کے سبب تسکین استقامت ہو چکی
ناتوانی کا بھلا ہو زورِ وحشت گھٹ گیا
ہو چکی جانے دو گر تاب و طاقت ہو چکی
خال و عارض کا نہ کیجے زلف و لب کا کیجیے
چار بوسون پر ہزارون بار حجت ہو چکی
اُنکو سمجھانے گئے تھے کیا سمجھ کا پھیر تھا
خود فضیحت ہو گئے ناصح نصیحت ہو چکی
وصل کی شب ہائے کیسی ہو گئی ہے مختصر
وہ ہی باتون مین سحر حضرت سلامت ہو چکی
پہلے جلسے اب کہان ہین اب کہان عیشِ وصال
اب وہ جگھٹ ہو چکا ہمدم وہ صحبت ہو چکی

حضرتِ ناصح خود اُنپر ہو گئے عاشق تو پھر
میری اُنکی عمر بھر صاحب سلامت ہو چکی

زایدار طرح

بڑھتے بڑھتے غیر کی الفت بنی دیوارِ رنج
تھی کدورت کی یہی غایت سو ثابت ہو چکی
اُنکے قطراتِ جبین کو غیر نے پوچھا تو اب
چشمِ دریابار کو رونے سے فرصت ہو چکی

دیگر

شرکتِ غیر نہو جسمین خیال اچھا ہے
جسکے پہلو مین نہو ہجر وصال اچھا ہے
یہ ترے تیر کے پیکان مین کمال اچھا ہے
دلمین چھپتا ہے مگر دل کا بھی حال اچھا ہے
حُسنِ دلدار کے بازار مین مال اچھا ہے
اُنکے سائل کا یہ اندازِ سوال اچھا ہے
کیون بھٹکتے پھرین منت کشِ ناکس کیون ہم
بارگاہِ صمدی مین ہو سوال اچھا ہے

رہنما عشق حقیقی کا یہی ہے ناصح
چھوڑین کیون عشق مجازی کہ مآل اچھا ہے

ہم یہ ارمان ہی ساتھ اپنے لیے جائینگے
تمنے پوچھا کہ برا یا ترا حال اچھا ہے

بعد جس رنج کے راحت ہو نہین ہے وہ رنج
جسکی مٹ جائے کدورت وہ ملال اچھا ہے

مانگتا ہون جو حسینون سے وہی ملتا ہے
وہ گدا ہون کہ مرا طرز سوال اچھا ہے

مینے چہرہ کو جو تاکا تو جوانی نے کہا
دیکھ اٹھتے ہوئے جوبن کا یہ مال اچھا ہے

آب و گل مین مے گلرنگ کا ڈالا ہے خمیر
جام خورشید سے یہ جام سفال اچھا ہے

پوچھا عاشق نے مزاج آپکا کیسا ہے جناب
پھیر کر منہ یہ کہا ناز سے حال اچھا ہے

پر نکل آنے سے لیگا یہ عدم کا رستہ
طائر روح مرا بے پر و بال اچھا ہے

قد موزون سے جو نسبت ہے تو بڑھتا ہی سدا
سرو بے بار کو کہتے ہین نہال اچھا ہے

اس شرارت کو تو دیکھو کہ دم نزع وہ شوخ
ہنسکے کہتا ہے کہ پہلے سے تو حال اچھا ہے

مانگتا ہے کبھی تجھسے تو تجھی کو عاشق
سارے عالم سے یہ انداز سوال اچھا ہے

خلد مین تیرے عوض ہون کبھی طالب حور
اُس سے سو درجہ صنم تیرا جمال اچھا ہے

گو دم نزع ہوئی ہے بری حالت میری
اب بھی آجائین اگر آپ تو حال اچھا ہے

ہم در بتکدہ سے جاتے ہین کعبہ کی طرف
دل گمراہ سمجھ لے یہ خیال اچھا ہے

شوق تازہ کے مزے لیتے ہین عاشق معشوق
وصل سے پہلے اگر ہو تو ملال اچھا ہے

تیری فرقت مین تصور سے مزے لیتا ہون
دل ہے خوش اس سے تو یہ رنج و ملال اچھا ہے

کاسۂ سر لئے جاتا ہون ترے کوچہ مین
جو نرالا ہو زمانے سے سوال اچھا ہے

سونگھ کر دل کو پلٹ جاتی ہے ناگن کیطرح
عاشق اُس زلف دوتا مین یہ کمال اچھا ہے

فرقت یار مین جینے سے وصال اچھا ہے
گر اجل سے کرون مرنیکا سوال اچھا ہے

کب ہے عاشق محزون کا مآل اچھا ہے
ایسے بے حال سے غیرون ہی کا حال اچھا ہے

مجھسے کہتے ہین کہ تم چاہتے ہو کس شئے
آپکی شکل ہے اچھی کہ جمال اچھا ہے

آنکھ کے سامنے ہر دم رہے صورت تیری
اور تصور سے جو ہو لطف وصال اچھا ہے

تو رہے بزم عدو مین تو یہ میرے دل مین
ہان مسیحان ترا تجھسے خیال اچھا ہے

جسکو جی چاہے کہ لے لیجے وہ شئی اچھی ہے
او نگاہون پہ جو چڑھ جائے وہ مال اچھا ہے

خاک ان دونو پہ اب ڈال کے دل صاف کرو
نہ کدورت ہی بھلی ہے نہ ملال اچھا ہے

غیر کو دیکے دلاسا وہ یہ فرماتے ہین
راہ حق مین جو دیا جائے وہ مال اچھا ہے

رحمت عاجزی وجود و سخاؤ بخشش
جو پسندیدۂ حق ہے وہی مال اچھا ہے

راہ تکتے ہین کہ کب وہ زرجرا آتا ہے
غیر کا یہان تو وہان اپنا مآل اچھا ہے

آنکی منت جو بڑھائی تو خوشی یہ بولی
فال ہے نیک شگون نیک ہے سال اچھا ہے

آپکا دونو جہان مین نہین ثانی کوئی
اچھی سیرت بھی ہے اور حسن جمال اچھا ہے

واعظو صبر و تحمل کو برا کون کہے
گو بظاہر ہے برا اسکا مآل اچھا ہے

عارض صاف پہ خط کو نکہون مین اچھا
کون کہتا ہے کہ شیشہ مین یہ بال اچھا ہے

پھر تو کیسے وہ بگڑتے ہین الٰہی توبہ
کوئی کہدے کہ ترے بیمار کا حال اچھا ہے

غیر مٹ جائے الٰہی نہ کہین پھر وہ ہمین
سیرت اچھی ہے تمھاری نہ جمال اچھا ہے

تیری نعلین مبارک کے لئے فخر رسل
گر بنے نعل خوشی سے تو ہلال اچھا ہے

وہ یہ کہتے ہین کہ ٹھوکرین ہین ایسے لاکھون
دل ناچیز کو تم کہتے ہو مال اچھا ہے

ہائے وہ گنج شہیدان مین کبھی آئے تو کہا
سارے کشتون مین ابھی اسکا تو حال اچھا ہے

قد موزون پہ ترے سرو صنوبر صدقے
تیرے اٹھتے ہوئے جوبن کا نہال اچھا ہے

بخت کا سونا جو کھوٹا ہو تو رکھ لو اسکو
چڑھ چکا ہو جو کسوٹی پہ وہ مال اچھا ہے

جاؤ جی جاؤ جی بہتان نہ اٹھاؤ ہم پہ
کب کہا ہمنے کہ غیرون سے ملال اچھا ہے

کیون چلے جاتے ہو اک ہاتھ لگاتے جاؤ

پھر نہ کہیے گا کہ عاشق ترا حال اچھا ہے

زاید از طرح

بات اچھی ہے کہ اچھون کا وصال اچھا ہے
پر وہی وصل ہے نہ ہو جسکو زوال اچھا ہے
ناز و انداز و کرشمہ ترے غارتگر دل
ستم و جور و جفا مین بھی کمال اچھا ہے
بوالہوس تنگ ہوئے ہین نہ رہی عشق کی قید
ایسی ازادی سے سچ پوچھو تو کال اچھا ہے
ملے جس ماہ مین وہ ماہ وہی ماہ ہے نیک
آئے جس سال وہ کم سن وہی سال اچھا ہے
اسکے باعث سے اک امید لگی رہتی ہے
گو نہ ہو تسے مگر کار محال اچھا ہے
مرغ دانش کے لیئے خال کا دانہ بس ہے
طائر دلکے لیئے زلف کا جال اچھا ہے

آخری عمر مین کیا میری سنے وہ عاشق
جسکے دن اچھے ہین سن اچھا ہو سال اچھا ہے

گرد و بیٹھو آہ کی سوزان ہوا چلے
ان سرکشون پہ ضعف مین بس اپنا کیا چلے
پانی شب فراق مین برسے ہوا چلے
بندہ کا زور اوسکی خدائی مین کیا چلے
آئے تھے خوش وہان سے یہان خفا چلے
میری طرف سے دلمین کہو لیکے کیا چلے
وہ خود نما رقیب کو رکھتا ہے ساتھ ساتھ
وقت خرام آنکو ذرا دیکھتا چلے
کوچہ مین اسکے جان بچاؤن تو کیا بچے
فتنے جدا اٹھین تو قیامت جدا چلے
تارے شب فراق مین ٹوٹے تو چرخ سے
مین یہ سمجھ گیا مرے تیر دعا چلے
اے حسن تو خیال رہے دل نہ بیٹھ جائے
کہدو کہ تھوڑی دور عدم ہے چلا چلے
سب سے سوا ترا عمل حسن تیز ہے
جادو اگر جگائے بھی کوئی تو کیا چلے
کہتی ہے زندگی یہ دم واپسین سے
کیون خیریت تو ہے ابھی کیا آئے کیا چلے

عاشق ہمارا انکا ہواک دم مین فیصلہ
محشر مین میرے ساتھ وہ پیش خدا چلے

زائد از طرح

گھبرا کے میری آہون سے کہتے ہین ہمنشین
ایسی کبھی نہ گرم الٰہی ہوا چلے

دیگر

ٹھہر جا دل ابھی مہمان کہان جاتا ہے
ہے جگر ساتھ نگہبان کہان جاتا ہے

جا کے کرڈالین مگر ہمکو نہ بھولیگا وہ شوخ
نامہ بر نامہ کا عنوان کہان جاتا ہے

جو گذر جاتے ہین دن ہاتھ پھر آتے ہی نہین
عمر گھٹ جاتی ہے نقصان کہان جاتا ہے

ناتوانی سے تو گرکر ہین عریان تو نکر
جیب سے لگکر گریبان کہان جاتا ہے

کرکے بسمل مجھے اے قاتل بے رحم کدھر
گویا کچھ جان نہ پہچان کہان جاتا ہے

دام کاکل مین چلا دل تو کہا حسرت نے
قفس تن کا یہ دربان کہان جاتا ہے

مہلت دید نہ دی سر تو کیا تن سے جدا
تیری شمشیر کا احسان کہان جاتا ہے

کیسی گلگشت یہ دھوکا ہے عدو کا سائل
میرے کہنے کو تو سچ مان کہان جاتا ہے

جانگزا غم وہ نہین اسکا کہ بھولے کوئی
ہجر کا وصل مین بھی دھیان کہان جاتا ہے

رہتے ہین اور تو دکھ درد شریک شب غم
پر خدا جانے کہ اوسان کہان جاتا ہے

حسرت و بیکسی و یاس کو آجانے دو
ساتھ جانا ابھی ارمان کہان جاتا ہے

ک دیکھین قربانی دشمن کا تماشا اے دل - عید ہے ہونی وہ قربان کہا جاتا ہے م

بولی وحشت جو چلا سوئے بیابان عاشق
اسطرح بے سر و سامان کہان جاتا ہے

اور کچھ بنجاؤن جب وصل خدا ہونے لگے
ہر بن مو سے مرے سجدہ ادا ہونے لگے

وہ بت ناآشنا بھی آشنا ہونے لگے
گدگداہٹ وصل کی دل مین فزا ہونے لگے

ذرہ جب پہنچے فلک پر رشک مہر و مہ بنے
قطرہ دریا مین ملے تو کیا سے کیا ہونے لگے

چشم تیری ایسی کچھ افسون بھری عیار ہے
اک نظر دیکھا جدھر لاکھون فدا ہونے لگے

ہون وہ مشتاق شہادت دست قاتل ہان جائے
عضو عضو اک ادا مین تن سے جدا ہونے لگے

پھر رہے امید کیا ہمکو وصال یار کی
جب دعائے نیم شب بھی نارسا ہونے لگے
سب تمنائین آرزوئین سب نکالین حسرتین
آج مقتل مین ابھی وعدے وفا ہونے لگے
اک نگاہِ مہر نے بدلا زمانے کا یہ رنگ
جتنے بیگانے تھے سارے آشنا ہونے لگے
نام بھی اس ہجر کا وہ بد بلا ہے لون اگر
پے بہ پے افلاک سے نازل بلا ہونے لگے
ایکدم مین ہوگیا قصہ ہمارا سب تمام
وہ خفا ہمسے تو ہم جان سے خفا ہونے لگے
ہمنشینون کو جو کچھ دیکر رسائی ہمنے کی
کاش پھر مہربان وہ مہ لقا ہونے لگے
یاد ہین اب تک ہمین وصلِ صنم کی لذتین
بعد مُدت لب سے لب کیونکر جُدا ہونے لگے
چپکے چپکے غیر اور انمین ہے ان بن کی خبر
بات بن جائے مری گر برملا ہونے لگے
صورت اپنی ایسی کچھ کر لیجو جسپر رحم آئے
نامہ میرا نامہ بر جسوقت وا ہونے لگے
شیخ کا ٹوٹا وضو۔ زاہد کی توبہ ہمنشین
بزم مین جب اُسکے وا بند قبا ہونے لگے
کچھ اشارہ کچھ کنایہ کچھ تکلم کیا کیا
تم تو اُٹھتے بیٹھتے تھے خفا ہونے لگے
کیون کہا جانے کو گر تم جاوگے مرجاؤنگا
درد کم کم تھا نہ ایسا ہو سوا ہونے لگے

ہے غضب عاشقؔ جو وہ آئینہ رو ہو خود نما
آئینہ کا آئینہ سے سامنا ہونے لگے

زائد از طرح

پھر رہی ہے بیکلی کیسی زیر آسمان
یا الٰہی اب دعا میری رسا ہونے لگے
ہوگئے کچھ بیخود ایسے بیخودیٔ شوق مین
راز جتنے تھے وہ خود ہی برملا ہونے لگے

دیگر

استخوان شمع نمط ہین مرے جلنے کے لئے
طفل اشک آنکھ سے ڈھلتے ہین مچلنے کے لئے
تف ہجران سے ہے سینہ مرا اُبلنے کیلئے
ساتھ دل کے ہے جگر آگ مین جلنے کے لئے
قفس تن سے مری جان ہے نکلنے کیلئے
رنگ بدلے ہین بہت شکل بدلنے کیلئے

عشق وہ شئے ہے کہ سر چڑھ کے اُترتا ہی نہین
یہ وہ جن ہے کبھی آتا نہین ٹلنے کے لئے
سر قلم ہو کے جو تڑپا تو اُسے کھیل کہا
کیا تماشا ہے طبیعت کے بہلنے کے لئے
اُنکی رفتار قیامت ہے چھپین گے کیونکر
غازہ کیون ملتے ہین وہ شکل بدلنے کیلئے
خاک پر لوٹ گئی بیکسی و رسوائی
پانو پھیلائے مرے ساتھ نہ چلنے کے لئے
ہائے آتش مین سمندر تو بہارین لوٹے
ہم تف ہجر مین پیدا ہوئے جلنے کیلئے
کیا تماشا ہے سوا پانو نکالے اِسنے
دل کو روکا تھا بہت ہمنے سنبھلنے کے لئے
شب وصلت ہے شب ہجر نہین ہے ہمدم
لاکھ تدبیر کرون دن نہ نکلنے کے لئے
سخت جانی سے کرے دانت پھر اُسنے اِسکا
کیا مرے خنجر قاتل نے نہ چلنے کے لئے
منتین کر کے بہت پانو پہ لوٹا لیکن
ضد مرے عجز سے ہے اُنکو مچلنے کے لئے
قد موزون کے ترے سایہ سے طوبا ہے نہال
آب گل نور کی ہے پھولنے پھلنے کے لئے
کیون بھٹکتے پھرین سیدھے نہ مدینہ کو چلین
خوب ستہ ہمین پایا ہے سنبھلنے کے لئے
صید دل جوش مین بس ہے ہی اُڑا دام کو بھی
راہ نکلی نہ کوئی جبکہ نکلنے کے لیئے
نامہ بر وقت پہ لایا خبر آمد یار
مستعد ورنہ مری جان تھی نکلنے کے لئے
ساقی کی تیز نگاہی سے وہ جوش اسمین ہوا
کہ مزے خوب خم مے نے اُبلنے کے لئے
کیا نکھارون مین آنکھین اور اُنھین پلکون سے ملون
زلف شانے کیلئے پانو دو ملنے کے لئے
خون عاشق کہین ملیئے کہ جمے رنگ سوا
گر ہے درکار حنا پانو مین ملنے کے لئے
گر چلو باغ مین گلگشت کو تو سیر ہو خوب
پار کابی مین تری سرو ہو چلنے کے لئے
زلف لاکھون کو کئے جاتی ہے لقمہ ہر روز
اژدہا ہے دل عشاق نگلنے کے لئے
دل نے کیا کیا تڑپ کی یہ سنبھلنا کیسا
کوچہ عشق کی پھسلن سے سنبھلنے کے لئے

کچھ نہین دم کا بھروسہ یہ سمجھ لو عاشق
جان رہنے کے لئے ہے کہ نکلنے کے لئے

جسمین ہون لاکھون صنم تبخانہ ایسا چاہیے
جسکی ظلمت کم نہو جانانہ ایسا چاہیے
دل ہے عاشق کا دل مردانہ ایسا چاہیے
ہو جو اپنون سے سوا بیگانہ ایسا چاہیے
رازداری کے لیے فرزانہ ایسا چاہیے
لب پہ آئے شکوہ بیجا نہ ایسا چاہیے
کیا ہے وہ قصہ کہ جسپر دل کوئی مائل نہو
جو فسون سے بڑھ کے ہو افسانہ ایسا چاہیے
آشنا نا آشنا کے تذکرے سے فائدہ
جو فدا ہو آپ پر بیگانہ ایسا چاہیے
مثل رنگ بوے گل لب سے نہو ہم سے جدا
لب بلب اُس لب سے ہو پیمانہ ایسا چاہیے
دل وہی دل ہے کہ جسمین کچھ نہین تیرے سوا
جسمین ویرانی نہو ویرانہ ایسا چاہیے
ہے جو دیوانہ جہانمین وہ بڑا ہشیار ہے
جو نہ دیوانہ ہو وہ دیوانہ ایسا چاہیے
جز جفاؤن کے وفا کرتے نہین کیا قہر ہے
دلمین ہو جو ظلم معشوقانہ ایسا چاہیے
غیر بیگانہ ہے ہمسے کچھ نہین ہے غم ہمین
خود سے بھی بیگانہ ہو بیگانہ ایسا چاہیے
جب خطاؤن کی نہین حد رحم بیجا کیجیے
ایسے مجرم کے لیے جرمانہ ایسا چاہیے
سینہ سوز عشق جانان سے ہے گلزار خلیل
ہے یہ رشک خلد آتشخانہ ایسا چاہیے
گیا جھگڑا چکا اب کیون لگاو ٹھوکرین
جی اُٹھیگا دیکھنا جاشانہ ایسا چاہیے
ہم نگاہ مست ساقی سے ہین مخمور ازل
ہو مشابہ چشم کے پیمانہ ایسا چاہیے
جسکو جلنے خاک ہونیکی ذرا پروا نہو
شمع رو کے عشق کو پروانہ ایسا چاہیے
دل جگر سے بنے جام ہون اور خون غم کا بادہ ہو
مین وہ میکش ہون مجھے میخانہ ایسا چاہیے
ہون شعاع عارض انور کے ذرّے تمام
زلف لاثانی کو تیری شانہ ایسا چاہیے
بزم دشمن گر نہو میرا دل صد پارہ ہو
ان بتون کے واسطے بتخانہ ایسا چاہیے
قتل کرتے ہین کرین پر اک نظر تو دیکھ لین
اس اطاعت پر بھی انکو کیا نہ ایسا چاہیے
کھلبلی پڑجائے ہلچل ہو تو عالم مین مچی
عاشقون کا نعرۂ مستانہ ایسا چاہیے
بھول جائین اپنی اپنی سب سنین میرا بیان
حشر کے دن پر اثر افسانہ ایسا چاہیے

وہ جفاؤن سے کرین بس مین کہو جاتا ہے کون
امتحان کے وقت دل مردانہ ایسا چاہیے

کیون نہ عاشق جان دے اُس شمعرو پر جیتے جی
جل کے فریادی نہ ہو پروانہ ایسا چاہیے

چشمِ باطن بین سے دیکھو جو ہو دلمین جلوہ گر
پھر کہو آن جلوۂ جانا نہ ایسا چاہیے

خم کے خم خالی ہون جسمین جو نہ چھلکے ساقیا
تشنہ کامون کے لئے پیمانہ ایسا چاہیے

داستانِ عشقِ عاشق ہو گئی مقبولِ خلق
پچھلے افسانے مٹے افسانہ ایسا چاہیے

وہ جو بگڑے یاس کے آثار ظاہر ہو گئے
حسرت و ارمان میرے دلمین تہِ خنجر ہو گئے

ہم جو رازِ وصلتِ دشمن سے ماہر ہو گئے
ہاتھ دھو کر اُنکے پیچھے پڑ گئے سر ہو گئے

دیکھیے ہے کس کی قسمت مین شہادت کا شرف
مرنے والے سب درِ قاتل پہ حاضر ہو گئے

یار کے پردیس جانے سے وطن صحرا اپنا
ساتھ اُنکے ہم بھی گھر بیٹھے مسافر ہو گئے

اُنکی بزمِ غیر مین جانیکی خبرین مل گئین
جسقدر میرے تصور تھے وہ خنجر ہو گئے

پھر تمھاری نرگسِ بیمار کا آیا خیال
آؤ پھر درمان کرو بیمار ہم پھر ہو گئے

حضرتِ دل کیا اسی برتہ پہ جاتا تھا اُنھین
ابتداے عشق مین ہی تم تو آخر ہو گئے

خاک کرنیکے لئے آمادہ ہین طیار رہین
مینے اُنکے پانو چومے وہ مرے سر ہو گئے

ماتمِ یارانِ رفتہ نے بھلایا راگ رنگ
کیا کہین **عاشق** بہت افسردہ خاطر ہو گئے

شبِ غم تیرہ فام ہوتی ہے
مے بھی اس شب حرام ہوتی ہے

عمر نازک خرام ہوتی ہے
دم کے دم مین تمام ہوتی ہے

کبک نازک خرام ہوتی ہے
چاندنی پر تمام ہوتی ہے

مے کرین لطف ساقیِ کوثر
توبہ توبہ حرام ہوتی ہے

جس مین کچھ بھی لگاؤ وصل کا ہو
بات اُن کی وہ خام ہوتی ہے

میری غیبت مرے رقیبون سے
ہوتی ہے لا کلام ہوتی ہے

سنکے فریاد میری بولے خموش
نیند اپنی حرام ہوتی ہے

تم نہین کہتے بات راز کی۔ کیون
بر لبِ خاص و عام ہوتی ہے

غیر کی بزم مین خبر ہے مجھے
بادہ نوشی مدام ہوتی ہے

شعلہ باری مری زبان کی دیکھ
شمع بھی ہم کلام ہوتی ہے

جبکہ جوگی بنے بروگ مین ہم
تو صدا رام رام ہوتی ہے

آخری دور تو پلا ساقی
شبِ وصلت تمام ہوتی ہے

بادۂ وصل سے جو ہین بے خود
جانین کیا صبح و شام ہوتی ہے

رات زلفون مین ہے چھپی رہتی
آڑ مین رخ کے شام ہوتی ہے

سوچ لو کھو کے جانِ پروانہ
شمع کچھ نیکنام ہوتی ہے

ہاتھا پائی مین انکی اے **عاشق**
واہ کیا روک تھام ہوتی ہے

زاید از طرح

خبرِ قتلِ عام ہوتی ہے
آج حسرت تمام ہوتی ہے

طرزِ رفتارِ یار سیکھی ہے
کیون صبا خوش خرام ہوتی ہے

ہین جو مغرور انکو غیرون سے
آرزوئے سلام ہوتی ہے

کر لو جو کچھ کہ نیکی کرنی ہو
دن ہے تھوڑا سا شام ہوتی ہے

مل کے ان سے ہوا اینٹھتے کیا شیخ
دم مین ترکی تمام ہوتی ہے

سنتے ہین ہم کہ شیخ کی دستار
رہن بادہ مدام ہوتی ہے

قتل سے کیون نہ خوش ہون مین **عاشق**
قبر پر دھوم دھام ہوتی ہے

ادھر غیر سیہ قلب کی ظلمت نہین جاتی
سو ہان سے گھسیئے تو یہ رنگت نہین جاتی
پھر جاتی ہے جس جا سے طبیعت نہین جاتی
برپا ہے قیامت کہ قیامت نہین جاتی
اس کوچہ مین جو بھول کے آجائے تو پھر جان
گر آپ سلامت ہین سلامت نہین جاتی
یہ عشق عجب بھوت چڑھا ہے مرے سر پہ
ہر وقت مصیبت ہے یہ الفت نہین جاتی
فریاد کرون تو بھی یہ کرنے نہین دیتی
جان جاتی ہے کمبخت محبت نہین جاتی
پچھتاؤ گے جان جاتے ہی پھر ہاتھ ملو گے
مین نزع مین ہون آپکی حجت نہین جاتی
درد و الم و رنج ہین سب ساتھ ہمارے
کچھ ایسی ہٹیلی ہے کہ حسرت نہین جاتی
گر یاد سے غافل نہ ہون عزت ہو ہماری
غافل ہون تو یاد بت تیری عظمت نہین جاتی
نالون سے مرے غیر کے اوسان خطا ہین
گھبرا کے مگر یہ شب فرقت نہین جاتی
پیکان کو نکالون تو نکلتا ہے دل زار
ہان پاس رہے گی اسے الفت نہین جاتی
الفت ہوئی کیا میری طرح در سے تمھارے
ہے بیٹھی ہوئی اٹھکے قیامت نہین جاتی
شیشے سے اگر بال نکل جائے تو یہ جائے
جب بیٹھ گئی دل مین کدورت نہین جاتی
مقتل سے نہین اٹھتی ہین عشاق کی لاشین
جب تک لب خنجر سے اجازت نہین جاتی
دیوانے ہی اچھے کہ یہ تسخیر ہے جن کی
آجاتی ہے جب پاس تو غفلت نہین جاتی

توقیر گھٹی عشق مین عاشق کی تمھارے
تم کہتے تھے ان باتون مین عزت نہین جاتی

کیا خاک مین ملکر تری عزت نہین جاتی
چل دور ہو کیون اے شب فرقت نہین جاتی
رفتار پہ عاشق یہ سر راہ گزر ہے
کوچہ سے ترے دیکھ قیامت نہین جاتی
اڑ اڑ کے مری خاک یہو پہنچی ہے فلک تک
ہون خاک مگر عزت تربت نہین جاتی
تیرا ہی تصور ہے دم مرگ بھی ہمکو
مرتے ہین مگر دید کی حسرت نہین جاتی
محشر مین بھی ہم یار کا دم بھرتے ہین توبہ
دنیا مین جو حالت تھی وہ حالت نہین جاتی

برباد کیا کبھی تو صفائی نہین ہوتی
مٹی بھی کیا تو کبھی کدورت نہین جاتی

جو دل سے تصور رہو تصور نہین مٹتا
جو دل سے محبت ہو محبت نہین جاتی

وہ دیتے ہین دادِ غم و اندوہ و مصیبت
صد شکر کہ ضایع مری محنت نہین جاتی

آنکھون کی شرارت سے لگاوٹ نہین چھپتی
چتون کی لگاوٹ سے شرارت نہین جاتی

زاہد جو برا کہتے ہین پروا نہین اسکو
ان باتون سے میخوار کی حرمت نہین جاتی

آنکھون مین ترا آئنہ رخ جو بسا ہے
حیران ہین ان دونو کی حیرت نہین جاتی

خصلت ستم و جور کی وہ چھوڑدین کیونکر
سچ ہے کہ بری بات کی عادت نہین جاتی

اک وہ کہ ادھر انکی طبیعت نہین آتی
اک ہم کہ کہین اپنی طبیعت نہین جاتی

ہم مٹتے ہین لیکن غمِ الفت نہین مٹتا
دم جاتا ہے لیکن یہ محبت نہین جاتی

ڈرتی ہے مری آہ بھی جانیسے وہانتک
سمجھاتا ہون لیکن کسی صورت نہین جاتی

کس رات انھین اغیار بغلمین نہین رکھتے
کس دن مرے ہاتھون سے طبیعت نہین جاتی

کیا پاسِ ادب ہے کہ جو کرتا نہین شکوہ
باہر مرے ہونٹون سے شکایت نہین جاتی

یہ بھی کوئی معشوق وفادار ہے شاید
کیون چھوڑکے عاشق کو مصیبت نہین جاتی

زاید از طرح

ظالم ہے وہ بت جور کی عادت نہین جاتی
بے رحم کے نزدیک محبت نہین جاتی

تم ہو وہ جفاجو کہ کبھی رحم نہ آیا
ہین ہم وہ وفادار کہ الفت نہین جاتی

دیگر

بھون کسیکی نظر مین پھرتی ہے
تیغ سی کچھ جگر مین پھرتی ہے

لئے وحشت سفر مین پھرتی ہے
یعنی فکرِ اثر مین پھرتی ہے

شبِ غم روز دیتی ہے پہرا
رات بھر میرے گھر مین پھرتی ہے

تو قیامت کی شامت آئی ہے
یار کے رہگزر مین پھرتی ہے

اُن سا کوئی نظر نہین آتا
یون تو دنیا نظر مین پھرتی ہے

الفتِ خال پستی ہے سمجھے
ایک چکی سی سر مین پھرتی ہے

دیکھنا چشم یار کی گردش
دیدۂ نامہ بر مین پھرتی ہے

تیری نیت کو کیا ہوا **عاشق**
ہر گھڑی اُنکے گھر مین پھرتی ہے

مجھے تم دیکھکر سمجھو کہ چاہت ایسی ہوتی ہے
محبت وہ بُری شے ہے کہ حالت ایسی ہوتی ہے

ازل مین جب ترا نقشہ کھنچا اول حسینون سے
تو صورت آفرین بولا کہ صورت ایسی ہوتی ہے

تیرے کوچہ مین کوئی حور آجاتی تو مین کہتا
کہ وہ جنت تو کیا جنت ہے جنت ایسی ہوتی ہے

خدا کی شان ہمکو دیکھکر معشوق کہتے ہین
جو صورت پر مٹے ہین اُنکی صورت ایسی ہوتی ہے

قیامت ہے قیامت مین کسیکا ناز سے کہنا
سُنا بھی تمنے کیون جی کیا قیامت ایسی ہوتی ہے

شب ہجران جو تم میرے سیہ خانہ مین آجاتے
تو مین تمکو دکھا دیتا مصیبت ایسی ہوتی ہے

تمھین پر کچھ نہین موقوف ظلم و جور کیشی سے
وہ بیشک بیوفا ہے جسکی صورت ایسی ہوتی ہے

تڑپ جاتی ہے جان قاتل کا نقشا ایسا ہوتا ہے
نکلتا ہے دم خنجر کی صورت ایسی ہوتی ہے

خدا کو مان اے بُت تو کبھی تو غیرون پہ عاشق ہے
بس اب تو تونے دیکھا اُسکی قدرت ایسی ہوتی ہے

خدا سے ڈر ذرا اے چشم جانان تونے کیا دیکھا
جو غیرون سے مُروت کی مُروت ایسی ہوتی ہے

جو اکدوسرے پر پھر نہ آئے دل وہی اچھا
نہ جائے جو کبھی پھرنا طبیعت ایسی ہوتی ہے

کبھی ہنستے گلی مین مل گئے تو ہو گئین باتین
جناب شیخ سے صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

تمنا ہے گلے سے وہ لپٹ جائین تو مین خوش خوش
رقیبون سے کہون دیکھو عنایت ایسی ہوتی ہے

یہ ہے تاثیر جذب دل کہ **عاشق** اب وہ کہتے ہین
محبت جیسی تمنے کی محبت ایسی ہوتی ہے

جھوٹ سچ اعتبار کون کرے
اُٹھ چکے انتظار کون کرے

وہ رقیبون سے جا ملے افسوس
اب مجھے شرمسار کون کرے

فتنہ خوابیدہ ہے تو سونے دو
غیر کو ہوشیار کون کرے

دے کے دل تمکو پھل ہی کیا پایا
ایسی دولت نثار کون کرے

جانتے ہین انتظار اب تیرا
گردشِ روزگار کون کرے

کیا کہون لاکھ ہین مرے ارمان
رتّی رتّی شمار کون کرے

نزع مین چلدیے وہ یہ کہکر
اب بھلا انتظار کون کرے

اُنکی آنکھین عدو سے لڑتی ہین
مرغِ دل کا شکار کون کرے

ہمنے مانا کہ صبر اچھا ہے
پر اِسے اختیار کون کرے

نہین پہلو مین وہان جگہہ خالی
دل کو اُمیدوار کون کرے

عشق معشوق کا گلہ کیسا
نام **عاشق** ہے پیار کون کرے

غیر سے جب گفتگو ہونے لگی
بڑھتے بڑھتے تم سے تو ہونے لگی

آئینہ دیکھا تو وہ لڑنے لگے
واہ وا کیا دوبدو ہونے لگی

داستانِ عشق پھیلی ہر طرف
یہ حکایت کو بکو ہونے لگی

کیا تصوّر کام آیا ہجر مین
اُنکی صورت روبرو ہونے لگی

میری الفت کی شکایت اب وہان
دشمنون کے روبرو ہونے لگی

غیر و مجھسی کو کیا کم ہین اُنھین
کیون ہماری آرزو ہونے لگی

توبہ ہمکو آپ کی ہوتے ہوئے
کیون کسی کی جستجو ہونے لگی

یہ زمانہ وہ ہے اے **عاشق** کہ اب
وجہ ذلت آبرو ہونے لگی

جرم الفت کی کچھ سزا کہیے
مین نہیں مانتا برا کہیے
مجھکو کس منہ سے بیوفا کہیے
کوئی پوچھے سبب تو کیا کہیے
مجھکو عاشق نہ کہیے یا کہیے
کچھ نہ کہیے تو آپ کیا کہیے
کہیے ہان اپنا مدعا کہیے
مجھکو دشمن کا دوسرا کہیے
بات مطلب کی جو نہ سنتا ہو
اس سے کیا خاک مدعا کہیے
ہمسے کچھ وقت پر نہ بن آئی
لے گئے دل وہ صفت کیا کہیے
میری سنیے تو بر ملا سنیے
اپنی کہیے تو بر ملا کہیے
اس نہ سننے کو اسکے کیا کیجے
اس نہ کہنے کو اسکے کیا کہیے
خیر دونو کا کام نکلے گا
قصۂ عشق جا بجا کہیے
مجھکو سمجھا کے گالیان دیجے
فقرہ فقرہ جدا جدا کہیے
عشق کی ابتدا ہی ہے انجام
ابتدا ہو تو ابتدا کہیے
نہ مین عاشق نہ آپکو چاہون
غیر سے اپنا مدعا کہیے
زیب ہے گر ہمارے ارمان کو
کشتئ دل کا ناخدا کہیے
آشنا ہے رقیب بازاری
اب مجھکو نہ آشنا کہیے
جان دیتا ہون کس خوشی سے مین
آج تو آپ مرحبا کہیے
آئینہ مین دکھا کے کہتا ہون
آپ ہی ہین کہ دوسرا کہیے
جب مری جان آگئی لب پر
تب وہ کہتے ہین ماجرا کہیے

اب نہ کیجے موئے پہ سو ورّسے
اب نہ عاشق کو باوفا کہیے

کہتے ہین اب ہے شوق ملاقات کا مجھے
جب حوصلہ رہا نہ کسی بات کا مجھے
سمجھا یہ مین کہ دل کو مرے پھیرتا ہے وہ
باسی جب اسنے پان دیا رات کا مجھے

ڈرتی نظر سے دیکھتا ہون جھینپون کہ نگہ کرے
رہتا ہے شوق ایسی حکایات کا مجھے
جس رات یار بیٹھا مرے پہلوئین جلوہ گر
برسون سے ہے خیال اُسی رات کا مجھے
پہلے سے اپنے دل کو کہین اور پھینکتا
ہوتا اگر یقین تری گھات کا مجھے
آتی ہین یاد یار کے کانون کی بجلیان
موسم نہ جینے دیگا یہ برسات کا مجھے
تیغ ادا کو کیا کہون جو صفت کر گئی
احسان مند مرگِ مفاجات کا مجھے
گل کھا کے اپنے سینہ کو رشکِ ارم بنائین
چھاتی خدا کے واسطے دو ہات کا مجھے

مجھکو اگر غرض ہے تو ایک اُنکی ذات سے
عاشق نہین ہے ہر کسی بدذات کا مجھے

بڑی شہرت تری محفل مین ہوگی
کہونگا مین جو میرے دل مین ہوگی
شب غم جان تری محفل مین ہوگی
تری محفل ہمارے دل مین ہوگی
ملیگا کیا بجز شوقِ شہادت
مری جان خنجرِ قاتل مین ہوگی
ہمارے خون کی گر دھار رکھے
روانی خنجرِ قاتل مین ہوگی
عدم کی راہ اک طولِ امل ہے
بہت مشکل بڑی منزل مین ہوگی
سبک رفتار ہے ناقہ سے لیلی
بڑے آرام سے محمل مین ہوگی
صدائے دردِ مجنون سُنکے لیلی
یقین ہے مضطرب محمل مین ہوگی
شبِ ہجران مین لاکھون آفتین ہین
مصیبت بھی بڑی مشکل مین ہوگی
نہ بدلیگا کبھی دو نو جہان سے
جو نعمت کاسۂ سائل مین ہوگی
ترا خنجر اگر جھک کر چلیگا
تو ہر بانکی ادا بسمل مین ہوگی
سوائے شکرِ قاتل کیا سنوگے
اگر جنبش لبِ بسمل مین ہوگی
الٰہی رہنمائے عشق لیجائے
کہ آسانی بہت منزل مین ہوگی
صدائے درد سُنکر میری بولے
کہ جان اُسکی بڑی مشکل مین ہوگی

تصور مین بھی وہ صورت ہے پنہان
نظر کے پردۂ حائل مین ہوگی
وہ یون فرماتے ہین ذکرِ وفا پر
ہوائے وصل شاید دل مین ہوگی
کریگی دیکھنا برپا قیامت
کوئی حسرت جو دل کی دلمین ہوگی
کبھی آئے گی خود ہی دخترِ رز
کشش گر میکشون کے دلمین ہوگی

سمجھ لینا دلِ عاشق وہی ہے
بجھی سی شمع جو محفل مین ہوگی

تمنا پھنسگئی مشکلمین اب مشکل سے نکلے گی
محبت غیر کی کیونکر تمہارے دل سے نکلے گی
نہ جبتک تم نکالوگے نہ حسرت دل سے نکلے گی
یقین ہے جان نکلنے پر بھی یہ مشکل سے نکلے گی
تحمل دیکھکر میرا مرینگے رشک سے اعدا
صدائے آفرین جب خنجرِ قاتل سے نکلے گی
گلوئے شیشۂ مے مین پڑیگی اک گرہ بنکر
جو شوقِ قتل مین ہچکی لبِ بسمل سے نکلے گی
تڑپتی لوٹتی روتی ملیگی خاک مین جسدم
کسیکی آرزو سے دل تری محفل سے نکلے گی
دھوئین ہم مین اڑادیگی زمین و آسمان تک کے
اگر آہِ با اثر ہجران مین میرے دل سے نکلے گی
نکالوگے بھلا تم محتسب کیا دخترِ رز کو
رگ و پے مین ہے یہ بیٹھی ہوئی مشکل سے نکلے گی
جو مرگِ قیس کی اڑتی سی سن لیگی خبر لیلا
گریبان چاک ہوکر پردۂ محمل سے نکلے گی
نہین ہے منتون سے فائدہ ای قیس شہر جاؤ
کوئی پردہ نشین ہے کسطرح محمل سے نکلے گی
کہین تم ذبح کر دیکھو کہ یہان شوقِ شہادت مین
صدا اللہ اکبر کی ہمارے دل سے نکلے گی
مرے دلمین یہ وسعت ہے عدم بھی جسکا ہے گوشہ
یقین جانو قیامت بھی اسی منزل سے نکلے گی
ابھارے موج گر ڈوبے ہوئے میرے سفینہ کو
صدائے تہنیت کیا کیا لبِ ساحل سے نکلے گی
زمانے کو نہ کیونکر رشک ہوگا ایسی میت پر
جو بنکر حسرتِ دل کوچۂ قاتل سے نکلے گی
فلک کے جور سے دلکو تسلی دیکے کہتا ہون
کوئی صورت تو اچھی پردۂ حائل سے نکلے گی
یقین ہے ساتھ جمگھٹ عاشقون کا اسکے جائیگا
صبا پھولونمین بس کے جب تری محفل سے نکلے گی

بھلا ہو دینے والیکا بھلا ہو دینے والیکا
دعا یہ ایک بوسہ پر دلِ سائل سے نکلے گی

جو داغ معصیت کھوتا ہے **عاشق** سے ملو زاہد
صفائی کی کوئی صورت اسی کامل سے نکلے گی

گذر جب ہوتا ہے نالہ آسمان سے
نہین پھرتا یہ ہرگز درمیان سے

سمجھ جاتے ہین پہلے ہی بیان سے
وہ رازِ دل بتاتے ہین زبان سے

عداوت ہو تو ہو دورِ زمان سے
دلی الفت ہے تیرے آستان سے

لگاوٹ گر نہ کرتے وہ جہان سے
لگن عُشاق کو ہوتی کہان سے

رگڑتی ہے صبا سر آستان سے
یہ قسمت لائے گا عاشق کہان سے

یہ اک مُدت سے سرکش ہے خدارا
فُغان وہ ہاتھ کرلے آسمان سے

شب ہجران کے شُعلے تھے جو دلمین
وہ بنکر برق نِکلے آشیان سے

وہ آتش بار ہون کیا تابِ دشمن
ہِلائے گا زبان میری زبان سے

تصور مین بھی یہان حورین نہین ہین
دمِ آخر وہ کیون ہین بدگمان سے

کسی کی زُلف کا سودا ہے دِل کو
بچے گا کب بلائے ناگہان سے

لبِ قاصد پہ ہے مُہر خموشی
کہے گا کیا بتِ شیرین زبان سے

ڈرا وہ سے بے دھڑک اندر گئے ہم
ہوئی جھنجھٹ جو شب کو پاسبان سے

ہے اُسکی بیکسی بھی قابلِ دید
جو پیچھے رہگیا ہو کاروان سے

وہ آتشبازی اسکو جانتے ہین
جو شعلے جھڑتے ہین میری فُغان سے

وہ مجھسے کہتے ہین سودائی تجھکو
اُٹھا لائی ہے پھر وحشت کہان سے

شبِ ہجران بلا ہے فتنہ انگیز
اُترتی ہین بلائین آسمان سے

عدو کہتا ہے مرجاؤن تو اچھا
مگر ہم سن بھی لین اُنکی زبان سے

ہمین تو ایسی باتون کا مزا ہے
سُنین گے گالیان اُنکی زبان سے

بتاؤن کیا جو پوچھین لائے ہو کیا
کہ خالی ہاتھ جاتا ہون یہان سے

تمھارے چشم کی گردش نے مارا
شکایت کیا ہمین پھر آسمان سے

تصور سے شریک بزم ہون جب
غرض پھر ہمکو کیا ہو پاسبان سے

ذرا دم لے اجل آنیکو ہین وہ
ہمین کیا کام عمر جاودان سے

مکین وہ خانۂ دل مین ہین عاشق
مکان سب پست ہین میرے مکان سے

وہ عاشق نے اٹھایا بار الفت
نہ اٹھا جو زمین و آسمان سے

ترے کوچہ سے بہر دید اک عالم نکلتا ہے
سسکتا کوئی جاتا ہے کسیکا دم نکلتا ہے

وہی حسرت تو حسرت ہی جو دلمین جم کے رہتی ہے
وہی ارمان تو ارمان ہے جو دل سے کم نکلتا ہے

تڑپنا لوٹنا سر پیٹنا آہ و فغان کرنا
نکلتا جو ہے کوچہ سے ترے بیدم نکلتا ہے

تمھارے حسن پر ہی حسن اور جوبن پہ جوبن ہے
اداؤن سے ادا عالم پہ اک عالم نکلتا ہے

وہ کہتے ہین کہ چلکر ایک ٹھوکر سے جلا دینگے
کوئی کہدے کرم کیجے کسیکا دم نکلتا ہے

رلایا مصحف رخ کے تصور نے مجھے ورنہ
مرے دیوان کا ہر صفحہ کیون پرنم نکلتا ہے

تمھارے انتظار وعدہ نے ٹھہرا لیا لب پر
اگر آنا ہے آجاؤ نہین تو دم نکلتا ہے

نہ دیکھا اسنے جو بازار مین تنکے مجھے چنتے
تو پوچھا دشمنون سے مر گیا یا کم نکلتا ہے

نوید مرگ دشمن سنکے عاشق شاد ہو کیونکر
کہ نالہ درد سے لیکر صف ماتم نکلتا ہے

ستم ہے وہ پھر بدگمان ہو رہا ہے
بس امتحان امتحان ہو رہا ہے

صدا الامان کی ہے ہمدم
یہ ہنگامہ برپا کہان ہو رہا ہے

خوشی کیون نہو قتل ہونے کی مجھکو
وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے

اڑائی ہے کب خاک دشمن کی ہمنے
مکدر عبث آسمان ہو رہا ہے

گرہ کوئی اسکی بھی ہے سخت یارب
جو گردش مین یون آسمان ہو رہا ہے

تصدق تجھی پر زمین ہو رہی ہے
تجھی پر فدا آسمان ہو رہا ہے

جو تشہیر کرتا پھرے اک جہان مین
وہ تقدیر سے رازدان ہو رہا ہے

مجھے ہچکیون نے خبر دی ہے آکر
مرا ذکر جو کچھ وہان ہو رہا ہے

نہین رُکتے روکے وہ ذکرِ عدو سے
شبِ وصل مین بھی بیان ہو رہا ہے

جسے غیر کہیئے جسے دشمنِ جان
وہ قسمت سے وہان پاسبان ہو رہا ہے

مین آویزۂ گوش کیونکر نہ کرلون
وہ دشنام سے دُرفشان ہو رہا ہے

چلو سیر کر آئین جنت کی **عاشق**
عجب کچھ تماشا وہان ہو رہا ہے

ہین مصیبت مین شریکِ دردوغم نالے مرے
یاس و حرمان رنج فرقت چاہنے والے مرے

اٹھ کھڑا اکر مین چلا جب اضطرابِ شوق مین
بیخودی بولی کہ بسم اللہ متوالے مرے

انجم و شمس و قمر ہین آسمان پر جنکا عکس
دیکھ لیجے سینۂ پُرداغ کے چھالے مرے

دل جگر مین آبلے ڈالے ہین اشکِ گرم نے
وصلِ جانان ہو تو پھوٹین ہجر کے چھالے مرے

جو گھڑی بھولا ہون مین یاد آگئی پھر چشمِ یار
دشتِ غم مین سامنے آئے ہرن کالے مرے

ہون شبِ فرقت تپِ فرقت سی سوزان اسطرح
شمع کے سانچے مین گویا استخوان ڈھالے مرے

بخت تیرہ روزِ فرقت کو کرون کیونکر سفید
دشمنِ جان ہوگئے کیسے یہ دو کالے مرے

ہو خبردار اے فلک تیرے دھوین اُڑتے ہین اب
نالہ و افغان ہین آتش کے یہ پرکالے مرے

رنج و غم ہین ملنگتے اک ایک کو ممکن نہین
کیونکہ دیدون دل جگر مدت کے ہین پالے مرے

اے جنابِ عشق **عاشق** کو نہ پوچھے کوئی کیا
تم رہو حضرت سلامت چاہنے والے مرے

یارب مرے لب تک کبھی فریاد نہ آتی
اچھا تھا اگر انکو مری یاد نہ آتی

بھولے سے بھی عاشق کی کبھی یاد نہ آتی
بیداد گرو کاش تمھین داد نہ آتی

ہر روز نیا دل ہمین درکار نہوتا
ہر روز نئی گر تمھین بیداد نہ آتی

سکھ نیند نہ سوتا کبھی اسطرح سی ابتک
شیرین جو ترے خواب مین فرہاد نہ آتی

گھبراتے ہو فریاد سے تو داد دو صاحب
بیداد نکرتے تو یہ فریاد نہ آتی

پامال ہی کرتے تو مری خاک نہ اڑتی
جان کوچے سے ہو کر ترے برباد نہ آتی

وہ آتے نہ یہانتک تو تصور سے بلاتے
گر نیند تجھے اے دل ناشاد نہ آتی

اس خاک کے جھوکے مین کوئی صید نہ پھنستا
گر خاک ترے دام پہ صیاد نہ آتی

مرتے نہین پر مرنے کے اقرار نے مارا
یہ بات دم نزع ہمین یاد نہ آتی

فریاد بھی فریادی ہے بیداد سے **عاشق**
اچھی تھی حسینون کو جو بیداد نہ آتی

جس شب آجائے وہ ہمکو ہے وہی رات نئی
شوق ہر دم جو نیا ہے تو ملاقات نئی

ہم یہ دیکھینگے مسیحا ترا اعجاز نیا
منہ سے بولے تری تصویر تو ہے بات نئی

چھوڑا منجدھار مین بسمل کو تڑپتا ہنستے
تیری شمشیر نے کی کیسی مدارات نئی

وہی توبہ ہے پرانی ترے پاس اے واعظ
مانین گر کہئے کوئی قبلۂ حاجات نئی

ایسے معشوق طرحدار سے دل کیونکر بچے
جسکے سج دھج نئے انداز نیا گات نئی

چیر کر پہلو کو دل ہاتھ پہ رکھکر یہ کہون
دیکھئے نذر نئی لیجئے سوغات نئی

ہے وہ معشوق نیا عیش کا سامان ہو نیا
مے دو آتشہ دے پیر خرابات نئی

گالیان ہمکو ملین اور دعائین ہم دین
دیتے ہین حضرت من آپ مکافات نئی

اپنے منہ یون تو میان مٹھو ہین سب اے **عاشق**
ہان جو مضمون اچھوتا ہو تو ہے بات نئی

جتنے تھے جہنم دشمنون سے بھر گئے
وہ ہوئے میرے تو یہ سب جلتے جلتے مر گئے

بات اب سُنتے نہین بالکل تھے میرے ہمزبان
آج پھر اغیار شاید کان اُنکے بھر گئے

ایسی ہیبت ناک دیکھی شکل تیری خواب مین
چونک چونک اُٹھی شبِ غم تجھسے ہم ڈر ڈر گئے

اسطرح تڑپا کہ حیرت بھی تماشائی ہوئی
بزم مین جو رات کو ہم با دلِ مضطر گئے

ہین بڑے عیّار بیخود کر کے چشمِ مست سے
لیگئے پہلو سے دل دل کے عوض سل دھر گئے

غم سے یہ چھوٹے تو وہ ہین مبتلائے صد الم
مرنے والے جی گئے اور جینے والے مر گئے

تیز رو جلد اور ہم آہستہ رو اسطرح رہے
گرتے پڑتے بیٹھتے اُٹھتے اُسی در پر گئے

یاس و حسرت بیکسی کیونکر نہون پھر نوحہ گر
جسقدر ارمان دلمین تھے وہ سارے مر گئے

بیوفا دم تھا گیا پر کیون گئے تم اُسکے ساتھ
حضرتِ دل آپ **عاشق** سے بدل کیونکر گئے

کیون لڑائی ہو تیری چتون سے
نہ لڑے گر کبھی یہ دشمن سے

چشمِ جانان مین سُرمہ دینے کو
خاک لایا ہون دشت ایمن سے

ہے برنگِ لباسِ یار سے رشک
دُھوین نکلے زبان سوسن سے

آتشِ عشق کی وہ حدت ہے
برق گرتی ہے بچکے مدفن سے

کشتۂ چشمِ یار ہون جو ہرن
آنکھین ملتے ہین میرے مدفن سے

چاک در چرخِ کہنہ ہو گی رفو
لیجیے تار میرے دامن سے

ہو گئے کیون یہ سب مرے دشمن
دوست ملتے ہین جا کے دشمن سے

وجد ہے مشتری و زُہرہ کو
شوق ہے اُنکو میرے شیون سے

ہم تماشا دکھائین دشمن کو
ہو اشارہ جو چشمِ پُرفن سے

عاشق اللہ کا وہ بُت کا ہے
کیون لڑین شیخ جی برہمن سے

شرم وہ جس شرم سے ہے شرم شرمائی ہوئی
وہ حیا جس سے حیا کو ہے حیا آئی ہوئی

غم کی کالی سی گھٹا دشمن پہ ہے چھائی ہوئی
میری بن آئی گر اُسکی ہے اجل آئی ہوئی

ہان جاتا دل تو بڑھتی کیون یہ رسوائی مری
پانو رسوائی نے پھیلائے تو رسوائی ہوئی

اُنکے آنے سے ہوا یہ غمکدہ عشرت کدہ
محفل آرائی سے کوئی محفل آرائی ہوئی

بنگئی رشک ارم پریون کا جمگھٹ ہو گیا
جو زمین ہے آپکے پانون کی ٹھکرائی ہوئی

پردہ داری عشق پردہ دار کی آسان نہین
کب رُکے کاوہ کہ جسکو قید تنہائی ہوئی

آرزو کوچہ سے اُسکے نااُمیدی کو لئے
بس ہجوم یاس سے آئی ہے گھبرائی ہوئی

ہاتھ قاتل کا مری قسمت سے جھوٹا پڑ گیا
تیغ خود چھوٹی تھی یعنی زنگ کی کھائی ہوئی

اشک کے دریا بہت اُمڈے مگر خالی ہے وہ
کاوشِ غم سے جو میرے گرد دل کھائی ہوئی

روبرو میرے کہے سب از اُن سے غیر نے
پھر اُنکو نگاہین بنا کیا خوب دانائی ہوئی

جلد توبہ کیجئے زاہد دمے اور ہو حرام
ساقیِ کوثر کی بخشش ہے جو ہو آئی ہوئی

وحشتِ دل جوش پر ہے اِن دِنون بارِ دگر
تھوڑی تھوڑی ہے طبیعت آپ پر آئی ہوئی

صور سے پہلے کہا جو قُم باذنی آپنے
حشر برپا کر دیا یہ کیا مسیحائی ہوئی

بخشش عفا پر تھا ناز جو عاشق تمہین
ابرِ رحمت کی گھٹا ہے قبر پر چھائی ہوئی

عالمِ ارواح سے آکر تماشائی ہوئی
آرزو کسکے لئے پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

ہائے اُسکو دیکھکر آتے پھری آئی ہوئی
موت اُس سے ڈر گئی مجھکو شکیبائی ہوئی

قتل مجھکو کر دیا شہرت ہوئی مین چھٹ گیا
حُسنِ عالم کُش کی تیرے خوب بیبائی ہوئی

گھس گیا سنگِ دربت پر نہ کچھ حاصل ہوا
جبہ فرسائی سے یارب جبہ فرسائی ہوئی

چھیڑتے ہی زُلف کو جنجال مین پھنس جائیگا
اے صبا کیا تیری شامت ہے کہین آئی ہوئی

پھر کسی بیکس کو قاتل نے کیا بے وجہ قتل
کو بکو پھرتی ہے شہرت آج گھبرائی ہوئی

ہان فقط دشمن کی باقی ہے کہو تو اُسکو کھائین
اور جو کھلائیے ہوگی قسم کھائی ہوئی

چشم حق بین سے جو دیکھو تو سبھی ایک کے ہیں
دو جہان پر ہے تجلی ایکسان چھائی ہوئی
سچ ہے غم درد و الم تھے سب کے گھیرے
ہمکو حاصل ہجر کی شب بھی نہ تنہائی ہوئی
پھرتی ہے آوارہ بازارون مین کسکی آرزو
ہر کہین کاکل کے سودے مین یہ سودائی ہوئی

تھا کسی پردہ نشین کا عشق جو عاشق تمہین
پردۂ شب مین تمہاری شام تنہائی ہوئی

دلمین اُنکے بل جو تیوری پہ بل کھائی پڑی
جب کہا دیکھو تو بولے آنکھ ہے آئی ہوئی
وہ نگاہ ناز سمجھی ہے تماشائی ہوئی
گر اُٹھی میری طرف تو کیسی رسوائی ہوئی
اُسنے غم نامے جلائے نامہ بر جاکر تجھکے
اُنکی پا فرسائی میری خامہ فرسائی ہوئی
سوختہ برق نگہ سے کردیا فوراً اُسے
عالم امکان مین جس سے شناسائی ہوئی
غیر کے ملنے سے اُنکو کیا حیا آئی ہے آج
آنکھ کی پتلی نظر آتی ہے شرمائی ہوئی
تشنۂ خون ہے گلے ملتا ہے کیسا دوڑ کر
خنجر قاتل سے کیا اچھی شناسائی ہوئی
باتون باتون مین اُلجھتے ہین بگڑ جاتے ہین
کچھ تو ٹیڑھی سیدھی دشمن کی ہے سمجھائی ہوئی
غیر کی قسمت مین عیش وصل تھا روز ازل
میرے حصہ مین غم و صبر و شکیبائی ہوئی
نامہ بر جب قتل ہو پھر کیا رہے اُمید صبر
بیکسی اپنی کیون نہ ماتم مین ہو گھبرائی ہوئی
کیا سحر کو اُس گل رعنا کی دیکھ آئی بہار
چل رہی ہے جو نسیم صبح اترائی ہوئی

شرم تم رکھو گے عاشق اس اجل کی یا نہین
یہ کسی اُمید پر ہے دور سے آئی ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان ردیف یائے تحتانی جو حضرت داغ کی غزلون پر قافیہ بقافیہ تحریر کی گئین

تمہارے گیسو و رخ سے شمیم عنبرین نکلی
بہت مشک ختن کو ناز تھا شیخی یہین نکلی

طبیعت سے تری کب ضد کی عادت نازنین نکلی
کہ جب یکجان لب سے ہان نکلی ترے منہ سے نہیں نکلی

وہ آتش ہم ہوں میں دم میں جلا کر خاک کر ڈالا
تڑپ کر برق پر اس طرح آہ آتشیں نکلی

عجب انداز سے تڑپا ہے بسمل آج مقتل میں
لب شمشیر قاتل سے بھی ہمدم آفرین نکلی

غضب ہے مر گیا میں تو بھی انکو بدگمانی ہے
یہ کہتے ہیں ابھی اس نیمجان کی جان نہیں نکلی

ہزاروں وعدوں پر کیسا غضب ہے وہ یہ کہتے ہیں
سنی کس نے ہمارے منہ سے ہان نکلی نہیں نکلی

نگاہ ناز جانان کے مقابل برق ہو کیونکر
یہ وہ بجلی ہے جو گر کر کہیں ٹھہری کہیں نکلی

ہمارے دستِ وحشت نے جنون کو بھی دیئے خلعت
ہزاروں میں ہماری آستین اک آستین نکلی

نگاہ ناز سے نکلی تو سیدھی پار ہے دل کے
حیا بھی شوخیوں کا سانگ بھر کر شرمگین نکلی

زہے طالع ملک پڑھنے لگے توحید کا کلمہ
صدا اللہ اکبر کی جو وقت واپسین نکلی

بڑی مشکل پڑی ہے بت پرستو تمکو پرستش میں
جہان پتھر کوئی دیکھا تو عاشق کی جبین نکلی

ترے کوچہ کی وسعت بھی کوئی وسعت سی وسعت ہے
ازل سے تا ابد دیکھو وہی پہلی زمین نکلی

قیام حسن سے یہ بھی نہیں بڑھتی قیامت سے
گرہ جب عمر جانان کی گنی تو چودھوین نکلی

شب تاریک میں اللہ رے اسکے مسکرانے سے
جہان میں غل ہوا وہ رات دیکھو چودھوین نکلی

حیا کے ساتھ ہے حسرت تمھارے دلمین عاشق کی
گیا دل ہاتھ سے لیکن نہ یہ پردہ نشین نکلی

ہزاروں نقدِ جان نکلی ہزاروں نیمجان نکلے
تمھارے بزم سے کہدو میری حسرت کہین نکلی

جلائے ہونگے دل عشاق کے اس شمع محفل نے
صبا اس بزم سے کچھ آج غمگین و حزین نکلی

نکلنا تھا اگر یون چھوڑ کر اے بیوفا بیکس
تو دل کے ساتھ ہی پھر کیون نہ ایجانِ حزین نکلی

غم ہجران کے ہاتھون سے سنبھالو کوئی عاشق کو
اب اسکے پاؤں کے نیچے سے اے ہمدم زمین نکلی

غزل دیگر قافیہ بقافیہ

پھر بازپرس کس لئے روز جزا ہوئی
کب توبتہ النصوح یہین مجھسے ادا ہوئی

شوخی مین پہلے شرم و حیا تھی وہ کیا ہوئی
حالت تغیر ایسی یہ کیون دلربا ہوئی

تیری جفا بھی میرے لئے تو دعا ہوئی
غیرون کی بد دعا میرے حق مین دعا ہوئی

یہان کیا دھرا ہے غیر کے گھر جا کے پیٹ بھر
کیون مرگ ناگہان تو عبث بدمزا ہوئی

صورت بدل گئی مری کیون ایسی عشق مین
جو بات راز کی تھی وہی برملا ہوئی

دشمن مریگا میری صفائی سے ہمنشین
اُس سے تو کہدے گو نہوئی اُنسے یا ہوئی

جُرأت سوال بوسہ کی وہان کون کرسکے
توبہ جہان گناہ بنی یا خطا ہوئی

خانہ خراب پھرنے لگی بیکسی مری
حسرت بھی دل کے ساتھ ہی دلکی فنا ہوئی

دی جان راہ حق مین تو عمر ابد ملی
خضر بقا ہمارے لیئے یون فنا ہوئی

کیجے جفائین آپ جہان تک قبول ہین
دشمن دکھائے آنکھ تو یہ بات کیا ہوئی

خانہ خراب کیسی ہے یہ دل لگی جناب
آخر وہین ہوئی کہ جہان ابتدا ہوئی

جس دل پہ جا پڑی اُسے بس خاک کردیا
برق نظر تری نہ کسی جا خطا ہوئی

کب دشمنون کو مینے کہا ہے بُرا بھلا
چھوڑو خُدا کے واسطے بیجا خطا ہوئی

پھر کیا خون بہا کہ سبھی کچھ تو مل گیا
قاتل جو مُسکرا کے کہے ہان خطا ہوئی

فرط خوشی سے ہنسین میرے زخم دل
جب بعد قتل ہنسکے کہین وہ خطا ہوئی

پھر دادخواہ کون ہو انکا جہان مین
بے رحمی ان بتون کے لئے جب روا ہوئی

گریہ کی میرے پہونچی جو آواز تا بگوش
بے چینی یہان جُدا ہوئی اور وان جُدا ہوئی

ترچھی نظر جو اُنکی ہوئی سیدھی اس طرف
مقبول جانتے ہین ہماری دعا ہوئی

اُنکی نگاہ ناز قیامت تھی یا بلا
دنیا ہوئی تمام اک اُنکی ادا ہوئی

جس جس نے انکو دیکھ لیا آگئی قضا
ایسی ادا ہوئی تو بھلا کیا ادا ہوئی

تیر نگاہ ناز کے پڑتے ہی جان گئی
میری قضا ہوئی تری ظالم ادا ہوئی

جب وہ پڑی رقیب بد اطوار پر پڑی
پھر کہتے ہیں نگاہ مری پارسا ہوئی

اپنا سا کر لیا ہے اب اُسکو بھی حق پرست
پڑھ لیں دوگانہ بندگی حق ادا ہوئی

میں بھی یہ جانتا ہوں کہ لڑتی رہی سدا
غیروں سے کب نگاہ تری آشنا ہوئی

جب تم گئے تو تب میں ہمکو جگہہ ملی
جب دل گیا تو درد کو پہلو میں جا ہوئی

عاشق عدو کو گھیر لیا اُسنے آنکر
جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی

زاہد نماز عصر میں تیری ہوئی قضا ایک
عاشق کی ایک سجدہ میں سارے قضا ادا ہوئی

غزلہائے غیر طرح دیوان

ہم ترے کوچہ میں اس طرح رہیں آتے جاتے
سر کے بل چلتے ہیں اور جھکیان دکھاتے جاتے

ہر قدم شور قیامت ہیں اُٹھاتے جاتے
آرمیدوں کو ہیں ٹھوکر سے جگاتے جاتے

جو بہت چلتا ہے تھکتا ہے وہ آخر اک دن
تھکتے ہیں دم کو ہیں سینہ میں آتے جاتے

خون دشمن کا لگاتے ہیں زمین پر شقہ
خاک خون میں ہیں سمجھے یوں ملاتے جاتے

پھول جھڑتے ہیں گہر گرتے ہیں آتی ہیں سحر
وہ ہیں دشنام سر راہ سناتے جاتے

مر کے یوں خاک ہوئے تھے کہ رسائی ہوگی
ہائے وہ خاک سے دامن ہیں بچاتے جاتے

رہرو منزل عقبیٰ کو جو وحدت ہے پسند
پا فتادوں کو بھی لازم تھا اٹھاتے جاتے

رہگذر میں ہے مزا کلبۂ احزان اے جان
اس طرف بھی تو گذر ہو کبھی آتے جاتے

آہیں بھرتے ہیں ترے سوختہ جان تفتہ جگر
ہیں فلک زیر فلک اور بناتے جاتے

سوختہ دل ہیں وہ مایوس کہ آہیں بھر کر
اک فلک تازہ دھوئیں کا ہیں بناتے جاتے

لیچلے دل تو عبث چھوڑ کے جاتے ہو اسے
نقش امید بھی سینے سے مٹاتے جاتے

اثر رقت مضمون سے ہے قاصد گریان
حرف مٹجاتے ہیں خط کے تر کے جاتے جاتے

میکدے سے ہین کبھی پایا کبھی بتخانے مین　　عاشق رند کو دیکھا ہے ہمین آتے جاتے

ہم بھی عاشق سر مقصد پہ پہونچ جائینگے
نقش پا پیشروون کے ہین جو پاتے جاتے

دیگر

وہ گرد رخ جو زلف معنبر بنائین گے　　ہالے کا گرد ماہ کے چکر بنائین گے
دود جگر سے چرخ کی چادر بنائین گے　　چنگاریون سے آہ کے اخگر بنائین گے
لکھنے کو وصف صحف رخسار یار کے　　تار نگاہ شوق کا مسطر بنائین گے
وحشت کریگی گر خلش خار کی ہوس　　مژگان یار کو سر نشتر بنائین گے
آب روان اشک سے اندوہ ہجر مین　　ہم نذر یار کے لئے چادر بنائین گے
قاتل ہمارے قتل سے آتیگی اور آب　　قطرون سے خون کے جوہر خنجر بنائین گے
ہمسے بگڑ کے غیر بتون سے ملا تو ہے　　اب تجھسے ہم بھی اے دل مضطر بنائین گے
بے ساختہ بناؤ تیرے ہائے کیا کہون　　دل پر بنائین گے کبھی جان پر بنائین گے
دشمن کی روک کے لئے دل کے غبار سے　　دیوار مثل سد سکندر بنائین گے
احسان کسی کا لین گے نہ ہم راہ عشق مین　　قاصد کے بدلے آہ کو رہبر بنائین گے
ہمکو تو ہائے دلشکنی کھیل ہوگئی　　ہم کسکے گھر سے روز نیا گھر بنائین گے
خاموش ہوکے وصل مین یون تو نہ بیٹھیے　　بت بن کے آپ مجھکو بھی پتھر بنائین گے
واعظ مجھے ڈراتا ہے محشر کی پیاس سے　　سب کام میرے ساقی کوثر بنائین گے
تڑپا کے آپ ہمکو قیامت نہ لائیے　　مضطر وہ ہین جہان کو مضطر بنائین گے
ہم کچھ عدو نہین کہ بنین انکے مدعی　　کیون رنگ خون سے قتل کا محضر بنائین گے
ہم انکے جائینگے وہ کرین لاکھ بندوبست　　اب طائر خیال کا شہپر بنائین گے

عاشق جئین گے وصل مین اشنان جبین پہ ہ

اب آسمانِ حسن پہ اختر بنائین گے

ہم اسے فلک ہین ستمگر کے داغ کھائے ہوئے
حزین ہین خستہ ہین مظلوم ہین ستائے ہوئے
اُٹھین نہ رشک سے کیونکر بغیر اُٹھائے ہوئے
رقیب آئے ہین محفل مین بے بلائے ہوئے
قدم قدم پہ تھے فتنے بپا قیامت تھی
چلے وہ ناز سے دامن کو جب اُٹھائے ہوئے
اگر نہ آئے وہ دلبر تو موت ہی آجائے
دعا کو ہاتھ ہین مدت سے ہم اُٹھائے ہوئے
عدو پہ ناز تھا اب کیون ہین وہ موردِ طعن
بتاؤ بیٹھے ہو کیون اپنا مُنہ بنائے ہوئے
عذاب روز جزا سے وہ کیا ڈرین واعظ
جو سختیان ہین غم ہجر کی اُٹھائے ہوئے
یہ کون بسمل پُرشوق آج قتل ہوا
لباسِ سُرخ سے وہ خون مین ہین نہائے ہوئے
نہ غنچے خود ہین شگفتہ نہ اپنے زخم جگر
یہ گل ہین اُس گل خندان کے سب کھلائے ہوئے
وہ دل کو لیگئے اپنے تو رہ گئے بس ہم
کلیجا غم سے مسوسے ہوئے دبائے ہوئے
جو کشتگانِ تغافل ہین خاک مین سوئے
اُٹھین گے یہ نہ ہرگز کبھی اُٹھائے ہوئے
رہیگی رونق حُسن و جمال کب مخفی
نقاب مین ہون وہ گو لاکھ مُنہ چھپائے ہوئے
خطر ہو کیا اُنھین دریائے معصیت کا کچھ
جو بحر اشکِ ندامت مین ہین نہائے ہوئے

نہ کیون ہون بحرِ ندامت مین غرق اے عاشق
کہ میرا خون ہین وہ بے گنہ بہائے ہوئے

کشتنی وہ ہین کہ ارمان قتل کے دلمین رہے
سر بکف ہوکر ہمیشہ کوئی قاتل مین رہے
نکلے ارمانِ شہادت ہائے دل ہی کسطرح
نازکی سے جب نہ خنجر دستِ قاتل مین رہے
کیا رہے ایسے تو رہنے سے نہ رہنا خوب تھا
جب سبک آنکھون مین اور بھاری ترے دلمین رہے
بعد پامالی وہ کر دی خاک بھی برباد جب
پھر کوئی کیا خاک جاکر کوئے قاتل مین رہے
پیٹین ہم اُن حسرتون کو جو سدا بھٹکی پھرین
روئین اُن ارمانون کو نکلے نہ جو دلمین رہے
تھے شہادت کے جو بوکے کھالیا پھل [illegible]
قبضۂ شمشیر و خنجر دستِ قاتل مین رہے

دختر رز منہ لگی جسکے نہ چھوٹے گی کبھی
محتسب پیتے رہے خون فکر باطل مین رہے

عشق پردہ دار نے ڈھانکا ہے پردہ قیس کا
پھر بھلا لیلی کا پردہ کیون نہ محمل مین رہے

وہ نہیں آیا گلستان مین تو آئی ہے خزان
وہ مزے پہلے سے کب شور عنادل مین رہے

کچھ دیے ہین مانگ کو کچھ زلف کو کچھ خال کو
میرے دلکے ٹکڑے یون فرمان قاتل مین رہے

جھڑکا عاشق کو وہ کہتے ہین سوال وصل سے
ہجر کیسا غم پھر جب تم مرے دلمین رہے

غزل دوم ایضا

پوچھتے کیا ہو شب غم کن مشاغل مین رہے
رنج و غم درد و الم سے مشورے دلمین رہے

پیرہن چرخ کو افشان کریگا خون سے
دم اگر تھوڑا ابھی باقی تیرے بسمل مین رہے

ناتوانی سے نہ نکلے دو نو گھر سے ہجر مین
مین تو کیا ارمان بھی میرے سخت مشکل مین رہے

ہائے مین تڑپا نہین لوٹا نہین دیکھا نہین
سیکڑون ارمان بھرے قاتل مرے دلمین رہے

وہ تجلی طور کی اور دید بے پردہ حسن کا
روبرو اسکے کوئی کیسا مقابل مین رہے

وہ عدم آباد کو پہونچین گے کیونکر رہرو
عمر بھر چل چل کے جو پہلی ہی منزل مین رہے

خوب لوٹے آپکے روئے مخطط کی بہار
گر ہمارا نقطۂ دل آپکے تل مین رہے

آنکھ مین ہو جلوۂ نظارہ تیرے دوست کا
یاد تیری ہر نفس یارب مرے دلمین رہے

کرتے ہین بے چین جو آگئے انکو تھین
میرے ارمان ہین جو وقت مرگ بھی دلمین رہے

پوچھو تو بتلاؤن مین تمکو کہان تھے پردہ دار
آنکھ کے تل مین رہے تم پردۂ دل مین رہے

ہجر مین **عاشق** جگر تو دلمین بھی باقی نہین
یون تو سینہ مین بہت مدت سے شامل مین رہے

غزل سوم

جبکہ یکرنگی ہے پھر کیون وہم باطل مین رہے
جز ترے کوئی تصور کیون مرے دلمین رہے

رشکِ دشمن سے غضب ہے جان اک شمع رو
بنکے ہم پروانہ شب کو تیری محفل مین رہے

جلد طے کرتے ہین منزل کو جو ہین آہستہ رو
زود رو کھا کھا کے ٹھوکر پہلی منزل مین رہے

بوند پانی کی نہین چکنے گھڑے پر ٹھہرتی
بات عقل و فہم کی کیون طبعِ جاہل مین رہے

وصل مین ناخواندہ مہمان آتے ہین اور ہجر مین
کون مہمان یاس و حسرت کے سوا دلمین رہے

بارِ سنگِ رشکِ دشمن ہے ہمیشہ سینہ پر
تیرے بیمارِ محبت مبتلا مشکل مین رہے

شیخ مسجد برہمن مندر مین رہتے ہین تو کیا
دل جگر انکا جو دائم کوئے قاتل مین رہے

یادِ مژگانِ بتِ سفاک مین فرقت کی رات
خارِ غم نشتر صفت ہر دم رگِ دلمین رہے

دیکھیے پہونچین گے کب تک تا دیارِ ملکِ عدم
قافلے جتنے گئے سب پہلی منزل مین رہے

خارِ غم نے تیرے بخشے ہین ہزارون دل مین ان
آبلے جتنے پڑے ہین بنکے دل دلمین رہے

عاشق اب وہ جو سزا دین مین نہین اسکا جواب
کہتے ہین کیون بے اجازت میری محفل مین رہے

کیا قیامت ہے تماشے کوئے قاتل مین رہے
سیکڑون ڈھب کے نقشے پائے بسمل مین رہے

جان کھوئی ہو جسے وہ ایسی مشکل مین رہے
جز مرے دشمن کا کیا دل جو ترے دل مین رہے

دونو کے ارمان نہ نکلے ایک اوچھے وار مین
کچھ مرے دلمین تو کچھ شمشیرِ قاتل مین رہے

تن کو وہ ڈھانکے نہ کیون پھر خاکِ کوئے یار سے
تار اک باقی نہ جیب و امانِ سائل مین رہے

بال پڑ جائین گے اُس مین حیرتی بن جائے گا
تاب کب آئینہ کو تیرے مقابل مین رہے

داغہائے دل ہین یہ سب خون کے چھینٹے نہین
جو گلِ خندان نمط دامانِ قاتل مین رہے

میرے گریہ کا اثر ہے موجِ طوفانِ بلا
میری آہون کے شرر دامانِ ساحل مین رہے

ذبح ہونے مین بھی قاتل ہمدمی کا لطف ہو
جتنا دم خنجر مین ہو اُتنا ہی بسمل مین رہے

بیگنہ کے قتل سے جاتی رہی ہے آبرو
پہلے سے جوہر کہان شمشیرِ قاتل مین رہے

یاس و حسرت کے سوا ہے کون اپنا ہجر مین
کاشکے پیکان قاتل ہی مرے دل مین رہے

آنسُو تجھے دریا بہاتے اور چلے تو گور مین
ہم سدا مخمور ہین آب اور اِس گِل مین رہے
عمر بھر مین پہونچے ہین یارب کنارہ گور کے
دور ہے جانا ابھی تک پہلی منزل مین رہے

آج **عاشق** کچھ تسلی جانِ مضطر کو ہے کیون
تیر کے پیکان شاید ٹوٹکر دل مین رہے

نہ پایا میری آہون سے کہین اپنا نشان تونے
بتا سمجھا تھا کیا آخر مجھے اے آسمان تونے
نہ چھوڑا عندلیبان چمن کا آشیان تونے
اُجاڑا کیون بہاران مین گلستان باغبان تونے
گلی کوچون مین خاک اڑنے لگی شہرون مین چرچے ہین
نبھائی رازداری خوب ہی اے رازدان تونے
گھٹی ہے شوکتِ افلاک تیرے آستانے سے
زمین جنت ہوئی تھان کی قدم رکھا جہان تونے
نہ نکلی صورتِ حسرت یہ کیسی بے وفائی ہے
کیا شرمندہ کیون قاتل سے جانِ ناتوان تونے
کٹے جاتے ہین اعدا اور وہ خاموش بیٹھے ہین
نکالی دھار خنجر کی طرح کیون اے زبان تونے
جہان دیکھو جہان مین شور ہے غل ہے دہائی ہے
مری کی ہے نوحہ خوانی خوب دل کے نوحہ خوان تونے
فسانہ گر مرا سُنتا نہ سُنتا پھر کوئی قصہ
فقط فرہاد و مجنون کی سُنی ہے داستان تونے
تجھے غیرون سے نفرت ہوگئی سمجھا تھا سچ اسکو
قسم کھا کر کیا ہے بدگمان اے بدگمان تونے
ہزارون داغ سینہ کے گئے روشن یہان ہونگے
جو شب بزمِ عدو مین گُل کھلائے میری جان تونے
نہایت ہے خفا ہو کر یہ پیشانی کے بوسہ پر
بنایا کیا جبین کو میرے سنگِ آستان تونے
غمِ سوزِ نہان صد آفرین شب بزمِ جانان مین
جلائے شمع کی مانند میرے استخوان تونے

تجھے سودا ہوا **عاشق** جو سودا دل کا کرتا ہی
سرِ بازار یہ کیسی لگائی ہے دُکان تونے

ہمارے قتل پر اکثر ہلائی ہے زبان تجھ نے
سوالِ وصل پر لیکن نہ ہون کی ہے نہ ہان تونے
اُٹھایا آہِ دل سے کسقدر میرے دھوان تجھ نے
بنایا سر پہ تازہ اور بھی اک آسمان تونے
تصور مین بھی بوسون کے جو یون لب چاٹتی ہے تو
بتا تو ذائقہ پایا ہے کیا اے زبان تونے

غضب ہے قتل ہونے پر بھی مجھسے گمان ہے
ہزارون بار مقتل مین لیا ہے امتحان تو نے

ہوا جو حسن مین ادنی سا بھی اچھا تیرے باعث سے
بنایا زاہدون کو معتقد پیر مغان تو نے

ترا ممنون ہون رکھا جدا اُنکے نہ سکنے کا
اڑائی آہ پر تاثیر خاک دشمنان تو نے

جو جاتے ہین وہان عشاق مر جاتے ہین گھٹ گھٹ کر
بنایا ہے ہمارے سینۂ دل سے کیا مکان تو نے

کیا سر کو جدا اتنا یہ کب بھاری تھا اے قاتل
اس احسان سے کیا ہے دوش کو جتنا گران تو نے

کبھی بتخانہ مین ڈھونڈا کبھی کعبہ تجھے جا کر
کہین کا بھی نہین رکھا مجھے عشق بتان تو نے

جوانی رہ گئی تھک تھک کے پیچھے پر نہ ہاتھ آئی
دکھائی چال وہ پیری مین اے عمر روان تو نے

خدا جانے پسند آئے نہ آئے اگر اے عاشق
یہی تھا پیش قیمت دل سو بھیجا ارمغان تو نے

تجسس مین جو چھانی ہے خاک لامکان تو نے
اڑائی خاک حسرت کی دل پر غم کہان تو نے

سلوک اچھا کیا وحشت یہ بنکر میہمان تو نے
اڑائین خوب امن کی ہمارے دھجیان تو نے

تری قدرت کی وسعت کا کسی کو علم ہے یا رب
کیا دو حرف کن مین دونو عالم کو عیان تو نے

تبسم سے ترے ہر خار و خس مین پھول آئے ہین
گلستان مین کھلائے گل عجب غنچہ دہان تو نے

صفت غلمان و حور و خلد کی سچ مان لیتا مین
مگر دیکھا نہین زاہد کبھی کوئے بتان تو نے

شب ہجران سے میرے اسکی طولانی کہین کم ہے
ہوا کیا خضر گر پائی ہے عمر جاودان تو نے

ہمارے سینہ مین کیا داغ رشک غیر کچھ کم تھے
دیا ہے پھر فلک کیون داغ ہجر دوستان تو نے

ترے عاشق نے زندہ کر دیا مردہ مضامین کو
خدایا وہ زبان بخشی اُسے معجز بیان تو نے

کیا جو اُس بت نا مہربان کو مہربان تو نے
سکھائی ہوگی طرز جور کوئی آسمان تو نے

کہین باقی نہین چھوڑا ہے کچھ آہ و فغان تو نے
زمین بیچاری کیا پھونکے ہین ساتون آسمان تو نے

قیامت کی یہ طولانی جو واعظ کی بیان تو نے
درازی روز ہجران کی ابھی دیکھی کہان تو نے

خدا جانے لقب پایا ہے کیون آرامِ جان تونے
نہین ناشاد ہی رکھا نہ رکھا شادمان تونے

چبھے جتنے تھے پیکان تیر کے دل بن گئے اُتنے
دیئے اک دل کے بدلے سیکڑون دل ستان تونے

یہ ٹھہری تھی کہ لیتے امتحان آج اُسکا مقتل مین
دغا کی خوب ہی دشمن سے مرگِ ناگہان تونے

مرا دامن ہے گویا دامنِ صد وادیٔ ایمن
کبھی نا ناپا مرے دامن سے دور اے آسمان تونے

ہزارون کوس تجلی چھا گئی ہے جسکی تابش سے
بتا مجھسا کہین دیکھا ہے کوئی آشفتہ جان تونے

نہ آئے وہ تصور ہی مین نقشہ کھینچکے آیا ہے
نہین کی جذبِ الفت میری محنت رائگان تونے

وفا کی تو جفا کی اور دعا کی تو دغا اُلٹی
اِدھر سینے اُدھر تونے یہان بیٹھی وہان تونے

جہان بیٹھے زمین بیٹھی جہان اُٹھے فلک ٹوٹا
قیامت ہم پہ توڑی ہے زمین آسمان تونے

سخندانی کی شہرت ہے سخندانون مین یون **عاشق**
کہ فیضِ حضرتِ غالب سے پائی ہے زبان تونے

رُباعیات طرح دیوان قافیہ بقافیہ

رباعی

اے ماہ لقا غیرتِ صد مہرِ منیر
کیونکر نہ ہو رشک سے یہ عاشق دلگیر
ہے طرفہ غضب کہ خواب مین غیر سے شب
باتین کرتی تھی ہنسکے تیری تصویر

رباعی

بے رحمی و سفاکی مین بے مثل و نظیر
ہے کون وہ تم ہی تو ہو بیباک و شریر
کیا چھیڑ ہے کیون غیر کی کھینچی تم نے
ہمنے بھی جلائی مُنہ جلے کی تصویر

رباعی

کیا مہر سے خالی ہے تمھاری تصویر
اچھون سے نرالی ہے تمھاری تصویر
کیا کھینچے کوئی کہ دور اپنے کو بہت
خود کھینچنے والی ہے تمھاری تصویر

رباعی

بہزاد نے ہرگز نہ اُتاری تصویر
اس ناز و ادا کی ایسی پیاری تصویر
حیرت سے جو تصویر بنا جاتا ہے
پھر کھینچے وہ کس طرح تمہاری تصویر

رباعی

بدعہد مُکرتی ہے تمہاری تصویر
جھوٹا تمھین کرتی ہے تمہاری تصویر
بھرتے ہین تصوّر مین جو اسکا خاکا
عُشاق سے ڈرتی ہے تمہاری تصویر

رباعی

حور و غلمان سے ہے یہ بڑھکر تصویر
ہے عکس فلک پہ اور زمین پر تصویر
پیوستہ یہ اُس سے اور وہ ہے اِس سے
پھر دل سے یہ کیونکہ نکلے باہر تصویر

رباعی

سیکھی ہے کہان ناز تمہاری تصویر
دم دیتی ہے دمساز تمہاری تصویر
مانند بتون کے راز کہتی ہی نہین
پھر کیونکہ ہو غمّاز تمہاری تصویر

رباعی

رمضان کے روزون سے ملا خلد مین بار
اسکی گرمی سے سردی پہونچی فی النّار
روزہ ہو دو روزہ کے برابر عاشق
جائز نہین اک دن مین ہو دو بار افطار

تمت بالخیر

غیر طرح دیوان

قصیدہ مشتمل بر مدحِ مہر سپہر عرفان و ہُدی شمع شبستانِ صدق و صفا حضرت سید حسن رسول نما قدس سرّہٗ

حسن رسول نما پیشواے اہلِ یقین
اس آستانہ پہ گھستے ہین مہر و ماہ جبین

بلند گرچہ فلک ہے مگر کہان اتنا
کہ جتنی رکھتی ہے رفعت اس آستان کی زمین

چھنے جو ذرۂ خاکِ قدم سے اشانِ چرخ
تو مہر و ماہ مین ہونے لگی خبانِ جبین

یقین ہے نہ رہے خاتمِ سلیمان مین
اگر اِن کا نام ہو زیبِ نقشِ جرمِ نگین

بنے گی غیرتِ اکسیر گردِ پا اُسکی
جو ہووے دستِ مُغلی مین کوئی خاک نشین

نہین بعید خرد سے کہ طالبون نے ترے
نگاہ جبکہ اُٹھائی تو عرش بھی ہے قرین

لگی ہوئی ہے سرِ رہ سبیل کوثر کی
اس آستانے کی ہے خاک رشکِ ماءِ مُعین

جہان شرع مین مشہور نام ہے تیرا
ہے جس سے رونقِ اسلام زیبِ دینِ متین

یہ فیض آپکے سب حُسنِ معنوی سے ہے
کہ میری فکر ہے اچھی مرا خیال حسین

لیا یہ رحمتِ باری نے کام روضہ پر
کہ پڑھتی رہتی ہے ہر وقت سورۂ یٰسین

جہان مین آپکی خاکِ قدم ہے خاکِ شفا
نہ دردمند ہے کوئی یہان نہ کوئی حزین

تمھارا نام اگر دایۂ حیات نہ لے
یقین ہے کہ شکم سے کبھی نہ نکلے جنین

یہ حُسنِ خلق کا سبزہ مین ہو گیا ہے اثر
تمھارے دشت کے آہو مین رشکِ آہوئے چین

اگر آپکی ہو توجہ تو ہے نجات ابد
سفارش آپکی ہو تو ملے بہشتِ برین

تمھاری یاد مین روون مین بیٹھ کے گر
تو ہو بہشت کے قابل سرشتِ ماء و طین

جہان مین تا بقیامت تمھاری ذات سی ہے
نظامِ شرع و طریقت قوامِ ملت و دین

تمھارے ہجر مین گریہ نے پائی یہ قیمت
کہ قطرہ قطرہ ہے آنسو کا رشکِ دُرِّ ثمین

یقین تو یہ ہے کہ پہنچے نگاہ تا سرِ عرش
مراقبہ مین کوئی ہو جو بر سرِ بالین

چڑھائے مرقدِ انور پہ چرخ گر چادر
ستارہ بنکے گرے صورتِ گلِ نسرین

رسولِ پاک سے جا ملا دیا جسکو
کیا ہے مُردے کو زندہ نے زرِ صدق و یقین

اویسِ قرنی سے بیعت ہوئی ہے رویا مین
تبارک اسمک کیا مرتبہ ہے کیا تمکین

طریقت آپکی عرفان ہے معرفت ہی سلوک
محبت آپکی ایمان ہے اور کفر ہے کین

نگاہ پڑتے ہی روضہ پہ عرش پر جائے
یہ تار کا ہے عجب سلسلہ کہیں سے کہیں

نمونۂ سلفِ صالحِ رسُول نما
جناب سیّد احمد حسن ہیں صدر نشین

انھیں کے دم سے ہے روضہ کو رونقِ تازہ
مثل یہ سچ ہے کہ ہے زینتِ مکان مکین

انھی سے شمعِ شبستانِ معرفت میں ہے نور
زمین روضۂ انور ہوئی فلک تزئین

فلک اگر نہ پڑھے انکے نام کی تسبیح
تو دانہ دانہ جدا ہو خوشۂ پروین

یقین ہے نعرۂ اشہد سے گونج اُٹھے گردون
اگر ستون کو یہ ذکرِ حسن کریں تلقین

شریعت انکا ہے شیوہ طریقت انکا چلن
حقیقت انکا ہے قانونِ معرفت آئین

بیان کیونکر کرے لاکھ خوبیوں میں ایک
زبانِ خامہ کو طاقت نہیں مجال نہیں

ہمیشہ روضۂ اطہر سے فیض ہو عاشق
لبِ سروش دعا پر مرے کہے آمین

غزلہای ردیف الف قافیہ بقافیہ تمامہ غزلہائے دیوان مرآۃ الغیب شاعر بیمثال سخنور نازک خیال فاضلِ اجل کامل اکمل جناب مولوی امیر احمد صاحب متخلص امیر مینائے لکھنوی و دو غزلہ ردیف یا صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ دیوان مرآۃ الغیب قافیہ بقافیہ و قصیدہ مندرجہ دیوان مذکور مناظرہ شانہ و آئینہ قافیہ بقافیہ

مناظرۂ زلف و رخ

جتنا ہو کم قصور ہے اپنے قصور کا
ہے بحرِ عفو جوش پہ ربِ غفور کا

کچھ بھی نشان نہیں مرے داغِ قصور کا
اللہ رے جوش رحمتِ ربِ غفور کا

عالم مری نگاہ مین رہتا ہے نور کا
دریا سے موج کو ہے ارادہ عبور کا
جو اک پلک جھپکنے مین واصل ہو یار تک
ایسے سے وہم دور ہے نزدیک و دور کا
درماندگی وصال صنم مین ہو کسلیے
چلتا نہین کہ فکر ہو نزدیک و دور کا
ذرہ سے کم نگاہ مین میرے ہین مہر و ماہ
عالم وہ چشمِ دل مین سمایا ہے نور کا
اللہ رے صاف دل کی ہماری صفائیان
جس جا نگاہ کی وہین جلوہ ہے نور کا
بینا ہے جنکی چشمِ دل اسرارِ عشق مین
گھر بیٹھے دیکھتے ہین تماشا وہ دور کا
مُرجھا دیا سمومِ ملامت نے اُگتے ہی
سرسبز کب نہال ہوا ہے غرور کا
شایان ہے تیرے واسطے زیبا تجھی کو ہے
اللہ رے دبدبہ ترے عزّ و غرور کا
نورِ خدا سے نورِ محمدؐ گیا ہے مِل
کتنا عروج پر ہے ستارا یہ نور کا
بُہتان اُٹھین گے شرک کے گھر غیر کے نہ جا
مخزن وہ تہمتون کا ہے معدن فتور کا
لُٹے وہ ارم رہے نہ وہ شوکت نہ وہ شہی
شداد کو ملا یہ نتیجہ غرور کا
کون و مکان حبیب کی خاطر بنائے ہین
وہ نورِ پاک خاص سبب ہے ظہور کا
رکھتا ہون بے پری مین بھی وہ تیز پر کہ مین
پستی مین لاؤن اوج سے شہپر طیور کو
ابرِ کرم وہ دامنِ عصیان کو پاک کر
دھبّا رہے نہ ایک بھی داغِ قصور کا
وہ اسمین جلوہ گر ہے یہ سمجھتا ہی ڈھونڈتا
یہ حال ہوگیا ہے دلِ ناصبور کا
اس آرزوئے دل نے اسے کیون بٹھا دیا
اُبھر اٹھا بحرِ غم سے سفینہ قصور کا
گرداب مین بٹھائے گا گر بارِ معصیت
تو بہ سبک کریگی سفینہ قصور کا
بھاری نکر ڈبو نہ ہوا و ہوس اسے
ہے بحرِ معصیت مین سفینہ قصور کا
پھر کیون نہ ہو مجھے فخر سرِ عرشِ برین پہ
ہو سایۂ قدم مرے سر پر حضور کا
اے بیکسی کہان ہین وہ سرمایۂ غرور
ملتا نہین نشان اب اُنکی قبور کا
چاہون مین تجھکو اور ہو پھر چاہ غیر کی
کافر ہون گر خیال کرون حُسنِ حور کا

زاہد مین اسکو چھوڑ کے کب ہم مین آؤنگا
لالچ جو دے رہا ہے تو غلمان و حور کا

پردہ نہین شراب کہ خالی ہون خم کے خم
اک جرعہ مکتفی ہے شراب طہور کا

پیتا نہین ہون کچھ بھی بجز خون دل کبھی
مشتاق اسقدر ہون شراب طہور کا

مجھکو مے وصال سے مسرور کیجئے
کب خواستگار ہون مین شراب طہور کا

وہ عشق پردہ دار نے ڈھانکا بروز حشر
کب جسم کوئی دیکھ سکا ہے سے عور کا

عاشق کا بیڑہ پار لگا دیجیو خدا
بحر فنا سے جب ہو ارادہ عبور کا

جوش مین جس دم کہ دریائے شفاعت ہو گیا
سبکا بیڑا پار حضرت کی بدولت ہو گیا

لوح دل پر نقش جب نقش شفاعت ہو گیا
محو داغ معصیت اسکی بدولت ہو گیا

جو کہ ہونا تھا وہ سب وقت شفاعت ہو گیا
سبکا چھٹکارا شفاعت کی بدولت ہو گیا

وہ گھٹا آئی کرم کی ابر رحمت ہو گیا
فضل سے لبریز میدان عدالت ہو گیا

دامن امید شوق جلوہ سے اتنا بڑھا
دور دامن کا رہے دور قیامت ہو گیا

ہو گئی بخشش ملی جنت خدا کے فضل سے
مختصر میرے لئے روز قیامت ہو گیا

سونے والون کی کھلین آنکھین جو آنکی چال سے
پوچھتے ہین مجھسے کیا روز قیامت ہو گیا

جو گرا قطرہ غم حسنین مین دریا بنا
جو دھوان آہون کا اٹھا ابر رحمت ہو گیا

جسکو دربانی ملی اس آستان پاک کی
اسکو دنیا ہی مین حاصل قصر جنت ہو گیا

مل گئی کونین کی بس اسکو پھر شاہنشہی
جسکو فرمان غلامی یہان عنایت ہو گیا

ابر رحمت لیکے جب غائب ہوا آغوش مین
چھوڑ کر روح الامین حضرت سے رخصت ہو گیا

انکے آنے سے ہماری جان رفتہ آئی تھی
انکے جانے سے لبون پر دم تھا رخصت ہو گیا

نعرہ تکبیر جب خنجر کے منہ سے سن لیا
اللہ اللہ کیا مجھے شوق شہادت ہو گیا

مین وہ تڑپا نکلی خنجر کی زبان سے آفرین
رشک سے دشمن کو بھی شوق شہادت ہو گیا

ہاتھ جو اُسنے لگایا تن کے سو ٹکڑے ہوئے
جو نمک چھڑکا وہ خود اک جراحت ہوگیا

خاکساری کے سبب پہونچا کہان ہے یہ کہان
دل ہمارا وہ ترقی یاب رفعت ہوگیا

گھٹتے گھٹتے درد نے یہ حال میرا کر دیا
بڑھتے بڑھتے ضعف آخر رفع محنت ہوگیا

آپ جو چاہین کہین اور ہم سنین حیرت زدہ
کیسا جلوہ ہے کہ جس سے محو حیرت ہوگیا

سونپی قسام ازل نے قسمتِ عاشق انھین
جو زبان سے لفظ نکلا حرف قسمت ہوگیا

عاشق اب کیا شکوہ بیدادگر سے فائدہ
جو کہ ہونا تھا وہ پہلے درج قسمت ہوگیا

فلک کیا ہو مقابل عاشقون کے دور دامان کا
ازل سے تا ابد اک گوشہ ہے طولِ گریبان کا

یہ دل جون آتشین شیشہ ہو منظر شعلہ رویان کا
تماشا خود بخود جس سے نمایان ہے چراغان کا

گذر کیا ہو سکے یہان فہم کا یا دخل امکان کا
بہا تھا کربلا مین خون کیون شاہِ شہیدان کا

گُل عارض کی تیرے عشق نے بخشا اثر مجھکو
جہان رکھا قدم وان بنگیا تختہ گلستان کا

گرجتا گونجتا نالہ کا میرے چرخ پر چڑھکر
مقابل سے کہین مُنہ پھیرتا ہے شیر میدان کا

بیان پیراہنِ اقدس کی عظمت ہو سکے کیونکر
ازل سے تا ابد اک تار ہو جسکے گریبان کا

قدم پہونچا جہان تیرا فرشتون کی گذر کب تھی
ترے ذرہ سے برتر رتبہ کب تختِ سلیمان کا

ہمارے سینہ پر داغ کی دیکھی وہ گلکاری
کوئی مشتاق ہے عالم مین گر سیر گلستان کا

دعائین تا در اجابت پہونچین میرے ہاتھون کی
مرادون سے بڑھا وہ سلسلہ میرے گریبان کا

خلش خارِ رہ الفت کی جسکے دلمین ہوتی ہو
نظر مین اُسکی شکل خار ہر گل ہے گلستان کا

تمہارے دستِ رنگین کا وہ سایہ ہے شفق کب ہے
حنائی ہاتھ سے دل خون ہوا ہے لعل و مرجان کا

خدا کی شان ہے زاہد بھی دیوانہ ہوا اب تو
اثر ہے زلفِ حوران مین تری زلف پریشان کا

ہماری لاغری نے دی یہ آزادی کہ آزادی
بیابان و بیابان بن گیا ہے گوشہ زندان کا

ہوا ویران گلشن ہاتھ سے صیاد و گلچین کے
کسیکو خاک پھر ارمان ہو سیرِ گلستان کا

سیئے تارِ نظر سے مردمِ چشم اسکو زیبا ہے
دلِ صد چاک بھی پیوند ہے میرے گریبان کا

گھٹائے سے نہین گھٹتا یہ کاٹے سے کٹتا ہے
مرے طولِ امل کو سامنا ہے روزِ ہجران کا

درازی دیکھ لینا روزِ محشر کی بھی کیا ہے
مقابل گر کبھی ہو جائیگا یہ روزِ ہجران کا

مکین مین درد و غم اسمین کہان پھر عیش و راحت ہو
نہین جب دلمین ٹھکانا اب ہمارے اور مہمان کا

یہ مانا حضرت عیسیٰ جلا دیتے تھے مُردون کو
علاج آسان نہین لیکن ہمارے دردِ پنہان کا

عدو کم ظرف تھا جو راز عالم مین کئے ظاہر
مشیر اسکو بنایا تمنے ناحق رازِ پنہان کا

بلا سے جان جائے یار ہے اسکی نہین پروا
ہمین تو امتحان لینا ہے اکدن اُسکے پیکان کا

ترے تیرِ مژہ کے عشق مین حالت ہوئی ایسی
کہ ہر موئے بدن ٹکڑا بنا قاتل کے پیکان کا

ذرا آؤ دیکھ لو تم سینۂ عاشق کی گلکاری
تماشا دیکھنا ہے گر تمھین سروِ چراغان کا

دلِ پرخون نے وہ عالم کیا میرے گریبان کا
کہ گویا رنگ لایا خون پس مردن شہیدان کا

تعلق جسطرح جانکا ہے دل سے دل کو ہے جانکا
گلستان کو یہ ہین بلبل کا بلبل کو گلستان کا

نہین آسان تماشا دیکھنا کچھ ملکِ امکان کا
کہ یہ ہو کا مکان ہے جسمین عالم ہے خموشان کا

ہزارون سر اُڑے ابرو جدھر کو ہو گئے ترچھے
جہان مین غل ہوا قاتل تری شمشیرِ بُران کا

تمھاری ابروؤن سے دیکھ لیجے کٹ گئین جبین
پڑا ہے آئینہ مین عکس اس شمشیرِ بُران کا

ضرورت تھی جو کرنون کی دیئے مہرِ درخشان کو
رہا اک تار کب باقی مرے چاکِ گریبان کا

چمن مین گل کھلے ہین اور دلمین داغ حسرت کے
مزا ہے سامنا ہو اب گلستان سے گلستان کا

ہمارے زخمِ دل کو چاندنی سے گر بچاتا ہے
لگا اے چارہ گر پھاہا کسی گل کے گریبان کا

شرر کہ آہون کے میرے دیکھ لیجے وہ چمکتے ہین
تمھین منظور ہے گر دیکھنا جلسہ چراغان کا

قیامت مین قیامت قاتلون کی سر پہ ٹوٹیگی
بہایا کیسی بے رحمی سے خون شاہ شہیدان کا

ہو آئے گلشنِ دنیا پہ اے دل پھولتا کیون ہے
بدلتا ہے دم بھر مین یہان رنگ اس گلستان کا

مزے آتے خلش کے تیر مژگان کے تصور مین
مزا ہر تار بستر نے دیا خار بیابان کا

ہمارا خندۂ زخم جگر جب کھولدے ٹانکے
عبث سینا ہے پھرا ہے بخیہ گر چاک گریبان کا

پھرے فرہاد و مجنون جس بیابان تعشق مین
نہین آسان کنارہ ہاتھ آنا ایسے میدان کا

جہان پہونچا ہے یہ حُبِّ نبی مین نہین پہونچا
تصور سے نہین پایہ بڑھا تخت سلیمان کا

اگر دست جنون نے ناہی مجھکو شب فرقت
تو کوئی تار ثابت رہنے دی میرے گریبان کا

بڑھا نالہ مرا یون چرخ پر اک آن مین شب کو
بگولہ چرخ کھاتا جس طرح اُٹھی بیابان کا

عدو کے گھر کے دھوکے مین وہ میرے گھر چلے آئین
اثر پھیلے جو عالم مین شب تاریک ہجران کا

تمہارے آستانے کا ملا ذرہ تو مین سمجھا
نگینہ ہاتھ آیا خاتم دست سلیمان کا

رسائی خار تک ان کی اور اسکی دست وحشت تک
بڑھے رتبہ نہ کیونکر جیب و دامن سے گریبان کا

بس اب باز آئیے اے چارہ گر مرہم لگانے سے
مرا ہر زخم دل مشتاق خوگر ہے نمکدان کا

یہ دل ہی کھوئے دیتا ہے ہماری جان کو عاشق
بھروسہ کس توقع پر ہو پھر ایسے نگہبان کا

اُلجھنا کیون ہے ناحق حوصلہ کب ہے یہ دامان کا
کہ ہو جائے مقابل صورت چاک گریبان کا

کھٹکتا ہے نظر مین خار بنکر عشق خوبان کا
بنا ہے داغہائے دل سے اک تختہ گلستان کا

رہا پردہ اسی باعث ہمارے جسم عُریان کا
کہ محشر مین بھی بس سایہ رہا تیرے گریبان کا

سبب کچھ تھا کہ جو شب کو ہوئی معراج حضرت کو
بجز اللہ واقف کون ہے اس راز پنہان کا

جگر دل ٹکڑے ہو ہوکر بہت اشکون کے ساتھ آئے
بہا دریائے خون ایسا ہمارے زخم پنہان کا

ہمارے داغہائے دل کے پھولون کا ہی یہ گنٹھا
بتا دیجے اگر اک پھول ہو اسمین گلستان کا

ہمارے داغہائے دل کی کیفیت نہین دیکھی
کہ موسم ایکسان رہتا ہے اس اُجڑی گُلستان کا

ہزارون چاک شانہ مین ہزارون پیچ گیسو مین
سُلجھنا ہے بہت مشکل پریشان ہے پریشان کا

دکھا دیتا ہون اے فرہاد و مجنون راہ الفت کی
سنبھلنے دو ذرا گوشہ تو چھوڑو تم گریبان کا

امیدین وصل کی شب کی اگر ہوتین ہم پہلو
تسلی کسکا ہوتا جو غم اُٹھاتا روز ہجران کا

تمھاری زلف پیچان مین ہمارا دل ہے پیچیدہ
ہوا ہے ربط یہ اچھا پریشان سے پریشان کا

صفائے سینۂ قاتل سے ہوئی حیرت وہ کشتون کو
نظر آتا ہے مقتل مین عجب عالم خموشان کا

یہ میرے ہی دلِ خون گشتہ کی رنگت ہے ہین ایسے
وگرنہ سرخ ایسا رنگ کب تھا لعل و مرجان کا

پھٹا جاتا ہے سینہ سینۂ دلبر کی فرقت مین
الٰہی وصل ہو جائے گریبان سے گریبان کا

مٹائے خود نشان پامال کر کے اپنے کشتون کے
بتائے خاک کیا کوئی پتہ گورِ غریبان کا

غلامان نبی کا سایا فگن ہو جو پیراہن
تو محشر مین رہے پردہ ہماری جسم عُریان کا

سلطان کا جوڑہ پہنا دے اُنھین کوئی شب مین
تماشا دیکھنا منظور ہو گر جسم عریان کا

کسیکے عشق مین اغد رہے محویت ہی محویت
نشان تن کا نہین پھر کیا تردد جسم عریان کا

بجائے دل چھپا رکھے جو اسکو اپنے پہلو مین
بنے وہ رازدان ہمدم ہمارے راز پنہان کا

اسی سے سرخروئی ہو گئی حاصل زمانے مین
ترے تلوؤن پہ سر ملتا ہے یعنی پنجہ مرجان کا

تمھاری زلف میرا دل ہین باہم رازدان دونون
پریشان ہے یہی پوچھے ماجرا کوئی پریشان کا

شفیع المذنبین سا جبکہ ہادی دے دیا ہمکو
نہین محتاج رکھا حق نے عیسیٰ سلیمان کا

ہوا جب آئینہ خود حیرتی اس شکل زیبا سے
تعجب ہے کہ پھر منہ دیکھتے ہین ایسے حیران کا

ہوئے وہ ناتوان فرقت مین اُٹھنا بھی نہین چلنا
تماشا دیکھتے ہین گھر مین بیٹھے ہم بیابان کا

قیامت ہٹ گئی ہے چال اُنکی دیکھکر **عاشق**
قدِ موزون کے آگے سر جھکا سروِ گلستان کا

کھٹکنے کی مزے سے دل ہے عاشق نوکِ مژگان کا
مزا ملتا ہے گھر بیٹھے ہمین خار بیابان کا

کرے کیا بخیہ گر بخیہ مرے چاک گریبان کا
نشان ملتا نہین ہے ایک تار جیب و دامان کا

الٰہی بھول جائے غیر رستہ کوئے جانان کا
ہراس آجائے دلمین اُسکے کچھ خون شہیدان کا

ترے تارِ نظر سے سینے دامن کو اگر ٹانکا
اُلجھتا کیون ہے کیا اسمین اجارہ ہے گریبان کا

تری دربانی کی مین اسقدر عظمت سمجھتا ہون
کہ اسکے ہوتے کب طالب ہو دل تختِ سلیمان کا
خلش نوکِ مژہ کی یاد آئے تجھکو جب زاہد
کہ ہو تیرے کفِ پا مین کوئی کانٹا بیابان کا
پڑینگی پائے وحشت مین جنون کی بیڑیان ہمدم
لپٹ جائیگا کوئی تار گر میرے گریبان کا
سُنا یا بیت ابرو کا جو مضمون تو وہ یہ بولے
اسے بھی آپنے سمجھا ہے مطلع اپنے دیوان کا
وضو کیسا طہارت کو بھی بھولے شیخ جی آ تو
اثر ایسا تک ہوا ہے عشق مین اُس بت کی زبان کا
سنوارو لاکھ زلفون کو پریشانی نہ جائیگی
پڑا ہے اسپہ وہ سایہ مری طبعِ پریشان کا
تمھاری دیکھکر آنکھین وہ اپنی چوکڑی بھولے
غزالون سے بتا معلوم کیا ہوگا بیابان کا
تمھارے شوقِ نظارہ مین گر آنکھین نہین لاکھون
تمھین پر ورنہ ہر مو بدن سے دل نے کیون جھانکا
چلا ہون عمر بھر پوری نہین ہوتی مگر منزل
کٹھن ہے کاٹنا یارب محبت کے بیابان کا
ترے تیرِ نظر سے کس طرح کوئی مقابل ہو
خلش سے جسکے دل زخمی ہے ہر خارِ بیابان کا
مری مژگان کا شانہ اسکو سُلجھائے تو سلجھائے
سُلجھنا ورنہ ممکن ہی نہین زلفِ پریشان کا
سسکتا کوئی کہتا ہے کوئی بیجان کہتا ہے
تری فرقت مین حال ایسا ہوا رشکِ قمر جانکا
نجاتِ عاصیان اسمین فقط تسخیرِ دل اُسمین
کب اُنکے نقشِ پا سے نقش بہتر ہے سلیمان کا
بہت مر کھپ گئے عشاق یہ حسرت نہین نکلی
گریبانِ سحر دیکھا نہین شبہائے ہجران کا
فرشتون کو تفاخر کفش برداری ہے اُنکی
جنون پریون پہ بیشک بار تھا تختِ سلیمان کا
مدینہ کو چلین دیکھین وہان گلہائے گونا گون
بہار بے خزان ہے پھول ہر اک اُس گلستان کا

وہ حسنِ انتخاب یار کے اشعار ہین **عاشق**
خوشامد کی نہین — ہے منتخب ہر شعر دیوان کا

ہے دشمنِ قدیم عدو یار ہو چکا
ملنے پہ اب مرے بتِ عیار ہو چکا
انصاف ہو چکا کہ جو انصاف ہے یہی
لب تک نہ آئی بات گنہگار ہو چکا
مارا ہوا اجل کا تو اُٹھیگا حشر کو
جو مر گیا ہو آپ پہ بیدار ہو چکا

ملتی نہین ہے نبض ہماری طبیب کو
آزار کیا ہوا کہ تنِ زار ہو چکا

جسکے شفیق آپ ہون وہ جان سے گیا
جسکے معالج آپ ہون بیمار ہو چکا

میری طرح رقیب بھی محروم رہگیا
برخاست انکا شام سے دربار ہو چکا

نوبت سلام کی بھی نہ پہونچی غضب ہوا
ہم زینہ جاکے پہنچے کہ دربار ہو چکا

گوشہ ذرا سا انکے اُٹھا کیا نقاب کا
ہے سبکو یاس مہر نمودار ہو چکا

پابند ہون مین سلسلۂ عشقِ زلف مین
دلکے طفیل خود بھی گنہگار ہو چکا

محروم رکھا انکی نزاکت نے قتل سے
خنجر وہ لیکے ہاتھ مین ہیتار ہو چکا

اے دل تو مجھکو رکھے گا صیاد سے خجل
گر ہے تڑپ یہی تو گرفتار ہو چکا

جس باغ مین ثمر نہ ہون وہ بے بہار ہے
مرجھائین جسکے پھول وہ گلزار ہو چکا

پتھر سے سر کو پھوڑ کے فرہاد مر گیا
شیرین کا گرم آج سے بازار ہو چکا

وہ منہ بنا کے کہتے ہین مجھسے یہ نصیب
تنہائی مین کیا تھا جو اقرار ہو چکا

مشکل بہت پڑے گی اُسے دید کی وہان
نادیدنی یہان جسے دیدار ہو چکا

دل ہی نہین رہا تو خریدار کون ہو
سودا ہی جب نہ ہو تو وہ بازار ہو چکا

کیا پوچھتے ہو **عاشق** مجنون کا حال تم
رسوا وہ خوب بر سرِ بازار ہو چکا

مر گیا مین تو مرے بعد ہے چرچا کیسا
خون بہا نام ہے کس چیز کا جھگڑا کیسا

یہ تماشا بھی مری جان تماشا ہے کوئی
جان عاشق کی نکلتی ہے تماشا کیسا

عشق ہے خالق مفرد کا جو دل مین مفرد
فردِ عصیان کا مری جائزہ فردا کیسا

ہے ستم بھی تو تمھارا ہمین پیارا صاحب
خوگرِ شکر ہین بیداد کا شکوا کیسا

زلف دل پھانستی ہے صید مژہ کرتی ہے
ہے گلوگیر ترے کان کا بالا کیسا

شبِ معراج کو اک دم مین بُراقِ حضرت
عالمِ لا مین گیا عالمِ بالا کیسا

چارہ گر چارۂ بیچارہ کا چارہ کیا ہے
لا دوا جسکا مرض ہو تو دوا کیسا

تری ہر آن عجب ہے تری ہر بات نئی
لوگ عنقا سے تعجب مین ہین عنقا کیسا

پوچھو تو خلد سے بہتر ہی کہے گا مجنون
ملی جس راہ مین لیلی تو وہ صحرا کیسا

عشق فرہاد کے طعنے تو کبھی مجنون کے
وصل کی شب بھی جلاتے ہین وہ کیسا کیسا

چھین رکھا ہے مرا دل کبھی مانگون بھی اگر
بن کے انجان وہ کہتے ہین کہ کیسا کیسا

نزع کے حال مین بیمار کو دیکھا تو کہا
محو دیدار ہوا ہے اسے سکتہ کیسا

کیجیے ذکر اُسی کا کہ ہون مجنون جسپر
ہمسے ہو تذکرۂ صورتِ لیلا کیسا

کیسی گھٹ جاتی ہے آنے دی شبِ وصل کو تو
دیکھیں پھر طول ہے تیرا شب طولا کیسا

اُنکی گیسو کی ہوا نے اُسے پھلنے نہ دیا
گر پڑا پھولتے ہی نخلِ تمنا کیسا

مجھکو نالہ کی اجازت نہ دو عاشق ہون مین
پھر کہوگے کہ ہے عالم تہ و بالا کیسا

کچھ ایسی بنگئی کہ وطن سے نکل گیا
نالہ مکین دل تھا دہن سے نکل گیا

آنے سے اُسکے نعش پہ میری بفرطِ شوق
ہر ایک عضو میرا کفن سے نکل گیا

آکر خراب کیون ہوئے ہم اس جہان مین
بیقدر ہے وہی جو وطن سے نکل گیا

اُس رشکِ گل کے ساتھ کھٹکتا رہا سدا
کانٹا تھا غیر کیون نہ چمن سے نکل گیا

گلگشت کرکے باغ سے جسدم چلا وہ شوخ
بو بن کے گل بھی ساتھ چمن سے نکل گیا

پہنچی شمیم زلف جو تیری تو رشک سے
مُشکین اثر غزالِ ختن سے نکل گیا

اس دل کی چاہ نے نہ اُبھرنے دیا کبھی
کب یہ غریب چاہ ذقن سے نکل گیا

سُرخیِ لب سے ہوگئے خجل دل عقیق کا
خوشاب جن کے کان مین سے نکل گیا

تیرے خرام ناز نے جمنے دیئے نہ پانو
آزاد ہو کے سرو چمن سے نکل گیا

چھوڑی نہ جان گریۂ خون نے شبِ فراق
جتنا لہو تھا سارا بدن سے نکل گیا

وہ برق تھا چھلاوہ تھا اسکو مین کیا کہون - آیا ادہر ادہر کو وہ سن سی نکل گیا -

بس بے سنی نہ ایک بھی فریاد صید کی
صیاد بند کر کے چمن سے نکل گیا

نقشِ قدم سے کھل گیا ہر غنچہ باغ مین
شکلِ نسیم جب وہ چمن سے نکل گیا

کتنا کیا ہی ضبط مگر شکوۂ ستم
بے ساختہ زبان و دہن سے نکل گیا

صیاد تیرے جور نے عنقا کو کھو دیا
وہ آشیان کو چھوڑ چمن سے نکل گیا

گلچین کا جور اور خزان کی ادا سہی
دیکھین تو گل کہا وہ چمن سے نکل گیا

دیکھی جو تیری آنکھ تو سب بھولے ترکی
اک اک غزال دشتِ ختن سے نکل گیا

سمجھے کیا جو وعدۂ دیدار روزِ حشر
ایسی خوشی ہوئی کہ وطن سے نکل گیا

عاشق کی قدر جب نہ کسی گل سے ہو سکی
بیچارہ سوئے دشت چمن سے نکل گیا

مشتاق اسقدر ہون الٰہی مین دید کا
روزِ جزا پہ صدقے کرون روزِ عید کا

کیا کچھ خراب حال نہ ہوگا پلید کا
محشر مین خوب بگڑے گا نقشہ یزید کا

مدت سے نامہ بر کی ہوئی وہان رسید گم
مین منتظر یہان ہون خطون کی رسید کا

عیسیٰ صفت طیور ہزارون جلا دیے
ادنا سا ہے کرشمہ جناب فرید کا

کیا قدر ہو پھر اس دلِ ناشاد کی انھین
مفت آگیا ہے ہاتھ نہین ہے خرید کا

وردِ زبان ہے نام محمد کا رات دن
ہے فتح باب مین اسے رتبہ کلید کا

مقراض بنگئی ہے گلوے سخن کی یہ
پیکا تری زبان کو ہے قطع برید کا

وہ رند بادہ کش ہین ہم اے خشک زاہدو
پیرِ مغان لقب ہے ہمارے مرید کا

اُس افتخارِ کون و مکان کا ہو جو عدو
منہ کیون نہ ہو سیاہ جہان مین یزید کا

قاصد کے عضو عضو کے پرزے اڑا دیے
پرچہ دیا یہ میرے خطون کی رسید کا

لائیگا رنگ خون کے دریا بہائے گا
جس جا گریگا قطرہ تمھارے شہید کا

مجنون زلف کے لیئے زنجیر اور دو
زنجیر پا مین غل ہے یہ ہل مِن مزید کا

ترکیب وہ چلے ہو کہ دل مفت ہاتھ آئے
یہ ڈھنگ خوب تمنے نکالا خرید کا

سرخیل کشتگان محبت کا ہو گیا
اللہ رے مرتبہ یہ تمہارے شہید کا

عاشق رخ نگار ہے آنکھون مین جلوہ گر
میری نظر مین رشتہ ہے حبل الورید کا

مشتاق اک جہان ہوا جسکی دید کا
لایا وہ رنگ خون تمہارے شہید کا

میلہ بھرا ہوا ہے عجب اسکی دید کا
زاہد دوگانہ بھول گئے روز عید کا

بدلی ہے شکل ظلم نے نار سعیر سے
مسکن بنا ہے قعر جہنم یزید کا

پیر مغان سے رند خرابات بڑھ گیا
منہ پیر دیکھنے لگا اپنے مرید کا

چھینٹون سے خون کے جو گل افشانیان ہوئین
نظارہ کیون کرین نہ وہ اپنی شہید کا

بتلاؤن خاک کیونکہ گذرتی ہے ہجر مین
ہے رات قہر کی تو غضب دن ہے عید کا

بیعت کرون مین خضر سے تو کیا ہے ڈر
اک سلسلہ ازل سے ہے پیر و مرید کا

کٹ جائے سر جو بات کا دلمین خیال آئے
کیا ذکر ایسے حال مین گفت و شنید کا

پانی ملے نہ ساقی کوثر کے لال کو
بھاری تھا حکم جنگ مین ہر سو یزید کا

اس رشک مہ نے رخ سے اٹھایا نقاب جب
عالم مین غل ہے چاند وہ نکلا ہے عید کا

[illegible] نمایان ہے

دل و بین چشم حقیقت نگر ہو گر
ہر حرف معرفت ہے کلام مجید کا

پیغامبر کی وان کبھی ملتی نہین رسید
پھر کیا پتہ ملے مرے خط کی رسید کا

جس شب وہ آئے یہان وہی شب ہے شب برات
جسدن وہ آئے دن ہو وہی ہمکو عید کا

جس سے نکل رہی ہے صدا یار یار کی
ہے بس وہی مزار تمہارے شہید کا

عاشق شکم کو نور توکل سے پہلے بھر
یون کب روا ہے باندھنا توشہ فرید کا

تشہیر سر کیا تھا حسین شہید کا
ہر کوئی تشنہ کیون نہ ہو خون یزید کا

بعدِ وفات بھی ہے لپکا یہ دید کا
وا رہ گیا ہے دیدہ تمھارے شہید کا

ملتے تو دل ہی کھینچتی تھی آپ کی نظر
اب طرزِ نو نکالا ہے جان کی کشید کا

کیا کیا شبِ فراق میں کرتا ہے بیقرار
ہونا وہ ہنسنا ترا روزِ عید کا

دیکھا نہ دیکھا اور سنا ان سنا کیا
کیا اعتبار انکی ہو دید و شنید کا

ملتا نہیں ہے نامہ بروں کا کہیں پتہ
دیتے نہیں وہ کوئی بھی پرچہ رسید کا

پیرِ فلک نے چال تمھاری اڑائی ہے
بگڑا ہے خوب دل تمھارے مرید کا

کب یاد اسکی دل سے بھلاؤنگا زاہدا
وابستہ ہوں میں رشتۂ حبل الورید کا

زاہد جو کھولتا ہے تو عاشق کی لے زبان
محتاج قفلِ راز ہے ایسی کلید کا

گر چاہتے ہو اپنی صفائی بروزِ حشر
لکھ دو بنا کے تم مرے خط کی رسید کا

یہاں جسنے جھیل لیں ہیں شبِ غم کی سختیاں
ڈر اسکو کچھ نہیں ہے عذابِ شدید کا

زہاد ہیں مرید شبابِ پری وشان
کب منحصر ہے پیر پہ ہونا مرید کا

قربان ایسے وعدے پہ کیونکر کروں نہ جان
اقرارِ وصل اسنے کیا مجھسے عید کا

دشمن کے سامنے جو مری بات کاٹ دے
سیکھا کہاں سے ڈھنگ یہ قطع و برید کا

زاہد وہ منزلیں بھی تو طے کر وصال کی
صرف اعتکاف ہی نہیں چلہ فرید کا

قربان کیوں نہ ہوں خمِ شمشیرِ یار پر
عاشق نوید قتل کو دن ہے یہ عید کا

جوہر نہیں یہ دیدہ ہے مشتاقِ دید کا
خنجر پہ خون چمکتا ہے تیرے شہید کا

منہ خم کا کھول پیرِ مغان دن ہے عید کا
لیتے ہیں کام نالے سے قفلِ کلید کا

وعدے کا تھا خیال جناب حسینؑ کو
ورنہ تباہ دم میں تھا لشکر یزید کا

یہاں نانِ خشک جسکو سمجھتے ہو زاہدو
سرسبز ہوگا خلد میں توشہ فرید کا

اے شیخ میکدہ میں ذرا چلکے دیکھ لو
کیا حال ہو رہا ہے تمھارے مرید کا

وہ مجھکو ذبح کرکے یہ کہتے ہین غیر سے
ہے آج خون حلال کہ یہ دن ہے عید کا

احسان سر پہ تھا وہ کسی کا اُتر گیا
کتنا سُبک ہوا ہے جنازہ شہید کا

ماہِ صیام ختم ہے روزہ حرام ہے
ساقی پلا دے بادہ کہ دن ہے یہ عید کا

آئے ہین وہ ذرا ملک الموت صبر کر
موقع نہین ہے دوست یہ گفت و شنید کا

کیون جستجوئے رنگ حنا ہو گئی تمھین
بہتر ہے اُس سے خون تمھارے شہید کا

واعظ خُدا کے واسطے خالی نکر دماغ
کھائے کہان تلک کوئی توشہ فرید کا

تیرا دہن ہے قفل تو اُسکی زبان کلید
ہوتا نہین ہے قُفل کوئی بے کلید کا

مے نوش تیرا پیر مغان خُم کے خُم پیئے
تر ہو گلو نہ ایسے مُہوس مُرید کا

دامن کو جتنا دھونا ہے قاتل تو دھو کہین
دھبا کبھی نہ چھوٹے کا خون شہید کا

عاشق بتائے کیا تجھے ای غیر جلکے دیکھ
مضمون کھلے گا دم مین عدم کی رسید کا

خوگر ازل سے ہے جو عذاب شدید کا
اللہ رے حوصلہ یہ تمھارے شہید کا

نادان ہین جو سمجھتے ہین رشتہ بعید کا
وابستہ دل ہے عقدۂ حبل الورید کا

کرتا ہے لینے والیکو اپنا سا بیقرار
پھر کسکو حوصلہ مرے دل کی خرید کا

انگور کے فشردہ کو زاہد مُباح کر
پانی مین مل گیا ہے اثر کچھ کشید کا

کھلتا نہین جو قفل خزینہ کبھی بخیل
مُنہ بند ہو گیا تری بے شک کلید کا

یہان حوصلہ فراخ وہان کچھ کمی نہین
دل خواستگار کیون نہ ہو لطف مزید کا

اللہ رے فرط شوق کہ چھیڑے اگر کوئی
فوارہ سان اُبلنے لگے خون شہید کا

مینے کیا سلام وہ سمجھے کچھ اور بات
پوچھا یہ کس لئے تو کہا مینے عید کا

کھنچتی نہین جہان سے تصویر آپکی
عاشق کو پھر بتایئے باعث کشید کا

تن سے جُدا ہوا تو ہے قاتل کے پاؤن پر
سجدے سے کب اُٹھے گا یہ سر ہے شہید کا

بسمل کی یہ صدا ہے کہ اک وار اور بھی
اعجاز دیکھ لیجئے اپنے شہید کا
پانی ہے تن لئے مصحف رخسار پر جگہ
حافظ بنا ہے خوب کلام مجید کا
دامان انبساط مرادون سے بھر خدا
مدت کے بعد آج دن آیا ہے عید کا
کوئی قصور کوئی خطا بھی بتائیے
بیزار ہمسے کیون ہو سبب کیا کشید کا
تھوڑی سی داد پائیں محب حسین گر
محشر کی ٹھوکرون میں رہے سر یزید کا

عاشق کو قتل کرکے پشیمان ہوئے وہ خود
قدمون پہ انکے لوٹ گیا سر شہید کا

تھا جو مضمون خطا وقت رقم توڑ دیا
رحم نے جرم نویسی کا قلم توڑ دیا
تجھکو سمجھا وہ دکھاتا تھا مقابل ہوکر
آئینہ خوب کیا تو نے صنم توڑ دیا
سنگ دل آہ ترے دل پہ ہوا کچھ نہ اثر
کیا ہوا باتون سے گر قصر ارم توڑ دیا
تیری خاطر سے لے اب غیر کی کھاتی ہے قسم
مدتون سے تھا ہمیں عہد قسم توڑ دیا
تیری شمشیر نے منہ وار سے پھیرا قاتل
ایک دم میں ترے بسمل نے بھی دم توڑ دیا
سلسلہ وار لگانے کا جو توڑا تو نے
بس اسی دم ترے کشتہ نے بھی دم توڑ دیا
خواب مین سیر کو رات تمکو نہین جانا تھا
کیون صنمخانۂ چین تو نے صنم توڑ دیا

بخت کیون غیر کا عاشق سا ہو جب کاتب نے
بعد تحریر مقدر وہ قلم توڑ دیا

کسلئے تیرا لقب حور شمائل ٹھہرا
حور کا حسن کہان تیرے مقابل ٹھہرا
آج یہ کسکا سفینہ صفت دل ٹھہرا
کون یہ آکے الٰہی لب ساحل ٹھہرا
یون تری کاکل پر خم مین مرا دل ٹھہرا
جسطرح کوئی مسافر سر منزل ٹھہرا
گوش گل تک مرے نالون کی صدا جائیگی
باغبان بہر خدا شور عنادل ٹھہرا
کھلکے وحشت نے بڑھایا ہے قدم بسم اللہ
مجھسا دیوانہ گرفتار سلاسل ٹھہرا

ہین تو خود سلسلۂ عشق مین پیچیدہ ہوئے
بیوفا مجھکو نہ پابندِ سلاسل ٹھہرا

دلِ بسمل کے تڑپنے پہ تجھے رحم آیا
کچھ تو باعث ہے کہ خنجر ترا قاتل ٹھہرا

آفرین غیر کو کہتے ہین مرے قتل پہ وہ
کشتۂ ناز کا مرنے پہ یہ حاصل ٹھہرا

خط لکھون انکو تو وہ غیر کو دیتے ہین جواب
ہائے لکھا مری تقدیر کا باطل ٹھہرا

چلنے والے نہ کبھی چین سے دم بھر بیٹھے
تری چتون کبھی ٹھہری نہ مرا دل ٹھہرا

وہ چلے آئین تماشائی مری میت پر
صفِ ماتم کو خدا رونقِ محفل ٹھہرا

کششِ دل کو غلط کہتے ہو یہ تو کہو
کیا بتی تھے کہ جو چلتے ہوئے محمل ٹھہرا

تیغِ قاتل کے مقابل مین نہ ٹھہرا کوئی
کوئی ٹھہرا تو ہمارا دلِ بسمل ٹھہرا

شوق مین تیرے تجسس کے رہا آوارہ
دلِ مضطر نہ ہمارا کسی منزل ٹھہرا

وحشتِ دل نے نہ اکدم اُسے دم لینے دیا
چھاؤنی چھا کے نہ عاشق کسی منزل ٹھہرا

جا گزین رہتے ہین کیون اسمین بتانِ عالم
دلِ **عاشق** بھی الٰہی کوئی محمل ٹھہرا

یون جانیئے کہ جان سے گویا جدا ہوا
نا آشنا دُن کا جو کوئی آشنا ہوا

اتنی سی آرزو مین دم اپنا فنا ہوا
اُس خالِ لب کا بوسہ نہ ہمکو عطا ہوا

وہ کون ہے جو مرگ سے ناآشنا ہوا
اللہ کے سوا تو سبھی کچھ فنا ہوا

ناحق ہمارے سینہ سے اے دل جدا ہوا
دیکھا اسیرِ طرۂ زلفِ دوتا ہوا

جان ہجر سے بہ تنگ تھی دم ہو گیا فنا
تیری ادا مین قرض ہمارا ادا ہوا

قسمت سے ناز اُسکو ملا اور ہمین نیاز
تقدیر مین جو کچھ کہ لکھا تھا ہوا ہوا

مُنہ بیخودی شوق مین مُنہ سے ملا دیا
کیجیے قصور عفو کہ اب جو ہوا ہوا

دشمن کے بدلے لیتے ہین وہ امتحان مرا
مقصود اور کچھ تھا یہ کیا ماجرا ہوا

جانا کہ نامہ بر کے بھی ٹکڑے اُڑا دیئے
خط پُرزے پُرزے ہو کے جو آیا اُڑا ہوا

تاریکیٔ مزار کا مجھکو خطر نہین
رکھتا ہے رنگ شمع مرا دل جلا ہوا

لوٹیگا اسطرح کہ جہان لوٹ جائیگا
پھر سیر دیکھنا جو مرا سر جدا ہوا

بوسے ہزار مانگے تھے لیکن ملا نہ ایک
میرا سوال اُسکو گدا کی صدا ہوا

دل میرا اُسکی زلف مین جاکر جو پھنس گیا
یہ صید نیم جان خورشِ اژدہا ہوا

خط مین خراشِ دل نے کچھ ایسا اثر کیا
جو حرف مُدعا تھا وہ دیکھا پھٹا ہوا

پہلے تو آپ کہتے تھے اب تو ہے بر زبان
تکیہ کلام آپ کا یہ دوسرا ہوا

کم حوصلہ تھے تم جو اُسے سر چڑھا لیا
کم حوصلہ تھا غیر اُسے حوصلا ہوا

بولے وہ میرے دیدۂ پُرخون کو دیکھکر
ہے ہے چھلک نہ جائے یہ ساغر بھرا ہوا

لایا ہے رنگ خون یہ تمھارے شہید کا
تمنے ملا تو رشک سے خون حنا ہوا

اک وار مین صفون کی صفون کو اُڑا دیا
قاتل کا ہاتھ دیکھنے دست قضا ہوا

پامالیون کا شوق ہوا اور بھی سوا
دیکھا جو اُسنے راہ مین دل کو گرا ہوا

اے شوخ باحجاب ذرا آنکھ تو ملا
جاتا ہے نیچی نظرون سے کیا دیکھتا ہوا

اے شیخ تیرے کہنے سے کیا آج چھوڑ دین
مدت سے اپنا دل ہے بتون سے لگا ہوا

آتا ہے کس خوشی سے تمنّا تو دیکھئے
سر پانو پر تمھارے مرا لوٹتا ہوا

محفل مین غیر کو جو بٹھایا تو کیا کرین
اُسکو بٹھائے کون جو دل ہو اُٹھا ہوا

آہ و فغان کے ساتھ تڑپ اسقدر رہی
کہتے ہین بعد قتل کے یہ مجھکو کیا ہوا

ایسا نہو کہ اُس سے کہین ہمکلام ہو
قاصد کے ساتھ دم بھی ہمارا ہوا ہوا

کیا اشتیاق دید ہے اللہ رے اشتیاق
خط دستِ نامہ بر سے اُڑا اور ہوا ہوا

حورون کا اشتیاق بتون سے ہے اجتناب
عاشق خدا سے ڈر کہ تجھے اب یہ کیا ہوا

مری تشنہ دہانی نے جو ساغر مے سے بھر رکھا
نگاہ تیز ساقی نے ادھر ٹپکا ادھر رکھا

مری وحشت نے بعد مرگ بھی اتنا اثر رکھا
چڑھایا پھول بھی لاکر کسی نے تو کتر رکھا
بڑھایا ہر طرح دشمن کو اور ہمکو گھٹایا ہی
گرایا آنکھ سے ہمکو اسے پیش نظر رکھا
جبین گھستے رہے ہم عمر بھر جس آستانے پر
برائے سنگ تربت چھانٹ کر وہ سنگ در رکھا
گنوایا آپ ہمنے اپنے دل کو اپنے ہاتھون سے
کسی بیجا کے کیا پوچھین کہان کھویا کدھر رکھا
رقیبون ہی مین نبھتے تو بھی ہمکو صبر آجاتا
تعجب ہے کسیکو بھی نہ اپنا تمنے کر رکھا
وہ کہتے ہین کیا تھا تونے رسوا مجھکو عالم مین
مری تقدیر کا الزام بھی میرے ہی سر رکھا
ہمین کو قتل کرتے ہین ہمین ملزم بناتے ہین
کہ تونے خون کے چھینٹون سے کیون دامن بچا رکھا
عدو کا ذکر گوش دل سے تم ہر بات سنتے ہو
ہمارا حال سنکر ہاتھ تمنے کان پر رکھا
فلک لاکھون بنائے ایک چرخ پیر کی ضد پر
ہمارے درد دل کے جوش نے آہون کو دبا رکھا
تری تلوار نے جو رنگ کاٹا مجھکو اے قاتل
نہ دل رکھا نہ جان رکھی نہ تن رکھا نہ سر رکھا

شکستہ شیشۂ دل رہگیا ہے پاس اے عاشق
یہ اک ٹوٹا سا پیمانہ مری قسمت نے بھر رکھا

بھروسا کیا کوئی رکھے بھلا دنیا کے گلشن کا
کہ دانہ دانہ پس جاتا ہے آخر جسکی خرمن کا
ترا کوچہ بھی اے قاتل عجب نقشہ ہے گلشن کا
جہان ہے بسملون کا شور ہنگامہ ہے رن کا
بڑھاو طوق منت کا خدا کے واسطے کوئی
نہ رکھو اپنی گردن پر مری جان بوجھ گردن کا
ہمارے خون کے غازے سے ہی جوبن ترے رخ پر
ترے رنگ گل عارض سے چمکا رنگ گلشن کا
ہوئی تھی چادر چرخ کہن کیا چاک جو اکثر
لگایا بخیہ گر نے تار اسمین میرے دامن کا
یہ مانا سوئیون سے منہ ہزارون کا کوئی بھر دے
نہین بھرتا ہے پر آسان زخم دل کے روزن کا
حیا جس جا نگہبان ہو وہان دربان کی کیا حاجت
نگاہونکا جہان پردہ ہو وہان کیا کام چلمن کا
یہ سبحہ ہاتھ مین رکھا ہے وہ زنار گردن مین
اسی رشتہ سے رشتہ ملگیا شیخ و برہمن کا
کسیکے حسن کے پردے نے یہ پردہ دری کی ہے
جنون کے ہاتھ سے اک سلسلہ ہے جیب و دامن کا

وہ جس دھجی سے مسی پونچھکے پھینکے گلستان مین
عجب کیا ہے وہ دھجی پھول گر بنجاۓ سوسن کا

خیال آیا نہ تجھے کیون رشتۂ الفت کا اے قاتل
لگا رکھا ہے باقی کیون یہ تسمہ میری گردن کا

نہیں کچھ کام کفر و دین سے رندِ لااُبالی کو
گلہ کچھ شیخ کا اُسکو نہ شکوہ کچھ برہمن کا

جگہ پائی ہے ہمنے جان دیکر انکے کوچہ مین
نشان کچھ نام ہی کو بیکسی رہنے دی مدفن کا

کبھی کچھ خود بخود ہنسنا کبھی کچھ خود بخود رونا
نیا انداز ہے سارے جہان سے میرے شیون کا

مسی مالیدہ لب کو چوس کر جو مینے جان دی تھی
اُگا ہے خود بخود تربت پہ میری پھول سوسن کا

بڑھاپے مین یہ چرخ پیر ڈھاتا ہے ستم **عاشق**
خدا جانے زمانہ ہوگا کیا اسکے لڑکپن کا

نہ اندیشہ رقیبون کا نہ دھڑکا شوخ پُرفن کا
مگر رہتا ہے کھٹکا کچھ نہ کچھ اُس چشمِ رہزن کا

لپٹنا یاد آیا جب کسی سے دست و گردن کا
رہا اے ہمنشین پہرون نہ ہمکو ہوش تن من کا

دبستانِ محبت مین پڑھایا ہے سبق مینے
مجھے مجنون نے بھی اُستاد مانا عشق کے فن کا

پھنکا جاتا ہون اے سوزِ درون کچھ رحم کھا مجھپر
کہ ہر تنکا شرارہ بن گیا میرے نشیمن کا

نہ تو سب سختیان جھیلون کا مجھکو سخت جان سمجھے
تمہارا دل ہے پتھر کا تو میرا دل ہے آہن کا

ترے دیوانہ کی وحشت سے زنجیرین بھی چیخ اٹھین
ذرا تو دیکھ لے زندان مین کیسا غل ہے آہن کا

اشارہ سے عدو کے تینے میرا سر اڑایا ہے
رہیگا کسکی گردن پر ثواب اس بارِ گردن کا

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے مطرب بیٹھے ہے
بہار آئی ہوئی ہے زور پر ہے رنگ گلشن کا

رقیبِ روسیہ کو اور اپنے رنگ کو دیکھو
کہان جوبن ہے گُل کا اور کہان ہے پھول سوسن کا

مسی مالیدہ لب پر مین کسیکے ہون وہ دیوانہ
کہ نیلے چرخ کو بھی جانتا ہون پھول سوسن کا

بہت مدت سے روتا ہون الٰہی اب تو سنوا دے
عدو کے گھر مین تھوڑا سا اثر ہو میرے شیون کا

تمہاری آرزو مین ایک سے لاکھون ہوئے ملبوز
کہ دانہ دانہ سے انبار ہوجاتا ہے خرمن کا

جھڑی گریہ کی یہ مینے لگائی اُسکی فرقت مین
کہ پھر دھوکا ہوا عالم کو بے برسات ساون کا

ستم ڈھایا کہ اُسکو آپ اپنے پر کیا مفتون
دکھا آئنہ نے اُسکو نقشہ اُسکے جوبن کا

تو کسکی جان کا دشمن ہے کہہ جانِ **عاشق** کا
مین عاشق کسکا عاشق محو حیرت تیرے جوبن کا

آرزو طور کی کس طرح سے موسیٰ کرتا
دستگیری نہ اگر یون یدِ بیضا کرتا
تیری افشان کا جو اک ذرہ بھی پیدا کرتا
تو فلک سر پہ چڑھا کر اُسے تارا کرتا
رشکِ دشمن نہ مرے واسطے پیدا کرتا
تو مین دل کو ترے سر سے اُتارا کرتا
ہم تو خود اچھون کو کر دیتے ہین سودا دیکھو
ہمسے رسوا کو بھلا کیا کوئی رسوا کرتا
امتحان غیر کا مقتل مین اگر ہو جاتا
ہمسری کا نہ مری وہ کبھی دعوی کرتا
خانۂ یار کی دیوارون سے سر ٹکراتے
اے جنون تو نہ اگر بادیہ پیما کرتا
اک جہان جسکا تماشائی ہے وہ بسمل ہون
طائر قبلہ نما خاک تماشا کرتا
اُنکی شہرت کی بھی تصدیق ذرا ہو جاتی
کبھی چارہ جو مرا آکے مسیحا کرتا
ہون وہ سودائی جو ملتا اُسے سودائے تمنا
میرا سودا نئے سودے کو مہیا کرتا
فتنہ گر تو نے فتنون کو جو کرتا ایجاد
اک نہ اک مین بھی نئی بات کو پیدا کرتا

ہمنشین کیا کہون میرا کبھی جانا نہ ہوا
تھا مزا جب کہ وہ **عاشق** کی تمنا کرتا

تمھارا سلسلۂ زلف سر بلند ہوا
یہ عاشقون کے دلون کے لئے کمند ہوا
کوئی نہ میرا زمانہ مین دردمند ہوا
مین جلتے جلتے تبِ عشق مین سپند ہوا
سنا رہا تھا تمھین لن ترانیان دشمن
ہمارے ایک ہی فقرہ مین پیچ بند ہوا
فلک کو شرم سے جھکنا پڑیگا آخرِ کار
مرا غبار جو اُس سے کبھی بلند ہوا
خدا سے بندہ نوازی ہو بندگی ہے یہی
وہی ہے بندہ جو معبود کو پسند ہوا
پناہ مانگتے ہین ساکنِ زمین و زمان
الٰہی خیر وہ دستِ ستم بلند ہوا

کہان ہے زلف مین دل خوب غور سے دیکھو
یہ کسکو قید کیا تمنے کون بند ہوا

ہمین خبر تو ہو ہم لیکر آئے ہین دل کو
یہ ناپسند ہوا تم کو یا پسند ہوا

بلا سی اپنی بہار آئی ہے جو گلشن مین
ہمارا ضعف ہمارے لئے کمند ہوا

جو تیرے پانون پہ قربان ہو جان پاتا ہے
جو تیرے سر سے ہو صدقے وہ سر بلند ہوا

کریہ منظر و کم ظرف اور بد باطن
خدا کی شان عدو پھر تمھین پسند ہوا

اُسی کو کرتے ہو پامال واہ رے انصاف
جو ناز اُٹھا کے تمھارے نیاز مند ہوا

نہین پسند کسیکو جو ناپسند تمھین
وہی پسند جہان جو تمھین پسند ہوا

یہ دل مین رہتا ہے اُس بت کی آرزو بنکر
ہمارا نالہ نہ لب سے کبھی بلند ہوا

مری نگاہ مین آکر نکل نہین سکتے
وہ نازنین ہو کہ تار نظر کمند ہوا

لگائے چارہ گرون نے ہزار ہا مرہم
ہمارا زخم جگر پھر کبھی نہ بند ہوا

اُٹھائے ہین وہ ستم تمنے بیگمان **عاشق**
کہ واہ واہ کا غل ہر طرف بلند ہوا

نہ نکلا حوصلہ دل کا نہ نکلا حوصلہ دل کا
لگا یا تھا مگر اوچھا پڑا ہے ہاتھ قاتل کا

جگر تو دیکھو بسمل کا جگر تو دیکھو بسمل کا
کہ منہ مُڑ مُڑ گیا ہر وار پر شمشیر قاتل کا

بشر کو چاہیئے شاکر رہے اللہ کے اوپر
کہین مطلب نکلتا ہے بھلا سائل ہی سائل کا

وہ پہونچے ضعف سے کیا منزل مقصود کو ہمسے
کہ اک اک گام بھی جسکو سفر ہو پوری منزل کا

نگاہون مین ترے بسمل کی حسرت تھی دم آخر
کبھی قاتل کا منہ دیکھا کبھی شمشیر قاتل کا

تری دلمین گرہ بنکر مرے دل کی تمنا ہے
تری حسرت مرے دل مین پھپھولا ہے مرے دل کا

تصور سے تھکا جاتا ہون وہ ہے ضعف کا عالم
خیال آتا ہے جب دلمین مجھے الفت کی منزل کا

غضب کی چاٹ ہے اسکو یہ ہر دم خون پیتی ہے
تری شمشیر کیون منہ چومتی ہے زخم بسمل کا

ہماری آنکھ مین آکر ہمارے دلمین آجاؤ
پتہ منزل ہی پر جا کر ملا کرتا ہے منزل کا

انھیں صحت علاجِ چارہ گر سے ہو تو کیونکر ہو
دہانِ زخم بھر بھر دم بھر رہے ہین تیغ قاتل کا
نہین سمجھتا جو یہ دن رات کے جھگڑے مین ہے یارب
فلک پر بھی مجھے اکثر گمان ہوتا ہے محمل کا
لبِ معشوق کا بوسہ پسِ مردن تو حاصل ہو
بنا کر انکو دینا کوزہ گر ساغر مرے گل کا
نہ اسکو جیتے جی چین آئے نہ اسکو مرتے چین آئے
عجب حالت ہے کچھ دل کی عجب نقشہ ہے کچھ دل کا
یہ صورت تا اورین شوقِ شہادت تیرا احسان ہے
مرے سینہ پہ زانو اور گلے پر ہاتھ قاتل کا
ترے کوچے سے گھر آنے کو میرا دل نہین ہوتا
اٹھانا اک قدم بھی کاٹنا ہے مجھکو منزل کا

چمکتے ہین چمکتا دیکھکر برق جہندہ کو
وہ کیونکر دیکھین اسے عاشق تڑپنا اپنے بسمل کا

شہادت کو مفر ہے خود تڑپنا جانِ بسمل کا
کہ پورا پڑ سکا جھکر نہ کوئی ہاتھ قاتل کا
اسے باقی ہے شوقِ دید اب تک اپنے قاتل کا
کہے دیتا ہے وا رہنا برابر چشمِ بسمل کا
ہے یارب تشنۂ دیدار کس مہرہ شمائل کا
ابل کر منہ تک آجاتا ہے پانی چاہِ بابل کا
کبھی بوسہ لیا خنجر کا گاہے دستِ قاتل کا
فزون ہے اسقدر شوقِ شہادت نیم بسمل کا
اجل بھی چھپتی پھرتی ہے ہوا عجب ہے یہ شہرہ
نہین تسمہ لگا رکھتا روان ہے ہاتھ قاتل کا
سمجھتا ہون اسے بھی راہبر اللہ رے محویت
پتا مین راہزن سے پوچھتا ہون اگلی منزل کا
بھروسا ہے تری رحمت کا گرچہ پُر معاصی ہون
نہ لینا جایزہ یارب مرے اعمالِ باطل کا
جہان ڈوبے گا وہ دریا بہے گا خون کا قاتل
زمین پر ایک قطرہ بھی گرا گر تیرے بسمل کا
نہین ہے انتہائے راہِ الفت کسطرح پہونچون
الٰہی راہرو مجھکو بنایا سخت منزل کا
کیا بارے اثر اتنا تو میرے عشق نے اسپر
کہ کھینچا چاہتا ہے عطر خاکِ کوئے گل کا
پہنچنا تھا کہین اور ہم کہین پہنچے خدا حافظ
دلِ گم گشتہ نے رستہ بھلایا ہمکو منزل کا
نہ دیکھا آج تک ایسا کوئی چکنا گھڑا ہمنے
خدا جانے عدو کمبخت ہے کس آب کس گل کا
کہین بادِ صبا چھو لے نہ تیرے مصحفِ رخ کو
بنایا دل کو ہمنے اسلئے حافظ ترے تل کا

کہان بلبل کے سوز و ساز کو نسبت مرے دلسے
وہ دیوانہ ہے گلشن کا یہ پروانہ ہے محفل کا

یہ مانا وہ چمک وہ آب تاب انمین نہین لیکن
ترے نقشہ سی کچھ ملتا ہے نقشہ ماہِ کامل کا

سسکتا چھوڑ اسکو تو کہان جاتا ہے مقتل سے
کہ ایک عالم تماشائی ہے قاتل تیرے بسمل کا

کسی کی چشم و ابرو چل رہی ہے خیر ہو یارب
قیامت ہوگی سمجھیں سامنا ہے دو دو قاتل کا

تمھین ہے اختیار اسکو سزا دو یا بری کر دو
تمھین پر ہمنے رکھا منحصر اب فیصلہ دل کا

ہمیشہ حسنِ خوبان کا رہا ہے پردہ در عشق
ہوا سے آہ مجنون نے اُڑایا پردہ محمل کا

عدم کو ہم سمجھتے تھے بہت ہی دور ای عاشق
مگر بستر لپیٹ کر راستہ لپٹا ہے منزل کا

تمکو عاشق سے نہ دم بھر بھی جدا رہنا تھا
دلمین رہتے تھے مگر گھر مین بھی آ رہنا تھا

ایک ہی وار مین کیون رشتۂ الفت توڑا
قاتل اک تسمہ تو گردن کا لگا رہنا تھا

آفت آئیگی پڑا ہوگا اگر غیر کے ہاتھ
بیخودی خط کا لفافہ نہ کھلا رہنا تھا

تیرے کوچہ سے جو ہم جاتے تو کیونکر جاتے
زندہ در گور ہی قسمت مین پڑا رہنا تھا

در پہ دم بھر بھی تو دربان نے ٹھہرنے نہ دیا
عمر بھر کے لیئے اس جا ہمین کیا رہنا تھا

کر لیا چشم و دل و جان کا بھروسہ ناحق
سب مین فکر ہمین ان سب سے جدا رہنا تھا

یار کی ٹھوکرین تو کھاتے ہم آتے جاتے
صفتِ سنگِ در اُس در پہ پڑا رہنا تھا

دل جگر ایک نشانی مین جو ناوک کی چھدے
اسکو رہنا تھا جدا اسکو جدا رہنا تھا

تمکو واجب تھا کہ دلمین مرے آکر بیٹھو
تمکو لازم مری آنکھون مین سما رہنا تھا

عذر ہے بات نہ سننے کا ہماری کیا خوب
آج ہی غیر کی باتون مین لگا رہنا تھا

سخت جانی نے مری دیکھکے منہ پھیر دیا
تیغ قاتل تجھے مجھسے نہ کھچا رہنا تھا

بزم اغیار مین کچھ بس نہ چلا کیا کہتے
پردہ بنکر تری آنکھون پہ پڑا رہنا تھا

آتش حسنِ جہان سوز کو چمکا دیتے
تمکو پردہ مین مری جان نہ چھپا رہنا تھا

مجھسے وہ کہتے ہین کیون دل کو لگایا ہمسے
تمکو ایسا ہی اگر گھر مین پڑا رہنا تھا

تیرے قدمون کے تلے سر کو سمجھا رہنا
تیری شمشیر تلے میرا گلا رہنا تھا

شوق نظارۂ عاشق سے پڑے بیچ اس مین
یون تری زلف کو چہرہ پہ نہ چھا رہنا تھا

کیا کہین ہمسے الگ ہمسے جدا کیونکر ہوا
آشنا ہو کر وہ بت نا آشنا کیونکر ہوا

کبر تھا کب اسکو یہ اے کبریا کیونکر ہوا
آشنا تھا وہ تو اب نا آشنا کیونکر ہوا

مینے مانا درد بے درمان ہی میرا لاعلاج
جب دوا تم خود ہو تو وہ لا دوا کیونکر ہوا

دوستی کا میرے دم بھرتے ہو ظاہر بہت
پھر مرا دشمن تمھارا آشنا کیونکر ہوا

دیکھنا انکا تجاہل سنکے میرا حال مرگ
پوچھنا ایک ایک سے یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

تمکو خالق نے بنایا شاہ خوبان جہان مین
پوچھتے ہو کس لئے پھر تو گدا کیونکر ہوا

بندۂ حق ہون مین مجھکو بندگی پر ناز ہے
پھر یہ حیرت ہے کہ بندہ آپکا کیونکر ہوا

عاشق ناشاد سے برسون ملے ہو بیحجاب
اب تمھین پردہ ہوا یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

دل ہی واقف ہے اٹھائے ہین جو چھپ چھپ کر مزے
کیا بتاؤن وصل مین کیا کیا ہوا کیونکر ہوا

نامہ بر چلتی نہین وھان اچھے اچھون کی زبان
تجھسے پیغام زبانی پھر ادا کیونکر ہوا

غیر اچھا مین برا پر یہ بھی تو معلوم ہو
وہ بھلا کیونکر ہوا مین ناسزا کیونکر ہوا

وہ ہے نازک اور اسکی نازکی مشہور عام
سخت حیرت ہے کہ اسکا دل کڑا کیونکر ہوا

اک بت نا آشنا کی ہے عنایت ہمنشین
کیا کہون مین بحر غم کا آشنا کیونکر ہوا

گر نہ کھویا تو نے ہمسے ناز برداری اسے
وہ ہمارا کم نما پھر خود نما کیونکر ہوا

لیلی محمل نشین اپنے ہی دل سے پوچھ لے
قیس کیا بتلائے اسکا ماجرا کیونکر ہوا

آ گیا ہوگا تصور اسکے دل مین غیر کا
وہ مزے کے وقت ہمسے بدمزا کیونکر ہوا

غیر کو بلوا کے اسکے ساتھ گلشن مین گئے
یہ ہوا کیونکر ہوا اور وہ ہوا کیونکر ہوا

شکر ہے بڑھتا چلا ہے ابتو اُن سے ربط ضبط
آپکا اور اُنکا **عاشق** فیصلا کیونکر ہوا

زخم ہے شمشیر کا کوئی تو کوئی تیر کا
بن گیا رشک چمن سارا بدن نخچیر کا

اُنکو نو مشقی سے باور ہے دہانِ تیر کا
مُنہ کھلا دیکھا جو مقتل مین کسی نخچیر کا

مُنہ کھلا رہتا ہے قاتل کے ہمیشہ تیر کا
تشنۂ خون ہے مقرر یہ کسی نخچیر کا

دید کے قابل عجب ہے اتحاد حسن و عشق
میری صورت سے بنا نقشہ تری تصویر کا

سلسلے سے ہوگئی پابند آزادی مری
جب پسندیدہ ہوا کھٹکا اُنھین زنجیر کا

عشق سے دل کو تعلق اور دل سے عشق کو
دیکھ لیجے حال یکسان ہے مرید و پیر کا

سارے عالم مین تری سفاکیان مشہور ہین
سو جبین دریا مین ہین کب یہ کاٹ ہے شمشیر کا

کوڑیون کے مول بھی اُسکا کوئی خواہان نہین
خاکساری سے مری دل خاک ہے اکسیر کا

میری وحشت نے ہزارون کو کیا وحشی مزاج
رشتۂ الفت نہ توڑے سلسلہ زنجیر کا

مہربانی سے کسی دن تو کرو وعدہ وفا
کچھ تو اُٹھے لطف میرے شوق دامنگیر کا

قتل گاہ عشق مین دل ہے مرا قبلہ نما
جسطرف کو پھیرا مُنہ پھر گیا شمشیر کا

وہ رمیدہ ہین تمھارے آہوان چشم شوخ
کچھ نہین چلتا ہے بس صیاد آہوگیر کا

کون پاس آئے مین وہ ہون وحشی نازک مزاج
آنکھ دکھلاتا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

میہمان کو لینے کیا خوش خوش چلا ہے میزبان
دل مرا کرتا ہے استقبال تیرے تیر کا

چرخ گونجا ساکنانِ ہر دو عالم مین ہے غل
حشر کرتا ہے بپا نالہ مری زنجیر کا

اسلئے ہوتے ہین **عاشق** ہم اسیر دام عشق
پیچ ملتا ہے کسی کی زلف سے زنجیر کا

چھد گیا اک وار مین دل اور جگر نخچیر کا
توڑ ہے ناوک فگن کیا خوب تیرے تیر کا

دود آہِ دل ہمارے نالۂ شبگیر کا
بن گیا حلقہ تمھاری زلف کی زنجیر کا

کھینچ لاتی ہے کشش دل کی تصور مین تجھے
عکس لے لیتا ہون مین تصویر سے تصویر کا
تاب ہی مجھ مین نہین ہے تم ترش ابرو نہ ہو
مجھ مریض عشق پر او دیکھنا شمشیر کا
جان وابستہ ہے تیرے گیسوے پیچ پیچ مین
دل ہوا پابند تیری زلف کی زنجیر کا
پرتوِ برق تجلی نے مجھے تڑپا دیا
وار خالی جائے گا قاتل تری شمشیر کا
خانۂ دل مین ہوا ہے یاس حرمان کا ہجوم
درجہ بڑھجائے گا ویرانہ سے اس تعمیر کا
رنگ لایا ہے مرا شوق شہادت دیکھنا
خون کے چھینٹے ہین یہ جوہر نہین شمشیر کا
جان تک بھی رونمائی مین جو کرتا ہو فدا
حوصلہ کتنا بڑا ہے عاشقِ دلگیر کا
کاٹ لو تم سر مرا یا کاٹ لو میری زبان
کاٹنا آسان نہین ہے عشق کی زنجیر کا
تیغ ابرو کا تمھاری کچھ نیا انداز ہے
زخم بھرتے ہی نہین دیکھا ہے اس شمشیر کا
یار آئے اور منائے منتین کرکے مجھے
واہ وا کہنا ہے کیا اس خوبیٔ تقدیر کا
آپ جائین یا مین جاؤن آپسے مجھسے بنی
غیر کو کیا دخل اس تقریر مین تقریر کا
ہے شکستہ دل کا پابندی مین بھی اتنا اثر
ہو گیا ہے حلقے سے حلقہ جدا زنجیر کا
نارسائی بخت بد کی ہائے مین کس سے کہون
ہاتھ بھی قاتل پڑا اوچھا تری شمشیر کا

دیکھکر **عاشق** انھین کیونکر نہ مین حیران ہون
انکی صورت پر ہے عالم دیکھئے تصویر کا

مقتل مین خاک و خون سے جب دل لپٹ گیا
اللہ رے رحم کشتہ سے قاتل لپٹ گیا
جاتے تھے وہ رقیب کے گھر چھپکے رات کو
نالہ ہمارا ان کے سلاسل لپٹ گیا
زلفون سے اور دل سے عجب کشمکش ہوئی
وہ دل سے الجھے اس سے مرا دل لپٹ گیا
آنکھون مین ہے ترے اثر کہربا ضرور
جسپر پڑی نگاہ وہین دل لپٹ گیا
رخسار پر یہ تل تو نہین رشک گل ترے
دل تخم سمجھ کے مثل ہما دل لپٹ گیا
وہ بحر غم مین نالے نے طوفان کیا بپا
ساحل کو موج موج کو ساحل لپٹ گیا

گو راہزن نے لوٹ لیا بنکے راہبر
رستہ تو تیرا رہرو منزل لپٹ گیا

لیلی ہوائے شوق کا مجنون کے ہے اثر
محمل کے سر سے پردۂ محمل لپٹ گیا

دیوانگی مین آج تو عاشق کی بن پڑی
اُس بت سے جاکے وہ سر محفل لپٹ گیا

غیر کے بھید کی صورت نہین کھلتا کہنا
مجھہ سے آتا ہے تمھین خوب معمّا کہنا

میرے رونے کو یہ کیا ہے کہ نہ رونا کہنا
میرے ہنسنے کو بھی رونے کی تمنّا کہنا

دل ہی دل مین ہے خدا جانے یہ کیا کیا کہنا
کس طرح کوئی سمجھ جائے کسی کا کہنا

وصل مین بیخودی و دید مین چپکا رہنا
یاد آتا ہے شب ہجر مین کیا کیا کہنا

اُنکی تعریف یہ بھی ہے وہی آفت نازل
چھیڑنے کو وہ کہین مجھسے ترا کیا کہنا

چشم تر پر اُنھین طوفان اُٹھانا ہر دم
کبھی نالہ کبھی ندّی کبھی دریا کہنا

ہاتھہ ٹوٹین جو ہمین چھیڑے کوئی دور سے
یاد آتا ہے شب وصل مین تیرا کہنا

آتش حسن خدا داد نے پھونکا ہے مجھے
حال میرا بھی تم اللہ سے موسیٰ کہنا

یہ بھی کچھ بات ہے جھوٹے کو بنانا سچا
یہ بھی انصاف ہے کچھ سچے کو جھوٹا کہنا

آزما دیکھو مری بات اگر جھوٹ رہے
پھر اگر سچ بھی کہون تم مجھے جھوٹا کہنا

سُنکے افسانہ مرا بولے وہ کروٹ لیکر
ابتو نیند آتی ہے تم پھر کبھی اچھا کہنا

بات گھڑتا ہے جو قاصد مین سمجھ لیتا ہون
نہین ملتا کسی کہنے مین تمھارا کہنا

چل دیئے ذکر عدو سُنتے ہی تم تو صاحب
ورنہ تھا اسکے لئے اور بھی کیا کیا کہنا

ایسے انداز سے تعریف کی ہمنے اُنکی
وہ بھی بیساختہ کہہ اُٹھے کہ ہان کیا کہنا

عاشقی کیا ہے یہی شیوۂ تسلیم و رضا
اچھا ہر ایک سے سُنا ہمین اچھا کہنا

غیر اچھا بھی ہو تو اُسکی عیادت کرنا
میرے حال متغیّر کو بھی اچھا کہنا

جب غرض ہی نہین کچھ ہمکو کسی سے اے دل
کس سے کہنا ہمین کیا کہنا ہے کس کا کہنا

کاٹ دینا انھیں مقصود ہے باتونکا مری
مری ہر بات پہ کچھ انکا لطیفا کہنا
نیم جان ہوں جو مرا جامۂ عمرِ بسر غم
کر چکو قطع تو پھر تم اسے سینا کہنا
وہ ہیں نازک تہی قاصد کو یہ میری تاکید
سخت جان کہتا ہے تو حال نہ میرا کہنا

عاشق اچھی نہیں ہوتی ہے تعلی ہرگز
رشک اغیار سے چھپتا نہیں اچھا کہنا

وہ شمع حسن جو رونق فزائے خانہ ہوا
تو سنگِ طور مرا سنگ آستانہ ہوا
تمھاری زلف سے جب دل مرا یگانہ ہوا
ملی یہ داد کہ صد چاک مثلِ شانہ ہوا
فلک بہت شب وعدہ رہا جو گریہ کنان
بہانہ جو کو مرے خوب یہ بہانہ ہوا
ہمارے جذبۂ دل نے اثر کیا اُلٹا
کہ سوئے خانۂ دشمن وہ بت روانہ ہوا
وہی ہے سینہ جو شمشیر کے چڑھا منہ پر
وہی ہے دل جو ترے تیر کا نشانہ ہوا
یہ ہے محال کہ لیں نقد جان انھیں دیکر
جو انکے ہاتھ لگا داخل خزانہ ہوا
پسِ فنا بھی مرا دودِ آہ کام آیا
کہ میری گور پہ آکر وہ شامیانہ ہوا
یہ نازکی ہے اور اسپر بنے ہیں وہ قاتل
کہ لی جو ہاتھ میں تلوار دردِ شانہ ہوا
نہ خالی وار گیا تیری تیرِ مژگان کا
جو دل بچا تو ہمارا جگر نشانہ ہوا
ملا جو زلف سے تو اور ہو گیا وحشی
سمندِ دل کو مرے اور تازیانہ ہوا
الٰہی پھیر دے اب تو زمانہ کی گردش
ملے ہوئے ہمیں اُنسے بہت زمانہ ہوا
رہا نہ خالی کبھی نقد دل کی کثرت سے
تمھارا حلقۂ گیسو بھی اک خزانہ ہوا
تری گلی میں ہمیں شب کو خوب نیند آئی
کہ تکیہ سر کا ترا سنگِ آستانہ ہوا
ہے سجدہ گاہ جبین نیاز شیفتگان
کہ سنگ کعبہ ترا سنگِ آستانہ ہوا

یہی دعا میں گذرتی ہے رات دن عاشق
الٰہی خیر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ترا مطیع فقط مین ہی کیا زمانہ ہوا
وفا پسند مگر چرخ بے وفا نہ ہوا

ہمارے خون سے افشان وہ آستانہ ہوا
کہ جس سے چین کا پھیکا نگار خانہ ہوا

ہمارے عشق سے واقف اگر زمانہ ہوا
تمہارے ظلم کا شہرہ بھی خانہ خانہ ہوا

فراق و یاس و غم و درد میرے ساتھ چلے
مین اس جہان سے تنہا نہین روانہ ہوا

تو اپنے آگے جلاتا نہ ہو نظر تجھکو
ہمارا دل اگر اسپند ہی کا دانہ ہوا

کہان تلاش کرین کیونکہ بار ہی ہو
کہ لامکان ہمین اُنکا عیش خانہ ہوا

رقیب بد سے بھلا ہم برے ہین ہیچ ہے
جدھر کو تو ہو اُدھر جانِ من زمانہ ہوا

عدو کے چین منانے کو اُنکا گھر ہے
ہمارے سر کے لئے سنگِ آستانہ ہوا

تمہارے تیر جو آتے ہین بنکے تشنۂ خون
ہمارا دل نہ ہوا اک عذاب خانہ ہوا

یگانون کو تو بنایا ہے تو نے بیگانہ
جو غیر تھا ترے نزدیک وہ یگانہ ہوا

کہا تھا شیخ نہ تجھسے اُلجھ نہ رندون سے
جُدا جُدا ترے سبحہ کا دانہ دانہ ہوا

رکھا تباہ اسے باغبان و گلچین نے
کبھی نصیب نہ بلبل کو آشیانہ ہوا

نگاہ جسپہ پڑی لوٹ پوٹ ہو ہی گیا
تمہاری چشم ہوئی یا شراب خانہ ہوا

پلا ہے خونِ جگر کھانیکو تو پینے کو اشک
ہمین نصیب یہ قسمت سے آب دانہ ہوا

گریگی برق تڑپ کر نہ کیونکہ ہے دلسوز
کہین ہمارا جو خرمن مین ایک دانہ ہوا

وہ عہد مہر و وفا کیا ابھی سے بھول گئے
ابھی تو ایسی نہ مُدت نہ کچھ زمانہ ہوا

فرد

خدا نے تجھکو اگر حسن مین بنایا فرد
تو عشق مین ترا عاشق بھی اک یگانہ ہوا

اللہ اللہ جلوۂ پرتاب تیرے نور کا
رشک سے سوزان ہے جسکے شعلۂ شمع طور کا

وہ جلال و سوز کا عالم ہے اُسکے نور کا
ایک ذرہ تک رہا باقی نہ کوہِ طور کا

بند ہوتا مُنہ نہین دیکھا کبھی ناسور کا
یہان اثر کافور ہے خود مرہم کافور کا

تیغ قاتل کو ہمیشہ دیکھکر ہنستے رہے / دل کے زخمون نے نہ دیکھا نشہ کبھی انگور کا
پھونک دے نور تمھارے حسن کا شعلہ اُسے / گر زبان پر میری نام آجائے اسے جب طور کا
حور سے آنکھین لڑاتا ہون وہ ہون عالی خیال / دور بین ہون مجھکو مضمون سوجھتا ہی دور کا
ہمنے جھیلا سر پہ بار عشق کچھ تم بھی تو دو / بے لئے بڑھتا نہین ہے دل کسی مزدور کا
جان خوبی مجمع خوبی ہے تو اے کان حسن / جسم ہے تیرا پری کا اور چہرہ حور کا
تو نے شیرین جان شیرین اُسکی کیون لی بھلا / کام تھا یہ کوہکن کا یا کسی مزدور کا
کیا اثر ہوتا کہ مین ہے ناوک مژگان یار / چارہ گر مشکل ہے آنا زخم پر انگور کا
دل لئے پھرتا ہے انبار غم و حرمان و یاس / منصفی کیجے کلیجہ دیکھئے مزدور کا
ہر گھڑی کی چشم پر نم اشک باری چھوڑ دے / بند ہونا غیر ممکن ہوگا اِس ناسور کا
تیرے دیوانون کی وہ زنجیر پا کا غل ہوا / دب گیا ہیبت سے جسکی شور بانگ صور کا
تابش برق جمال یار کیا دیکھی نہین / ہر گھڑی اچھا نہین موسیٰ ارادہ طور کا
یہ حسینون کی ملاحت یہ نزاکت ہے کہان / مجھکو ہی زاہد مبارک ہو تماشا حور کا
پیتے ہین بے رنگ کی غٹ غٹ جناب شیخ جی / اور کہتے ہین فشردہ یہ نہین انگور کا

عاشق اسکا سلسلہ اب دیکھئے کب قطع ہو
طول بینہایت ہوا اپنی شب دیجور کا

وصل کی شب نور پھیلا وہ رخ پر نور کا / ہے گمان گھر پر ہمارے جلوہ گاہ طور کا
لال ہے خون جگر سے منہ مرے ناسور کا / رنگ پھیکا پڑ گیا ہے مرہم کافور کا
مجھکو اک تو چاہیے کب اور سے ہے کچھ غرض / کون مشتاق پری ہے کون طالب حور کا
توڑ کر اسکو کہان سے لاؤگے تم اسکا جوڑ / ساغر دل زاہدو شیشہ نہین بلور کا
ہے قیامت آشکارا ہو گیا ہے روز حشر / نالہ دل مین اثر ہے اب صدائے صور کا
ہو گیا ہے اب تو دولت کو شرافت پر شرف / مرتبہ دیکھا نہین کچھ مرد بے مقدور کا

چاندنی کے فرش پر جب لوٹتی ہو چاندنی
دست بلوریں میں اُنکے جام ہو بلّور کا

موت بھی کمبخت اسکے خوف سے آتی نہیں
حال کیا تُمسے کہوں رنگِ شبِ دیجور کا

نیش ہی سے نوش ملتا ہے یہ نکتہ یاد رکھ
بے مشقت کے نہیں ملتا عسل زنبور کا

سوجھتی ہے اور کچھ رندوں کو بس خاموش ہو
وصف جید تجھکو زیبا ہے واعظ حور کا

قلقل مینائے مے ہے مست حال قال میں
دھوم سے ہے عرش اک بادہ کش مغفور کا

دوستو ہوں جان و دل سے دخترِ رز پر نثار
گور پر میری لگانا تخم شجر انگور کا

وہاں تو اک موسیٰ تھے یہاں ہیں سیکڑوں مشتاق دید
بام تیرا رشک وہ ہے جلوہ گاہِ طور کا

حیثیت اپنی بدل لی عشق میں زیبا نہ تھی
کوہکن افسوس یہ تو کام تھا مزدور کا

وہ انا الحق میں تھا بیخود میں ترا بیخود ہوں ہمہ
مرتبہ رتبہ سے میرے کب بڑھا منصور کا

زاہد و پیرِ مغاں کی تم کرامت دیکھ لو
جان دیکر رند نے پایا لقب مغفور کا

حور کی چاہت میں زاہد کو ملا اچھا خطاب
رند پھبتی سے اسے کہتے ہیں بندہ حور کا

عاشق اس دنیا کو سچ کہتے ہیں سب عبرت سرا
ہے گدا کی ٹھوکروں میں آج سر فغفور کا

نور کا پرتو ترا اللہ رے جلوہ نور کا
غیرت خورشید ہے ہر ذرہ کوہِ طور کا

ہے اثر او نے سایہ میرے دل محرور کا
بن گیا آتشکدہ ہر زخم اب ناسور کا

دیدۂ بینا سے جلوہ دیکھیے اُس نور کا
بن گیا کحل البصر ہر ذرہ سنگِ طور کا

چٹکیاں تیرا تصور لیکے چونکا دے مجھے
خواب میں بھی گر خیال آجائے وصلِ حور کا

المدد اے نالہ ہائے آتشیں و شعلہ بار
پھونکتا ہے اب مجھے دامن شبِ دیجور کا

قتل کرنے سے ڈرا کیا ہے او قاتل ہمیں
دور سے ہم آئے ہیں کرکے ارادہ دور کا

ہے سبکدوشی سے چلنا خوب راہ عشق میں
بوجھ باندھیں ساتھ اپنے کیلئے مزدور کا

جسمیں شوخی و ادا و ناز غمزہ کچھ نہیں
تو بھی اے زاہد ہوا شیدا تو کیسا حور کا

وادیٔ ایمن سے نکلا کوئی نا خورشید رو
نور دُسند لایا ہوا کیون ہے چراغِ طور کا
لیلیٔ شب پر فدا اپنا دلِ مجنون ہوا
ہے ازل سے سابقہ میری شبِ دیجور کا
تیرے برقِ حُسنِ عالم سوز کو یہ ننگ ہے
پھونکنا برقِ تجلّی کیا ہے برقِ طور کا
پاس والون کا بھی تمکو پاس کچھ مطلق نہین
کرتے ہین خاطر جو گھر آجائے کوئی دور کا
عقل کہتی ہے کہ پاسِ آبرو بھی چاہیے
شوق کہتا ہے کہ ہے اپنا ارادہ دور کا
دارِ مژگان پر یہ چڑھکر ہوگیا سردارِ عشق
رتبہ میرے دل نے پایا عشق مین منصور کا
کون ہمدردی کرے اپنی سوائے بیکسی
پوچھنے والا نہین کوئی دلِ رنجور کا
کسطرح سے ہاتھ ڈالین تم پہ ہم اب کیا کرین
تم عسل ہو تو عدو بھی نیش ہے زنبور کا
ہے ترشروئی مین بھی پیرِ مغان کو میرا پاس
مجھکو سرکہ بھی اگر بھیجا تو بس انگور کا
عمر ضایع کر نہ بیجا رہروِ ملکِ عدم
رکھ لے کل کے واسطے توشہ سفر ہے دور کا
بیگنہ کے خون کا چھینٹا تمھارے سر ہوا
کون کہتا ہے اسے قشقہ ہے یہ سیندور کا
پھونک دے برقِ تجلّیٔ صنم اک آن مین
نام آجائے زبان پر بھول کر گر طور کا

جب نہ ہو جلوہ نصیب اُسکا تو عاشق کون جائے
شور ہے محفل مین اُسکی دورباش و دور کا

نالون سے تو نہ اے دلِ نالان گجر بجا
دم نکلے گا جو پیٹیگا یہ آٹھون پہر بجا
خود ہی گجر نواز کو ایسا ہے آپکا
اور مجھسے پوچھتے ہین گجر سا کدھر بجا
رکھتے ہو شام زلف بھی صبحِ جبین بھی
تم رشکِ مہر اور ہو رشکِ قمر بجا
تھا انتظارِ یارِ شبِ وعدہ کس قدر
میرا جو کان شام سے لے تا سحر بجا
مفلس کو پوچھتے بھی نہین ہین حسین لوگ
اے ہمنشین پیلے ہے یہان فکرِ زر بجا
اسمین بھی کوئی بات ہے اور کوئی چال ہے
کہتا ہے بات بات پہ اب نامہ بر بجا
اٹھ جلد بزمِ غیر سے وقت سحر ہوا
تجھکو خبر نہین کہ ہے کیا بے خبر بجا

کہتے ہین سب وفا نہین ہوتے ہو کیون خفا
پھر کیا کرو گے نکلا یہ الزام اگر بجا

جانے بقا کو جو کہ فنا آدمی ہے وہ
عاشق ہے اس قیام پہ فکر سفر بجا

گر ایک قطرہ گرا میرے دیدۂ تر کا
پتہ ملیگا نہ اہل جہان کے گھر کا

نوشتہ دیکھتے کیا ہو مرے مقدر کا
لکھا ہے اس پہ سب احوال روز محشر کا

تجھے تو پینے کی عادت نہین ہے اے زاہد
پیئے گا حشر مین کسطرح جام کوثر کا

ابل رہا ہے پیا سو پیو سبیل ہے آج
وفور رحمت باری سے آب کوثر کا

مجھے نہ فخر ہو کیونکر سیاہ بختی پر
کہ اس مین رنگ ہے اس گیسوئے معنبر کا

تمھاری زلف نے بیقدر کر دیا سبکو
رہا نہ کوئی خریدار مشک و عنبر کا

نہین ہے خوف مجھے آفتاب محشر سے
کہ سر پہ سایہ رہا دامن پیمبر کا

کسی کے ہجر مین اشکون کی آبرو نہ رہی
غضب ہے خاک مین ملجائے دانہ گوہر کا

کسیکے یہ شکم صاف کی صفائی سے
ہے لوح ہیرے کی یا تختہ سنگ مرمر کا

انھین فسانۂ الفت سے ایسی نفرت ہے
سنا نہین کبھی قصہ گل و صنوبر کا

ہر اک حسین سے کھاتا ہے دل ہمارا داغ
یہ جمع بھیک سے کرتا ہے ٹکرہ گھر گھر کا

کبھی تو وصل کا وعدہ کرو کبھی تو ملو
خدا کا واسطہ اور واسطہ پیمبر کا

ہمارا دل صف مژگان سے جاکے لڑتا ہے
سپاہی سامنا کرتا ہے ایک لشکر کا

بنا کے آئینہ خودبین کیا حسینون کو
قصور اسمین ہے سب حضرت سکندر کا

وہ دل کی خاک کو گھر گھر لیئے جو پھرتا ہے
گمان ہے ترے عاشق پہ کیمیا گر کا

ہزار طرح سے سنگ ستم گراتے ہین
یہ بت وہ بت ہین کہ رکھتے ہین دل بھی پتھر کا

رقیب ایک بھی ٹھہرا نہ آج مقتل مین
یہ مین ہی ہون کہ تمھارے نہ پاس سے سرکا

بناؤ اشک کا دُر دانہ اپنے واسطے تم
یہ قطرہ وہ ہے کہ رکھتا ہے حکم گوہر کا

کہا جو سنگدل انکو تو کیا ہی غصہ سے
وہ مجھ سے بولے کلیجا ہے تیرا پتھر کا

کسی کی گردشِ چشمِ سیہ پہ مرتا ہوں
فقط میں اسلئے عاشقؔ ہوں جام و ساغر کا

میں اُس سے جذبِ شوق میں وہ ایک تن ہوا
ہر چند بند جسم کا وصلِ بدن ہوا

خارِ غمِ فراق یہاں رخنہ زن ہوا
ہمراہ تیرے غیر جو رشکِ چمن ہوا

نازک بدن کے عشق میں نازک بدن ہوا
خود ہمکو جامۂ تنِ عریاں کفن ہوا

وِردِ درود و ذکرِ خدا اسکا اثر ہے یہ
مشکِ ختن کی طرح معطر دہن ہوا

آوارگانِ راہِ محبت کا کیا مقام
دھونی جہاں رما دی وہ اُنکا وطن ہوا

سایہ کی طرح ساتھ ہیں ہم تیرے اے صنم
جس جا کہ تو ہوا وہ ہمارا وطن ہوا

انجم نثار کرنے لگا سر سے آسمان
جس دم وہ شب کو زیب دہِ انجمن ہوا

مانا کہ ہم تجھے سجدے مسلمان پر کیا
بت تجھسے بھی تو رام نہ اے برہمن ہوا

اُس رشکِ ماہِ مصر کی چاہت میں کیا ملا
ہاں دل اسیرِ الفتِ چاہِ ذقن ہوا

تارِ نظر کے عشق میں تیرے زہے نصیب
حوروں کے پیرہن سے ہمارا کفن ہوا

عریانیوں نے ڈھانک لیا ہے ہزار شکر
ممنونِ بخیہ گر نہ مرا پیرہن ہوا

غیروں کے ساتھ آئے ہیں پھولے نہیں وہ گھر
ماتم کدہ بھی رشک دہِ انجمن ہوا

سایہ کی طرح آئے یہاں اور ڈھل گئے
ملکِ عدم ازل سے ہمارا وطن ہوا

انداز سارے تیرے ہمارے لئے ہیں موت
غمزہ ہوا کہ ناز ہوا بانکپن ہوا

جس جا نگاہ تیری پڑی گل کھلا دیئے
رکھا جہاں قدم وہیں پیدا چمن ہوا

تھے ابتدائے شوق میں سمجھے جسے سبک
قسمت سے بارِ عشق ہمیں لاکھ من ہوا

عاشقؔ کا دل ہے رازِ حقیقت کا رازدار
گنجینہ معرفت کا ہمارا سخن ہوا

تارِ شعاعِ مہر سے اپنا کفن ہوا
اُس رشکِ مہر کا یہ عطا پیرہن ہوا
تارِ فلک سے ٹوٹے یہ رشکِ سخن ہوا
کچھ دُرفشان جو آج وہ درجِ دہن ہوا
وہ رشکِ گُل چمن مین اگر خندہ زن ہوا
شرمندگی سے ہر ورقِ گُل شکن ہوا
جس جا مین میہمان وہ مہمان سرا ہوئی
آگر جہان سے جائین جہان وہ وطن ہوا
اے دل کہین امید کا رشتہ نہ ٹوٹ جائے
کوئی اگر کلام وہان دل شکن ہوا
نکلی ہے کوئی بات اگر تیری بات مین
پیدا ہر اک سخن سے ہمارے سخن ہوا
گوہر نکل کے بطنِ صدف سے ہوا عزیز
قدر اُسنے پائی جو کہ غریب الوطن ہوا
لِکھا مِرے نصیب کا مٹتا نہین ہے کیون
یہ بھی کوئی تمھاری جبین کا شکن ہوا
بوسون کی لذتون سے پھنسا صیدِ اشتیاق
دل شکلِ خال باعثِ زیبِ ذقن ہوا
ہے اُنکی میٹھی باتون سے وہ لذتین نصیب
شیرینیٔ کلام سے شیرین دہن ہوا
وحشت کے جوش نے مری مٹی خراب کی
آوارگی مین خاک بھی اک پیرہن ہوا
زاہد مرے گلے مین یہ رشتہ ہے عشق کا
زنار کب ہے اور مین کب برہمن ہوا
آئی کسیکی زلفِ معنبر کی کچھ ہوا
کیا مُعطّر آج ہمارا کفن ہوا
پائے خیال سے ہوئی راہِ عدم جو طے
گھر بیٹھے ہی مین آج غریب الوطن ہوا
کہئے یہ کیا تکیۂ بالین پہ ہے نشان
عارض پہ خط نہ تھا تو یہ کیونکر شکن ہوا
آوارگانِ عشق کا کوئی وطن نہین
عنقا جہان رہا وہی مسکن وطن ہوا

عاشق وہ میری بات یہ باتین سناتی ہین
کیا نکتہ چینیون کو ہمارا سخن ہوا

فیضِ چمن سے یار کے رنگین چمن ہوا
کیا تازہ تر ہر ایک نہالِ کہن ہوا
واعظ بھی آج شوق سے توبہ شکن ہوا
وہ دلربا جو زیب دہِ انجمن ہوا
سینہ ہمارا داغون سے رشکِ چمن ہوا
تازہ غمِ فراق سے زخمِ کہن ہوا

مشقِ ستم کے واسطے اُسکے بنا ہدف
آماجگاہِ تیر ہمارا بدن ہوا

وہ اِس سے پھنس گئے تھے یہ اُس سے لپٹ گیا
دل زلفِ یار سے جو شکن در شکن ہوا

کیا دھجیان اُڑائی ہین دستِ جنون نے آہ
کیسا یہ تار تار مرا پیرہن ہوا

آوارگیِ شوق ترا ہو جیو بھلا
غربت کا دشت اب تو ہمارا وطن ہوا

مین اور مے پیون مگر اے شیخ کچھ نہ پوچھ
جھوکا ہوائے سرد کا توبہ شکن ہوا

آئے ہین فاتحہ کے لیئے اور یہ تاک جھانک
دستارِ شیخ کے لئے میرا کفن ہوا

کیا پوچھتے ہو اہلِ وطن ہمسے سرگذشت
پردیس مدتون سے ہمارا وطن ہوا

پژمردہ دل ہمارا کچھ ایسا کِھلا ہے آج
اُس رشکِ گل کے آنے سے رشکِ چمن ہوا

وہ رشکِ ماہ آیا شبِ ماہ وقتِ نزع
صد شکر چاندنی کا ہمارا کفن ہوا

اس ضعف سے یہ حال ہوا کوئے یار مین
گویا قدم قدم پہ ہمارا وطن ہوا

گل جامہ در تھے رشک سے وہ رنگ دیکھکر
آتے ہی اُلٹے اور ہی رنگِ چمن ہوا

دکھلائی آنکھ اُسنے غزالانِ دشت کو
میرا خیال چوکڑی بھرکر ہرن ہوا

وہ گالیان سُنا کے طلب کرتے ہین جواب
یہ بھی کوئی سوال ہوا یا سخن ہوا

اللہ رے توڑ آپ کے تیرِ نگاہ کے
چھن چھن کے جن سے چھلنی ہمارا بدن ہوا

عاشق تصورِ لبِ جانان مین ہے مٹھاس
آیا خیال بوسہ تو شیرین دہن ہوا

آہن ہوا کہ سنگ ہمارا بدن ہوا
لیکن کسی کے سنگِ ستم کا کفن ہوا

بلبل کو گرچہ ہجر سے رنج و محن ہوا
پر گل بھی سوک سوک کے نازک بدن ہوا

وہ روئے رشکِ ماہ جو پرتو فگن ہوا
پانی ہوا یہ شیشہ کہ نہرِ لبن ہوا

وحشت سے جس زمین پہ مین سایہ فگن ہوا
بنکر ہرن نگاہ سے سایہ ہرن ہوا

لعل و گہر کی بات کوئی پوچھتا نہین
گوہر فشان وہ بزم مین میرا سخن ہوا

زاہد کو اسکی مست نگہ دم میں لے اڑی
ساقی سے خواستگار شراب کہن ہوا
تر دامنی نے مجھکو دیا تھا یہ مرتبہ
رندوں کے واسطے جو تبرک کفن ہوا
آتا نہیں میں غیر کے ہرگز خیال میں
اک نازنین کے عشق میں نازک بدن ہوا
غلمان حور سونگھتے ہیں کس خوشی سے آج
کیا خلد آ کے بیٹھنے ہمارا گلشن ہوا
شرمندہ ہو کے بطن صدف میں چھپ گیا
چمکا عرق جبیں سے دُرِ عدن ہوا
آتی مہک ہے دور سے اسکے لباس کی
یوسف کے پیرہن سے سوا پیرہن ہوا
کیونکر نہ روئے بیکسی ایسے کی موت پر
نے گور ہی ملی نہ میسر کفن ہوا
تیرے ہی نام پاک سے پاکیزہ ہے زبان
تیرے ہی نام پاک سے شیریں دہن ہوا
جوڑے کو اسنے باندھ کے جب کج کلاہ کی
یہ طرہ ہے کہ اور شکن پر شکن ہوا
پونچھا پسینہ رخ سے تمہارے برا کیا
بیجا ہے کیوں جبیں پہ تمہاری شکن ہوا
تسخیر ہے کہ سحر ہے کیا جانے کیا ہے یہ
مشہور اک جہان میں تمہارا سخن ہوا

عاشق ہوں اپنے ضعف کا احسان مند ہوں
دیوار یار کا مجھے سایہ وطن ہوا

زخمی جگر ہوا تو دل افگار ہو گیا
ترچھی نظر سے دیکھنا تلوار ہو گیا
ہاں مجھسے ہی بتوں کا خریدار ہو گیا
بدنام جو کوئی سر بازار ہو گیا
کیا جانے کس سبب سے وہ بیزار ہو گیا
میں بے گناہ مفت گنہگار ہو گیا
کیا فیض شکر دہن یار ہو گیا
طوطی خود اپنا عاشق منقار ہو گیا
قسمت سے روشنی نہ مجھے مانگنی پڑی
داغ جگر ہی شمع شب تار ہو گیا
اب ضعف سے نگاہ اٹھانا محال ہے
مژگان کا پردہ بھی مجھے دیوار ہو گیا
زاہد بندھے ہوئے ہیں سبھی ایک تار میں
تو سبحہ کا میں عاشق زنار ہو گیا
نیزہ پہ میرے سر کو چڑھا کر وہ کہتے ہیں
لو نخل نامراد ثمردار ہو گیا

دل کو بکو صنم کی جو تجھکو تلاش ہے
ثابت قدم تھا لیک تو سیّار ہوگیا
مین محو روئے یار چمن مین اگر گیا
ہر خار میری آنکھ مین گلزار ہوگیا
ہے کونسا یہ شمع شب افروز بزم مین
پُرتاب آج سایۂ دیوار ہوگیا
فرمائشین ہین مجھسے کہ تازہ غزل کہو
وہ بت بھی اتنو شایقِ اشعار ہوگیا
ادنے سا ہے یہ نرگسِ بیمار کا اثر
اچھّا بھلا تھا دل ابھی بیمار ہوگیا
اتنو جنون ہوا ہے گلو گیر بے طرح
طوقِ گلو گلے کا مرے ہار ہوگیا
یہ انقلاب ہے خلش دل سے ہمنشین
گل آتے آتے میری طرف خار ہوگیا
اُس سنگدل کی سنگدلی نے اثر کیا
صد شکر غیر صورت دیوار ہوگیا

سوئے نصیب غیر کے اللہ رے انقلاب
عاشق کا بخت خفتہ جو بیدار ہوگیا

کچھ تو سبب ہے رنگ جو تغییر ہوگیا
اُٹھتی جوانی تھی تری کیون پیر ہوگیا
اے نامہ بر بتا تو کہ کیا گذری تجھپہ وہان
صورت ہی دیکھ صورتِ تصویر ہوگیا
پنہان ہین راز عشق بتون مین جناب شیخ
جائے بُتان مین کعبہ جو تعمیر ہوگیا
پابند کر لیا ہے ہمین عشقِ زلف نے
نالہ کیا تو پانو کی زنجیر ہوگیا
لو اور بڑھ گئی شب تیرہ کی تیرگی
آہون سے تار نالۂ شبگیر ہوگیا
جان اس قفس سے ہجر مین آزاد ہوگئی
تن لاغری سے صورتِ زنجیر ہوگیا
مجھ بے گنہ کے خون سے چمکا ہے او حُسن
لا بادہ رنگ غازۂ تصویر ہوگیا
حسرت کے واسطے ہے ٹھکانہ کہ زیر چرخ
غمخانہ میری آہ سے تعمیر ہوگیا
اللہ رے ناتوانی دل کا معاملہ
مین ابتدائے عشق مین کیون پیر ہوگیا
صورت یہ صدقے ہونیکو باقی ہے جان میری
دل پہلے گو تصدّقِ تصویر ہوگیا
بیدادگر کو مژدہ جفاؤن کو ہو نوید
دل خوگرِ عقوبت و تعزیر ہوگیا

میرا دلِ شکستہ نہین بتکدہ ہے شیخ
سو بار ٹوٹ ٹوٹ کے تعمیر ہوگیا

پہنایا ہار پھولون کا کیا غیر نے اُسے
اشکون کا سلسلہ جو گلوگیر ہوگیا

اُس چشم سرمہ گین کے تصور مین ہائے ہم
رونے لگے تو گریہ گلوگیر ہوگیا

نام خدا جوان تھا ابھی عشق تازہ کار
چرخ کہن کے سامنے کیون پیر ہوگیا

لکھا نہ مٹ سکا کبھی عاشقؔ خطِ فراق
یہ بھی کوئی نوشتۂ تقدیر ہوگیا

مہر کیا ہے ایک ذرہ ہے تری درگاہ کا
روضۂ اقدس سے ظاہر نور ہے اللہ کا

قصہ پہونچا یا فلک تک اس غمِ جانکاہ کا
دیکھ لو اونے کرشمہ ہے ہماری آہ کا

آستان بوسی کو جھک کر ہوگیا چسپان ہین
ہو مبارک سر بھی سنگِ در بنا درگاہ کا

ناصحا تو عاشقون کو راہ بتلاتا ہے کیا
ہے مناسب راہ پر لانا کسی گمراہ کا

قیصر و فغفور کمتر ہین ترے دربان سے
تیرے کوچہ کی گدا سے کم ہے رتبہ شاہ کا

پھولتا ہے کیون فلک رنگ شفق پر اسقدر
عکس ہے یہ اک مرے خون شہادتگاہ کا

داغ دل ہمنے سرِ راہ عدم روشن کیا
شاید آجائے ادھر بھی کوئی طالب راہ کا

پوچھتے کیا ہو جناب شیخ تمکو کیا خبر
جسکو کہتے ہین عدم مرجع ہے اپنی آہ کا

دیدۂ حق بین و چشم باطنی درکار ہے
کونسی جا ہے جہان جلوہ نہین اللہ کا

غیر مفسد ہے اسے بھی اے خدا فی النار کر
جسطرح شیطان ہے راندہ تری درگاہ کا

عاشقون کی عمر سب رنج و بکا مین کٹ گئی
نے فغان کا کچھ اثر دیکھا نہ ہمنے آہ کا

چشم حق بین چاہیے کعبہ ہو یا بتخانہ ہو
یہ بھی گھر اللہ کا ہے وہ بھی گھر اللہ کا

جان و دل کو سینہ کو پہلو کو وہ کرکے ہدف
غیر کو مشتاق کرتے ہین تماشاگاہ کا

جسقدر فرقت کی شب رنج و الم کا طول ہے
مختصر ہے عیش وصلت کی شب کوتاہ کا

ناپتا ہے دامنِ محشر سے کیون اے آسمان
میری وحشت سے سوا ہے وہ راس کوتاہ کا

کانٹا راہ بقا کا غافلو دشوار ہے
دو قدم ہے راستہ بس ہستی کوتاہ کا

طامع دنیا کو دیکھا ہی نہین ہے سرخرو
زرد گون ہوتا ہے چہرہ ایسے دولتخواہ کا

پھر پشیمان ہو کے ہونگے آپ رسوائے جہان
مانتے ہو اتنو کہنا دشمن بدخواہ کا

بحر غم سے پار ہو جائیگی کشتی آل
التفات ادنے سا ہو جائے جو تجھسے شاہ کا

اے محمد **عاشق** دل خستہ کو لینا بچا
آپکی امت مین ہے بندہ ہے گر اللہ کا

تکتقی ہمکو وسیلہ ہے تری درگاہ کا
خادم دیرینہ ہون سرکار عالیجاہ کا

وہ بنا جگر شب ہجران ہماری آہ کا
داغدار دائمی جس سے ہے سینہ ماہ کا

زاہدان و شیخ مصنوعی سے دلبستہ نہ پوچھ
معتقد کیون ہو چلا اس خشک اس گمراہ کا

اور کچھ ملتا نہین ہے عشق کی سرکار سے
سکۂ داغ جگر پایا عوض تنخواہ کا

جلوۂ روئے بتان ہے صنعت خالق پہ دال
دیکھ لے زاہد تماشا قدرت اللہ کا

یک بیک شکوہ جو بزم غیر مین ہل چل پڑی
یہ مقرر تھا اثر ہمدم ہماری آہ کا

کیون کرین زاہد کی منت اور خوشامد شیخ کی
راہبر ہمنے بنایا ان کو سیدھی راہ کا

کسلئے محروم رہتا یہ ترے افضال سے
بندہ بھی تو بندہ ہے آخر تری درگاہ کا

یہان نہ پروائے ارم نے حور و غلمان سے غرض
آز کا بندہ نہین بندہ ہے جو اللہ کا

غیر کی اسمین جگہ کب ہو بجز نام خدا
ثبت ہے دل پر ہمارے نقش بسم اللہ کا

حال سے بے حال ہو کر بھولگی ہو حق تمام
نام ہی لینا نہ زاہد تم بتون کی چاہ کا

فلس ماہی کی روش مین آبلے تن پر ترے
بلہوس دیکھا اثر تجھ تفتہ دل کی آہ کا

چاہیئے تبعیت فرہاد و مجنون عشق مین
راہرو سے کچھ پتہ ملتا ہے اسکی راہ کا

حرص دنیائے دنی سے پاک رکھنا چاہیئے
یون تو دل کو سب کہا کرتے ہین گھر اللہ کا

تھا بھروسہ دم مین پھونکیگی زمین و آسمان
حیف ہجران مین اثر جاتا رہا کیون آہ کا

قطرہ قطرہ سے صدا آتی ہے الا اللہ کی
بن گیا بسمل جہاں تیری شہادتگاہ کا

ہوگیا عالم میں عاشق کا سخن مقبول عام
ورد ہے دایم زبان پر اسکے بسم اللہ کا

یہ نہیں قائل کسی حق بین و حق آگاہ کا
راہ پر دشوار ہے لانا دل گمراہ کا

حال سب ظاہر ہے زاہد کے دل آگاہ کا
یہ بتائیگا ہمیں چلنا خدا کی راہ کا

نور عارض کے مقابل ہو یہ منہ کیا ماہ کا
مہر کا پرتو ہے وہ یہ نور ہے اللہ کا

صدقے آزادی کے جسکو موت کا بھی غم نہیں
پھر برابر ہو گدا کے عیش کیونکر شاہ کا

ہر بن مو سے صدا پیدا ہوئی تکبیر کی
مجھکو دھو دھو کر پلایا نقش الا اللہ کا

نکلے گر تکبیر قاتل کی زبان سے وقت ذبح
نعرہ بسمل کی زبان سے نکلے الا اللہ کا

بیوفا اتنا ستم اتنا تغافل خوب ہے
نام پھر لیگا نہ کوئی دیکھ تیری چاہ کا

خاکساری سے ہوئی ہے قدر عاشق کی بجا
قبر پر میلا بھرا رہتا ہے خلق اللہ کا

کوچۂ قاتل میں جانا زاہدو کیا کھیل ہے
ذرہ ذرہ ہے قیامت جسکی بازیگاہ کا

جسکا دل معمور ہو ہر دم خدا کی یاد سے
اسکی آنکھوں میں سدا جلوہ ہے بیت اللہ کا

میری آہوں سے دھوئیں اڑجاتے ہیں افلاک کے
میرے نالوں سے ابل اٹھتا ہے پانی چاہ کا

اس سے بہتر ہی نہیں کوئی عمل تسخیر کا
سچے دل سے نام لینا چاہیے اللہ کا

جب نہیں سمجھا کوئی خالق کوئی رازق تو پھر
آستانہ کیونکہ چھوڑوں تجھسے شاہنشاہ کا

اسکو حلم و عدل و انصاف و ترحم چاہیے
شاہ پر ہوتا ہے بار حفظ خلق اللہ کا

ڈوب کر دریا سے تو صدہا نکل آتے ہیں پر
تیرتا دیکھا نہیں ڈوبا ذقن کی چاہ کا

دیر ہو کعبہ ہو بتخانہ کلیسا کوئی ہو
چشم حق بین میں وہی جلوہ ہے اک اللہ کا

اف رے خون روتی ہے ہر لحظہ ہماری چشم غم
گرم رہتا ہے ہمیشہ پانی اپنے چاہ کا

اک فقط تو چاہیے ہر حال میں کافر ہوں گر
چاہ کر تجھکو کسیکے نام لوں پھر چاہ کا

آفتابِ حشر کی حدت سے عاشق کیا خطر
ظلِ عالی اپنے سر پر ہے رسول اللہ کا

ہمراہ غیر کو لئے مرقد پہ ہو گیا
مجھ ڈوبتے کو اور بھی ظالم ڈبو گیا
کوچہ کسی کا ملکِ عدم سے نہیں ہے کم
قاصد وہیں کا ہو گیا صد حیف جو گیا
وہ خاک میں ملا کے مجھے محو سیر ہے
لوگوں سے پوچھتا ہے کہ کیا اسکو ہو گیا
اس عشقِ فتنہ ساز کا شکوہ نہیں ہمیں
اچھا برا ازل میں جو ہونا تھا ہو گیا
نوکِ مژہ کی یاد نہ دل سے کبھی گئی
تارِ نفس میں سوزنِ مژگان پرو گیا
ڈوبا ہوا تھا پہلے ہی بحرِ فراق میں
آ کر وہ رشکِ غیر میں مجھکو ڈبو گیا
بادِ خزاں کے جھونکے اڑاتے نہ پھر اسے
اے ابرِ مشتِ خاک نہ میری بھگو گیا
دنیا کی لاکھ رنج مصیبت سے چھٹ گیا
آرام سے وہ ہے جو تہِ خاک سو گیا
حالِ نزار و بیکسیٔ دل کو دیکھکر
آیا مریضِ غم کی جو بالیں پہ رو گیا

عاشق ہے راہ زلف گرہ گیر پیچ پیچ
ملتا نہیں وہ دل جو وہاں جاکے کھو گیا

کوئی مجبور رہا باقی نہ مغرور رہا
دور دورہ نہ زمانے کا بدستور رہا
عادیٔ جور و جفا وہ بتِ مغرور رہا
خوگرِ صبر دلِ زار بدستور رہا
کب زبان پر ترے شکوہ بتِ مغرور رہا
شیوۂ شکر جو اپنا تھا بدستور رہا
آئے تو کیا وہ عیادت کو نہ آئے تو کیا
جب تنفس کا نہ ہرگز ہمیں مقدور رہا
چارہ گر چارہ گری سے تری ناسور بڑھا
آرزومندِ نمک زخم کا انگور رہا
زاہدا کیوں رہ پُر پیچ ہوئے تجھکو پسند
کوچۂ یار ترے راستہ سے دور رہا
نام باقی ہے سدا دہر میں حق گوئی سے
حشر تک تذکرۂ دعویٔ منصور رہا
نام حق دار پہ بھی چڑھ کے زبان سے نکلا
یاد حق سے جو نہ غافل کبھی منصور رہا

اپنی صحبت سے ترا اصلا نہ ہوا شیریں کام
تھک کے اس راہ میں فرہاد سا مزدور رہا

کھولے عقدے تو بہت تو نے زمانے کے فلک
پیچ پر کاکل پر خم کا بدستور رہا

چرخ نے رنگ زمانے کے بہت بدلے
شیوۂ ظلم و ستم تیرا بدستور رہا

انقباض دل دلدار سے ہجران کیطرح
دم کا گھٹنا کبھی شب وصل بدستور رہا

کسکو جلوہ ہے بجز عاشق صادق حاصل
جلوہ گر بھی ہے وہی اور وہی طور رہا

تابش حسن کی حدت نے اڑایا اسکو
روبرو تیرے صباحت کے نہ کافور رہا

توسن ناز ترا اس سے کچھ ایسا بھڑکا
رہ سکا ساتھ نہ شوخی کے بہت دور رہا

مسجد و بتکدہ دونوں میں اسی ڈھب عاشق
بت کا اور بادۂ گلفام کا مذکور رہا

جز پیمبر کے وسیلہ ہے تجھے جان کسکا
اہل محشر میں بتا کون ہے پرسان کسکا

منتظر دم ہے نکلنے میں سر ہجران کسکا
دوست دشمن کا نہیں ہجر ہو وہ پرسان کسکا

ایک نظارہ میں جسکے ہو وصال دائم
یہ مرے دل کے سوا اور ہے ارمان کسکا

وامق و کوہکن و قیس ہوئے جب معدوم
منتظر میرے سوا اب ہو بیابان کسکا

چرخ چکرائے مریں رشک سے اعدا انکے
مہرباں تو ہو تو خطرہ مجھے جانان کسکا

جسکی شیرینی سے لب بند تصور میں ہوئے
ذائقہ بخش یہ ہے سیب زنخدان کسکا

غیر کو جانتے ہو میری روش دیوانہ
مثل گل چاک ہے فرمائیے دامان کسکا

رنج سے شانۂ صد چاک ہوا کیوں مائل
زلف برہم نے کیا حال پریشان کسکا

جب وہ گل چہرہ ہے اپنا تو ہے سب کچھ اپنا
نخل کسکے ہیں یہ گل کسکے گلستان کسکا

واعظا ماہ کو اس گل سے بھلا کیا نسبت
چہرہ انصاف سے کہیو کہ ہے خندان کسکا

قیس و فرہاد تو پہونچے نہ سر منزل تک
ہے لپیٹا ہوا یہ بستر میدان کسکا

داغ دل کا ہے مرے یا کف پا کا اسکے
عکس ہے ورنہ فلک پر مہ تابان کسکا

مجھکو اک چاہیے تو اور نہیں کچھ خواہش
ہے ارم چیز ہی کیا تخت سلیمان کسکا

ہائے دل ہاتھ سے نکلا جو چلا جاتا ہے
یاد آیا یہ مجھے طرز خرامان کسکا

شاہی عشق میں سنتا نہیں کوئی زاہد
کون حاکم ہے یہان اور ہے فرمان کسکا

چاہ میں جسکی میں ڈوبا ہی چلا جاتا ہون
غوطہ دیتا ہے مجھے چاہ زنخدان کسکا

سر تہ خنجر قاتل نرہا اے عاشق
پھر خدا جانے ہے منت کش احسان کسکا

ایک ہی وار میں جھگڑا جو چکایا عاشق
تیغ قاتل کے سوا سر پہ ہے احسان کسکا

صاف دل جو نہیں مشکل اُسے پانا تیرا
یعنی گمراہ نہ پائے گا ٹھکانا تیرا

مضطرب دل ہے قیامت کی لیئے جب سے تمنا
تیغ سے روز قیامت نظر آیا تیرا

ہر رگ و پے میں سمائی ہے محبت تیری
ہے مری جان مری آنکھون مین ٹھکانا تیرا

اسکے اٹھنے سے لڑائی ہے جہان مین تیری
ہے غضب ترچھی نگاہون کا لڑانا تیرا

جبکہ تو میرا ہے تو کیا رہے مجھکو پروا
سارا عالم ہے مرا سارا زمانا تیرا

ناوک ناز و کرشمہ سے ہے بسمل عالم
کوئی خالی نہیں جاتا ہے نشانا تیرا

تیری زلفون کی پریشانی نہ جائے گی کبھی
دل صد چاک سے دلریش ہے شانا تیرا

ناز و انداز مین اُن روز دن عجب شوخی تھی
ہم نہیں بھولے لڑکپن کا زمانا تیرا

جان کا تا دم آخر ہے تو ہمدم اے دل
کون جز جان حزین یہان ہے یگانا تیرا

کف افسوس ہمین رشک سے ملوا تا ہے
غیر کے ہاتھ مین مہندی کا لگانا تیرا

جگر خستۂ ابرو کو نگہ نے مارا
شوق رکھتا ہے نشانے پہ نشانا تیرا

تیغ ابرو کا کبھی ناوک مژگان کا کبھی
وار تیرا ہے غضب یار نشانا تیرا

زندہ درگور نہ ہون کیون ہمین جب یاد آئے
ہچکیان لیکے شب وصل جگانا تیرا

کوچۂ یار سے مژدہ مجھے لائی ہے صبا
نامہ بر لیکے ہوا نامہ روانا تیرا

مین اسی بات سے خوش حال ہون مرنا پس ہے
غیر سے گو ہے نہ ملنے کا بہانا تیرا
قتل کے نام پہ کچھ سر تو جھکانا تہ تیغ
غیر نے اتنا بھی کہنا نہین مانا تیرا

کس سے فریاد کرے جور و ستم کی عاشق
دور تیرا ہے جہان تیرا زمانا تیرا

جسے یقین ہے خدا تیری کبریائی کا
کبھی خیال نہین اسکو خودنمائی کا
قفس سے صید کو یہ رنج ہے جدائی کا
کہ جان ہوا ہو اگر نام لو رہائی کا
سما سکا نہ عدم مین بھی غم جدائی کا
وہ مجھ تک آئے اگر حکم ہو رہائی کا
بتون نے سکہ چلایا یہ بیوفائی کا
جہان سے محو ہوا نقش آشنائی کا
عجب طرح کی ہے شکل مہیب و نازیبا
خدا دکھائے نہ پھر منہ شب جدائی کا
عدو کے دل کے پرخچے اڑا دیے صد شکر
یقین تمہارے نالون کی نارسائی کا
ہم اپنے آئینہ دل کو رونما کر دین
جو خودنما کو ہو کچھ شوق خودنمائی کا
شب وصال مین باتین ہین پیار کی لازم
فسانہ پوچھو نہ مجھسے شب جدائی کا
نہ اپنے پردہ عصمت کو بیحجاب کرو
لگاؤ مجھکو نہ الزام آشنائی کا
بتون کے ہاتھ مین دستار ریش ہے انکی
جناب شیخ کو تھا ناز پارسائی کا
صفائی غیر سے کرلون تمہاری خاطر سے
صفائی اسکی ہو تو لطف ہے صفائی کا
جدا ہو تن سے مرا سر کہ جان تن سے روان
مگر نہ اٹھ سکے صدمہ تری جدائی کا
سمجھ کے مجھکو وہ بیگانہ ملتفت تھی مگر
بگڑ گئے جو لیا نام آشنائی کا
قیامت آئی بہت بار ہا لبون پہ مرے
نہ دن ہوا کبھی آخر تری جدائی کا
ہماری جان ہی جائیگی کوئے جانان مین
پیامبر نے کیا عذر نارسائی کا
سوال وصل مین پھرتا ہے ہون کا سر
طریق سب سے نرالا ہے یہ گدائی کا
ہمین تو اس دل خانہ خراب نے کھویا
گلہ نہ انکا نہ قسمت کی نارسائی کا
نہاے غیر کے وہ روبرو جو دریا مین
سفینہ ڈوب گیا اپنی آشنائی کا

عدو کو ساتھ لئے آیا قبرِ عاشق پہ
وفا مین بھی ترے پہلو ہے بیوفائی کا

یقین ہے دل تجھے گر اُسکی بیوفائی کا
نہ لے تو نام خدا نام آشنائی کا
لقب جہان نے دیا تمکو بیوفائی کا
خراب تمنے کیا نام آشنائی کا
یہ شیوہ خوب بتون کی ہے دلربائی کا
وہ جان لیتے ہین دم دیکے آشنائی کا
بجز وصال کے چارہ نہین جُدائی کا
فگارِ غم پہ اثر کیا ہو مومیائی کا
بکھیر زلف کو دل پھانستے ہین خلقت کے
بچھایا جال ہے یہ خوب آشنائی کا
ہمارے عیش مین کیسا ہے یہ خلل انداز
شبِ وصال مین کھٹکا شبِ جُدائی کا
سوا ترے مین کسی سے غرض نہین رکھتا
بتون مین شہرہ ہوون میری پارسائی کا
یہ داغ تیرگیِ دل کا عکس ہے زاہد
نشان نہین ترے ماتھے پہ جبہہ سائی کا
طبیعتون مین حسینون کی بیوفائی ہے
یہ ناشناس ہین کیا کام آشنائی کا
طریقِ عشق کو طے کیجے سر کے بل عاشق
کہ عشق کام نہین زور آزمائی کا
رہے یہ جان حزین یا نہ ہمنشین لیکن
مین دل گرفتہ ہون اُس بت کی دلربائی کا
ترے فراق مین جینا ہے موت سے بدتر
نہین ہے غم ہمین کچھ جان کی جدائی کا
نہ گل نہ ماہ نہ خرشید ہو سکے ہمسر
بیان ہو کیا ترے رُخسار کی صفائی کا
وہ بیٹھتے ہین لبِ بام صبح و شام اےدل
یہ شوق تازہ ہوا اُنکو خودنمائی کا
صبا نے خاک نہ پہونچائی کوئے جانان تک
ہو شکوہ کیا ہمین طالع کی نارسائی کا
نکل سکے طرۂ پُرپیچ سے کہان جائے
ہمارے دل کو نہین شوق کچھ رہائی کا
نہین ہے چین کسی طرح روز و شب ہمکو
وبال جان ہے سہنا تری جدائی کا

ہزار حیف کہ عاشق بجائے گردشِ دشت
بنا رفیق تپِ غم سے چارپائی کا

ادائے یار مین پہلو ہے کچھ ادائی کا
ملاپ مین بھی نیا ڈھنگ ہے لڑائی کا
بتون کا شیوہ نرالا ہے کچھ ادائی کا
نظر سے انکی عیان طرز ہے لڑائی کا
ہے شوق دل کو مرے انکی رخ نمائی کا
اثر اب انکو ہوا ہے سنی سنائی کا
ادا و ناز پہ اپنے وہ خود ہوئے مفتون
کیونکہ ہوا انھین پھر شوق خودنمائی کا
عدو کو پھونک دیا چرخ تک دہائی ہے
گمان اتنا نہ تھا آہ کی رسائی کا
مین سر کے بل چلون کیونکر نہ اسکے کوچہ مین
کہ دل کو شوق ہے اس در پہ جبہہ سائی کا
شب وصال ہے اے جان خوشی مین خنجر
کرو نہ ذکر خدا کے لئے جدائی کا
عدو کے سامنے بیباک اور مجھسے حجاب
لگا دو خود کو نہ یون داغ بے حیائی کا
ہمارے روبرو کرتے ہین شیخ جی ہو حق
یہ ڈھنگ خوب دکھاتے ہین پارسائی کا
عدو کا نقش قدم ہو جہان وہان صد حیف
کہ نام لے کوئی بیچارہ جبہہ سائی کا
خیال کو جو رسائی ہو بزم جانان تک
کرون گا پھر نہ تردد شکستہ پائی کا
عدو کو ساتھ لئے پھرتے ہو غضب کیا ہے
سکھایا کس نے طریقہ یہ خودنمائی کا
ہزار رنج و الم یون تو ہو کے مٹتے ہین
نہ اٹھکے درد اٹھایا گیا جدائی کا
سوال وصل پہ پھیرو نہ تم مجھے ناکام
صلا دلاؤ مجھے کچھ مری گدائی کا
شکست دل کی صدا جب کہ یار تک پہونچے
شکستہ دل کو خطر کیا شکستہ پائی کا
جفائین کرکے وہ کہتے ہین عیش اور حشر
گلہ خدا کے لئے ہو نہ بے وفائی کا

نکیون ہون یار کی یہ لن ترانیان **عاشق**
کہ خودنمائی کو دعوےٰ ہے اب خدائی کا

سنے گا حال جو مجھسے شب جدائی کا
عدو بھی نام نہ لیگا پھر آشنائی کا
جہان مین جلوہ ہے چارون طرف خدائی کا
مگر حجاب ہے آنکھون پہ کبریائی کا
تمام مچھلیان دریا مین لوٹ پوٹ ہوئین
پڑا جو عکس نہانے مین اس کلائی کا

وہ بدلو آنکھین کہ بدلے زمانے کی گردش
جدا ہو غیر سے تو لطف ہے جدائی کا
وہ آج چین بہ جبین ہین کرینگے ذکر عدو
ہمین یہ یاد ہے افسون گرہ کشائی کا
کمند شیخ نہ جائیگی بام عرفان تک
کہ پارسائی کو خدشہ ہے نارسائی کا
یہ وہ ہے زہر ہلاہل کہ ہوگیا پانی
لکھا جو حرف کسی سنگ پر جدائی کا
ہمارا کام تو نکلا نہ بندگی سے بتو
اسی خودی پہ تھا دعوی تمھین خدائی کا
شب وصال کا ہووے مجھے میسر دل
نصیب غیر ہو یارب یہ دن جدائی کا
لبون پہ دم کبھی پہونچتا ہے سخت مشکل سے
یہ حال ہے مرے طالع کی نارسائی کا
ابھی رقیب سے ہے تاک جھانک چلمن مین
بڑھے گا شوق انھین اور خود نمائی کا
نگاہ تھی ترے دل پر کہ جان ساتھ گئی
ہے دلربائی مین بھی شیوہ جان ربائی کا
مریض ہجر صنم ہون خدا سے ڈر اے ضعف
یہ وقت کاہیکو ہے طاقت آزمائی کا
الٰہی خیر دلون کی یہ برق ہے بیڈھب
نگاہ تیز کو ہے شوق خود نمائی کا
ہمارے آبلہ پا ہین جوش مین بیتاب
نہ شوق کیون ہو ہمین پھر برہنہ پائی کا

ہماری آہ رسا نارسا ہوئی **عاشق**
رسائی مین بھی ہوا دخل نارسائی کا

ہجر مین تاریکی شب سے وہ مجھپر جبر تھا
گوشہ بیت الحزن صد رشک گنج قبر تھا
کسلئے چاہا تھا انکو کیون جفا پر صبر تھا
اختیار انپر نہ تھا پر دل پہ کسکا جبر تھا
میری آہ سرد تھی یا دود دل تھا شبکو جو
ٹھنڈی ٹھنڈی تھین ہوائین کالا کالا ابر تھا
سادگی سے جان دی چالاکیون سے دل لیا
مین تو تھا سیدھا مسلمان وہ ستمگر گبر تھا
بعد مردن کنج تربت مین کھلے گل ہمدمو
داغ جو فرقت کا تھا دل مین چراغ صبر تھا
انکی زلفین دام انکا ہوگئین اے ہمنشین
یہ گرفتاری مری آہ رسا کا صبر تھا

دشمنون کے دم پہ کیا گذری الٰہی صبح تک

تھا عاشق بیچارہ شب بیتاب تھا بے صبر تھا

اُس چشمِ مست ناز کا اتنا اثر ہوا — تھا باخبر خودی سے کبھی مین بیخبر ہوا
جتنے چڑھا جو عشق کے اُسکا نہ گھر ہوا — آوارہ و خراب ہوا دربدر ہوا
اک وار مین صفون کی صفون کو لٹا دیا — قاتل کا ہاتھ دستِ قضا و قدر ہوا
برقِ جہندہ کو بھی تو رشک اسپہ آگیا — مضطر شبِ فراق مین دل اسقدر ہوا
آخر شکستہ ہوگیا رشتہ حیات کا — طول اسقدر ہوا کہ بہت مختصر ہوا
بس دردِ دردمند کا اب چارہ ہو چکا — چارہ سے چارہ ساز کو بھی دردِ سر ہوا
تن گھٹتے گھٹتے تارِ نظر بن گیا مرا — جس روز سے مین عاشقِ موئے کمر ہوا
سر لوٹتا ہے دوڑ کے قاتل کے پانو پر — خونِ شہیدِ خنجرِ بُرّان کے سر ہوا
فرقت کی رات آہ و فغان مین جو ہو پڑی — گُتھتی ہوئی کچھ ایسی کہ پیدا اثر ہوا
اُسکی خرامِ ناز سے اُٹھا تھا جو غبار — آوارگانِ عشق کا نورِ نظر ہوا
تنہا نہین ہے لطفِ قیامت ہو ساتھ ساتھ — یون نوحہ گر ہوا بھی تو کیا نوحہ گر ہوا
اچھا تھا ہمنشین مرے آنسو نہ پوچھنا — ہو آستین کی خیر کہ قطرہ شرر ہوا
پنہان ہین جسمین تیر وہ اُنکی نظر ہوئی — پیدا ہین جسمین زخم وہ میرا جگر ہوا
ہمسر سکا تل بنا ہے جو دنبالہ کے قریب — تیرِ نگاہ یار کے بازو پہ پر ہوا
جوبن چڑھا ہے سینہ پہ اُس گلعذار کے — حیرت یہ ہے کہ سرو مین پیدا ثمر ہوا
سر پھوڑنے کے واسطے دیوار چاہئے — وحشت عجب بلا ہے کہ جنگل مین گھر ہوا

عاشق ہون اُس چشمِ مست فتنہ پسند کا
اے بیخودی سنبھال کہ مین بے خبر ہوا

ہر گُل بستان فدائے روے جانان ہوگیا — موئے کاکل کا بکھرنا سنبلستان ہوگیا
ماہ جب پیشِ رُخِ پُرنور جانان ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے پنہان ہوگیا

دی مدینہ کی زمین کو وہ خدا نے برتری
ذرہ ذرہ خاتم دست سلیمان ہو گیا

جلتے جلتے تیرے سوز ہجر مین اے لالہ رو
داغہاے تن سے مین سر بسر چراغان ہو گیا

تیر اُس سفاک کے گھل گھل کے مرہم بن گئے
زخم دل گویا مرا رشک نمکدان ہو گیا

داغ دل داغ جگر سے مین سراپا داغ تھا
سب سے بڑھکر داغ دوری عزیزان ہو گیا

بخیہ گر بس رہگیا منہ دیکھتا کا دیکھتا
ٹکڑے ٹکڑے دست وحشت سے گریبان ہو گیا

عارض تابندہ سے تیرے قمر پھیکا پڑا
سرخی لب سے خجل لعل بدخشان ہو گیا

کوچۂ گیسو سے آئی ہے یہ شاید ہمنشین
دل نسیم صبح سے اپنا پریشان ہو گیا

جان میری تیرے ابرو پر تصدق ہو گئی
اور دل مشتاق نذر تیر مژگان ہو گیا

اب کہان وہ لن ترانی وہ مشیخت ہے کہان
محفل رندان مین پیچھے شیخ عریان ہو گیا

وادی وحشت مین ہون مین اسقدر وحشت پسند
سایہ میرے ساتھ سے ہمدم گریزان ہو گیا

بھولا کر ڈھا دیا اُس غیرت بلقیس نے
تختۂ تابوت بھی تخت سلیمان ہو گیا

ہجر کی شب دیکھنا تارے شرر سے بن گئے
میری آہون سے فلک پر بھی چراغان ہو گیا

کیا تری زلفون کی آوارہ وطن ہے یہ بھی کوئی
خانۂ گلشن ہے کیون سنبل پریشان ہو گیا

آؤ دکھلائین تمھین بھی اپنے زخمون کی بہار
اب میسر ہمکو سامان چراغان ہو گیا

غیر بھی اب چاہتا ہے اُنکو عاشق کیطرح
شیر قالین صورت شیر نیستان ہو گیا

عید کے دن سے مبدل روز ہجران ہو گیا
اُسکے آنے سے مجھے عیش سلیمان ہو گیا

تھا گرانی سے گران مین کار آسان ہو گیا
دل مین اُسکے عشق دشمن تھا سو ارزان ہو گیا

آگیا اب تو نمک پاشی کا قاتل کو مزا
زخم پر چھڑکا نمک ٹکڑے نمکدان ہو گیا

ناامیدی حال بیکس پر ہوئی ہے نوحہ گر
بار ہا تربت پہ گریان ابر باران ہو گیا

اُسکی زلف خم بخم کا جب کبھی آیا خیال
سینۂ پر داغ اپنا سنبلستان ہو گیا

مثل بلبل گلرخون کے ہاتھ سے بچتا نہین
دامن عشاق بھی گل کا گریبان ہوگیا

دست وحشت بنگئی اُس ترک کی نوکِ سنان
زخم سینہ صورتِ چاکِ گریبان ہوگیا

ہجر کی شب اژدہا تھی یادِ گیسو تھی بلا
دودِ دل اس سے نکل کر مارِ پیچان ہوگیا

برہمن کہتا ہے کیونکر بت پرستی چھوڑ دون
کعبہ مین رہنے سے وہ بت کیا مسلمان ہوگیا

میرے چھالون نے دیا وہ آنکو پانی اے جنون
خار ہر اک صورتِ نخلِ مغیلان ہوگیا

بے تمھارے تیر باران بنگیا تھا باغ مین
گل ہوا زخمِ جگر اور غنچہ پیکان ہوگیا

لاغری نے شرم رکھی خوب بزمِ یار مین
مین ہما محفل مین اور نظرون سے پنہان ہوگیا

عارضِ جانان کی سُرخی دیکھکر دل خون ہوا
لو شہیدِ ناز اب لعلِ بدخشان ہوگیا

چارہ گر کچھ کہہ رہا ہے پھر لبِ زخمِ جگر
پھر چھٹا انگور پھر خالی نمکدان ہوگیا

ہاتھ مین دامن لیا اسنے خدا کی شان ہے
دامن امید بھی میرا گریبان ہوگیا

خنجرِ ابروئے جانان ہوگیا ہے دل نشین
جاگزین سینہ مین میرے تیرِ مژگان ہوگیا

ہون اسیر قید لیکن قید سے آزاد ہون
لاغری سے دشت کی مانند زندان ہوگیا

خون ناحق نے کیا ہنگامۂ محشر بپا
جب گذر اُنکا سوئے گنج شہیدان ہوگیا

کیا کہون تیرِ نگاہِ یار کی سفاکیان
آنکھ مین کھٹکا ہمارے دل مین پنہان ہوگیا

لاغری نے میری خنجر پر کیا اتنا اثر
جب گلے ملنے گیا ہمشکل پیکان ہوگیا

عرض کرتا ہون کبھی اُنسے جو اپنا حالِ دل
کہتے ہین اس داستان سے دل پریشان ہوگیا

کب تلک اے عاشق سُنین ہم گفتگو نااہل کی
ایسی باتون سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

ہنس کے اُسنے تیر مارے زخم خندان ہوگیا
سینۂ عشاق صد رشکِ گلستان ہوگیا

اُف رے گرمی محبت ملبے سوزِ ہجرِ یار
خشک میری چاہ سے چاہِ زنخدان ہوگیا

ظاہری طاعت ہے یون تو گبر ترسا ہین بہت
کیا ہوا اگر نام کو کوئی مسلمان ہوگیا

جوش وحشت نے بہاران میں جو پھیلائے ہیں پانو
تجھسے وحشی کے لئے صحرا بھی زندان ہو گیا
ہر لب تربت پہ آئی ہے ہنسی کیا اسکے صبا
دہن گل خندان ہوئے گور غریبان ہو گیا
سیر بھی وحشت نے بیابان کر دیا ہے بوستان
داغ سینہ سے مرا زندان گلستان ہو گیا
اُس بت پر فن کی اب تو آگیا ہے راہ پر
شیخ سا حیوان بھی صد شکر انسان ہو گیا
زخم قاتل نے لگایا میرے سر پر تیغ کا
ہو مبارک نیر اقبال تابان ہو گیا
یہ بھی میرے اشک خونی رنگ کا اعجاز ہے
آستین رنگ شفق دامن بدخشان ہو گیا
رفتہ رفتہ دیکھنا زنجیر پا بنجائے گا
اے جنون جو تھا گریبان کل وہ دامان ہو گیا
طالع بیدار نے شب وان مجھے پہونچا دیا
بخت خفتہ اپنا خواب چشم دربان ہو گیا
اُنکی پتلی کی سیاہی کہہ رہی ہے آنکھ سے
مشک جتنا تھا وہ سب وقف غزالان ہو گیا
تھا یہی ہمدم ہمارا چارہ ساز درد دل
دم لبون پر تھا گیا کیا خوب درمان ہو گیا
وقت کشتن تھا یہ میری تلخ کامی کا اثر
تلخ آب تیغ کھاری آب پیکان ہو گیا
اے صبا اب دیدۂ لیلی وشان میں ہے غبار
مرکے مجنون سرمۂ چشم غزالان ہو گیا

زینت سینہ شگافی آگئی عاشق کہ اب
چاک ہوتے ہوتے دامن بھی گریبان ہو گیا

دست وحشت تجھے اے قیس سزاوار نہ تھا
کیا ترے سر کے لئے سنگ در یار نہ تھا
یار سمجھے تھے اسے ہائے مگر یار نہ تھا
دشمن جان تھا پہلو میں دل زار نہ تھا
شب فرقت میں کوئی مونس غمخوار نہ تھا
اے فلک رحم کہ اتنا میں گنہگار نہ تھا
آپکے یاد میں گرتا رہا بیخود ہو کر
آپ انصاف سے کہئے کہ میں ہشیار نہ تھا
جوش حسرت تھا کہیں جوش تمنا تھا کہیں
شب تری بزم میں اک میں ہی گنہگار نہ تھا
عاشق برق جمالان جہان تھا ہے طور
یہ وہ دیدہ نہیں جو قابل دیدار نہ تھا
شکر صد شکر کہ آنکھون کو ملا تار نظر
گوہر اشک پرونے کے لئے تار نہ تھا

ابتدا عشق کی اچھی تھی کہ تجھے سب جچے
غیر کو تمسے تھین ہمسے سروکار نتھا

تا بہ انظار رہا باہم یہ چہرے سے نقاب
وان کبھی بے پردہ ترا جلوۂ رخسار نتھا

باندھ لیتا وہ کمر کسے تو گران کیونہ ہوتا
ناتوانی سے مین کب جون کمر یار نتھا

محتسب توڑ دیا تو نے دل رند عبث
شیشۂ نازک سا تھا یہ توبۂ میخوار نتھا

تو نے کیون اپنی نزاکت کو لگایا دہبہ
چشم خونخوار ہی تھی خنجر ترا خونخوار نتھا

تیر قاتل مرے سینہ مین رہا چھپ چھپ کے
کیا تبسم کے لئے بھی لب سوفار نتھا

صورت آئینہ حیران ہون سیہ بختی سے
اے فلک زلف نتھا کچھ مین رخ یار تھا

ایک دل اپنا تھا وہ بھی نہ رہا اے عاشق
ورنہ دنیا مین ہمارا تو کوئی یار نتھا

مانند تیر سامنے وہ بت جب آگیا
آنکھون کی راہ سے مرے دلمین سما گیا

دین گالیان رقیب کو اور میرے سامنے
مین اُسکی انجمن سے بہت بدمزا گیا

دو چار پھول کیسے یہ نفرت ہی بعد مرگ
وہ بت مرے مزار پہ تیوری چڑھا گیا

قاتل مرے خدنگ سے بھر آئے زخم دل
یعنی جو آیا تیر وہ ٹانکا لگا گیا

پامال کر دیا مری تربت کو کس لئے
کیا حرف مدعا تھا کہ وہ بت مٹا گیا

مر کر بھی اُسنے داغ دیئے مری قبر پر
لا کر چراغ گھر سے عدو کے جلا گیا

دو دن کی ہے بہار فقط باغ دہر کی
مانند رنگ و بو کے جو آیا اُڑا گیا

تاثیر سرد مہری جانان ہے اسقدر
عاشق شب فراق مین بھی تھر تھرا گیا

اُس خانمان خراب کو تم جانتے بھی ہو
مثل گدا صدا جو گلی مین لگا گیا

اللہ رے یہ رشک وہین آنکھ کھل گئی
جب خواب مین وہ غیر کے ہمراہ آگیا

حسرت ہے پاس دل کی شکایت نہین ہمین
جو کچھ رہا رہا جو گرہ سے گیا گیا

ابرو نے جان لی ہے تو نہ شوق قتل نے
کعبہ کو وہ گئے یہ سوئے کربلا گیا

پھر تنگ آگیا ہوں میں زندان کے ہاتھ سے
زنجیرِ در کو دستِ جنوں پھر ہلا گیا

عاشق ہمارے دردِ جگر کا ہوا یہ رنگ
دھوئی جہاں رسائی وہیں ابر چھا گیا

نورِ خدائے پاک رسولِ کریم تھا
سب انبیا سے آپکا رتبہ عظیم تھا
نظارگی نہ تاب رہی اُف ری بیخودی
گویا زبان قفلِ دہانِ کلیم تھا
اغیارِ تازہ عشق پہ کیوں لطف اسقدر
سب عاشقوں میں عاشقِ صادق قدیم تھا
دیتے نہ کیونکہ اشک کو آنکھوں میں ہم جگہ
دروازۂ کریم پہ طفلِ یتیم تھا
دیکھا جو آستان کو ترے مینے خواب میں
جاتا رہا جو شوقِ بہشتِ نعیم تھا
بسمل نے اُسکے پانو پہ دی جان وقتِ قتل
وردِ زبان شکر و سپاسِ کریم تھا
یارب وہ نازِ غیر کے کیونکر اُٹھا سکا
جس کو حنا کا رنگ بھی بارِ عظیم تھا
دیکھا تھا ہمنے آپکے وحشی کو دشت میں
عریانیاں لباس تھیں سایہ گلیم تھا
بھٹکے پھرے شب آرزوئے غیر بزم میں
دل اپنا اُسکے گوشۂ دل میں مقیم تھا
روکے سے دل رُکا نہ ملا خاک میں مدام
جانان تری گلی میں شعار قدیم تھا
ہنگامۂ نشور دو عالم میں تھا بپا
ہر موئے تن نوا میں زبانِ کلیم تھا
بیشک تو آج کوچۂ جانان سے آئی ہے
اتنا کبھی دماغ نہ تجھکو نسیم تھا
یوں بھی وصالِ یار میسر نہ ہو سکا
ہمراہ خواب میں بھی عدوئے لئیم تھا
تھا شمعہائے گورِ غریبان پہ یہ سمان
گویا ظہورِ حالِ عظامِ رمیم تھا

عاشق خرامِ ناز سے دھوکا ہوا مجھے
تھا نامہ بر صبا کہ ہوائے نسیم تھا

وہ لطفِ خاص ہونے پہ لطفِ عمیم تھا
چلنا کسی کا غیر کی جانب نسیم تھا
دامن نے پرورش کو لیا کیا بُرا کیا
آنسو ہماری آنکھ کا دُرِّ یتیم تھا

پردے میں چھپکر ہیں یہ کیون لن ترانیان
کس نے سُنا مرا سوال کلام کلیم تھا
کیا جانے کیا بنی ترے بیمار ہجر پر
تھا دم لبون پہ حال نہایت سقیم تھا
کیا دن تھے وہ بھی تمسے تعلق تھا ہمین
امید وصل کی تھی نہ ہجران کا بیم تھا
عینِ وصال مین شبِ فرقت تھی سامنے
جنت مین جاکے کیون یہ خیال جحیم تھا
توبہ سے ہو رہا ہون پشیمان مین ہمنشین
ہوتے گناہ اور کہ خالق کریم تھا
کچھ ہو سکا کسی سے نہ ہرگز علاج عشق
تھا بوعلی طبیب فلاطون حکیم تھا
تقدیر کی ہے بات کہ کھائے وہ یا نہ پھل
ہر چند جانتا ہون کہ نخل کریم تھا
دودِ فغان کے ساتھ ہے کچھ بوئے عطر بھی
مجھکو خیال کاکلِ عنبر شمیم تھا
چھو کر کسیکی زلف معنبر کو جب چلی
دیکھا تو آسمان پہ دماغ نسیم تھا
اللہ رے لاغری کہ نہ دیکھا نہ پہچانے
مین اُسکی انجمن مین برنگ نسیم تھا
مارا اس آرزو نے کہ مدفن ہو کوئے یار
شوق جنان تھا ہمکو نہ خوف جحیم تھا
مین تھا وہ دردمند کہ ہرگز نہ اُٹھ سکا
اک درد میرے واسطے نازِ حکیم تھا

عاشق وہ گل چمن مین تھی محو خرام ناز
کھٹکا تھا کچھ صبا سے نہ خوف نسیم تھا

چھپتا تھا مہر رشک سی وہ خوف وبیم تھا
ہر داغ اپنا رشک ریاضِ نعیم تھا
جس سے بنا ہے چرخ وہ بیکس کی آہ تھی
گر کر ہوا گہر جو وہ اشک یتیم تھا
وہ تفتہ دل ہون آہ تجلیِ طور تھی
میرا غبار سرمۂ چشم کلیم تھا
حیرت یہ ہے کہ خانۂ دشمن ہوا نہ خاک
دوزخ کو آہِ دل سے عذاب جحیم تھا
مانند شمع جلنے لگین اُنگلیان تمام
حدت سے میری نبض کی سوزان حکیم تھا
زاہد کہے گا حشر مین رحمت کو دیکھکر
ترکِ گناہ ایک گناہ عظیم تھا
کچھ مین ہی تیرے جلوۂ عارض پہ غش نہین
مدت سے سُن رہا ہون کہ بیخود کلیم تھا

در پر تمھارے شکوہ یہ ہنگامہ تھا بپا
فریادیون کی بھیڑ تھی شور عظیم تھا

بیمار غیر تھا وہ صنم پھر شفا کہان
خود بیمارہ جو تھا جو وہ ہمارا حکیم تھا

ہر بات مین بہت سے تھے پہلو دبے ہوئے
تھے لاکھ فقرے ایک کلام کلیم تھا

سرمہ بنا تھا دیدۂ عبرت کے واسطے
جتنا غبار صرف عظام رمیم تھا
استخوان ہائے کہنہ

غیرون کے فقرے سے یہ ہوئی تھی آفرین
خاموش میری بات پہ بیسکن کلیم تھا

اس نیم جان کو عشق ہے شمشیر یار سے
وہان نیمچہ کھنچا تھا یہان دل دو نیم تھا

تھی جسکے تار تار کی حورون کو آرزو
وہ حلۂ بہشت ہمارا گلیم تھا

عاشق سنائے حال کسی کوئی یار ہین
ہر نقش پا بصورت گوش صمیم تھا

زلف کیون برہم ہوئی جو ہر کسکا عالم ہوا
مین نہین کہتا تمھین مرگ عدو کا غم ہوا

مجمع امید سارا برہم و درہم ہوا
بیکسی و یاس کا بحران مین وہ عالم ہوا

چارہ گر کچھ اور لا بھرنے کو ہے زخم جگر
تھا نمکدان مین نمک جتنا وہ سب مرہم ہوا

عمر جتنی گھٹ گئی جینے کی حسرت بڑھ گئی
درد جتنا بڑھ گیا اتنا ہی اور کم ہوا

وہ بھی کچھ صورت بنائے نوحہ گر میت کے ساتھ
مر گیا ہے کون جسکا اسقدر ماتم ہوا

تیرے احسان مین نہ بھولونگا کبھی اے درد دل
بیکسی مین کون جز تیرے شریک غم ہوا

رازداری محبت جان من آسان نہین
کیا ہوا اگر غیر تیرے راز سے محرم ہوا

اسکو کہتے ہین مقدر مین وہی ناکام ہون
خودپسندی بڑھ گئی جب عشق دشمن کم ہوا

کر دیا برباد سب موج نسیم عفو نے
دفتر عصیان ہمارا برہم و درہم ہوا

ایک مدت سے اسی امید مین تھا تشنہ لب
آب خنجر زخم دل کے واسطے مرہم ہوا

مین ازل سے خوگر جور و جفا ہون اے فلک
رنج میرا بڑھ گیا جب ظلم مجھپر کم ہوا

کیا خوشی کی بات ہے اب غیر رو دین رشک سے
لوگ کہتے ہین مرے مرنیکا انکو غم ہوا

آسکے وہ بزم عزا مین میری قسمت نے کھینچا کیا تماشا ہے کہ شادی مرگ کا ماتم ہوا
چشم دریا بار نے ڈھالے ہین یون لعل گہر گاہ آنسو خون ہوا گہہ قطرۂ شبنم ہوا

دم لیا تھا نے **عاشق** اسکے شوقِ دید مین
پر یہ حسرت رہگئی خنجر کا دم کیون کم ہوا

غم کوئی جاتا رہا دل سے تو تجھکو غم ہوا یعنی اپنا اک رفیق بیکسی کیون کم ہوا
اسقدر اپنی خودی سے آپ نامحرم رہا جسقدر اسرار عرفان سے کوئی محرم ہوا
تھی ازل مین باعثِ تکوینِ عالم چار یار خاک و باد و آب و آتش سے بہم آدم ہوا
غنچے ہین پژمردہ خاطر ہے حسرت تازہ پھول کسکے ہین چمن مین جسکا ایسا غم ہوا
اے صبا وہ رشتۂ الفت ہے دل کو زلف سے یہ ادھر برہم ہوئی اور وہ ادھر برہم ہوا
یا خدا آباد رکھ پہلو مین دردِ عشق کو یہ مرا ہمدرد ٹھہرا یہ مرا ہمدم ہوا
کیون کھچا جاتا ہے اک خورشید رو کی چاہ پر دل ہمارا کیا ہوا اک قطرۂ شبنم ہوا
انکو دل دیکر ابھر آئین ہزارون حسرتین سیکڑون پیدا ہوئے گر ایک دشمن کم ہوا
عشق تھا روز ازل مین بھی مجھے گھیرے ہوئے عالم امکان مین اکر وہی عالم ہوا
وصل مین شب بھر مجھے کھٹکا رہا اے نسیم زلف اب بکھری مزاجِ یار اب برہم ہوا
پرتوِ عارض سے کسکے آگ پانی مین لگی عکس رخ سے کسکے دریا برہم و درہم ہوا
رشک مین اک دل لگی تھی چھیڑ مین اک بات تھی نرم دل وہ ہون مجھے مرگِ عدو کا غم ہوا
دیکھ قاتل تھا یہ مشتاق شہادت سخت جان کاٹ دونی ہوگئی تیغ دو دم مین خم ہوا

اب نہین **عاشق** کہین برق تجلی کو قرار
حسن عالم سوز کا اسکے عجب عالم ہوا

ہماری طرح جہان مین کوئی خراب نتھا شباب جوشِ تمنا تھا کچھ شباب نتھا
نصیب غیر مین ہمدم جو انقلاب نتھا یہ شام و صبح یہ مہتاب و آفتاب نتھا

ادب سے مین جو نہ تڑپا تو یون کہا اُسنے
کہ اسکے شوق شہادت کو اضطراب نتھا

سزا ملی ہے مجھے عذر بے گناہی پر
الٰہی شکر کہ مین قابل عذاب نتھا

اشارے چشم سخنگو کے ہم سمجھتے ہین
مخاطب اُنکا عدو تھا مگر خطاب نتھا

فسانہ عالم رویا کا کیا کہین ہمدم
جو ہمنے دیکھ لیا خواب تھا شباب نتھا

دہن نہو تو کمر کی نظیر تھی معدوم
کمر نہو تو دہن کا ترے جواب نتھا

تری گلی مین بتا تو سہی مجھے کوئی
حزین و خستہ و آوارہ و خراب نتھا

گناہ چھوڑ کے رحمت سے بڑھ گئی ہے یاس
ثواب جسکو سمجھتے تھے ہم ثواب نتھا

ہزار بوتلین اُلٹین گلو بھی تر نہ ہوا
دہان تشنہ تھا میرا خم شراب نتھا

خدا کی شان اُٹھاتے ہین اب وہ ناز عدو
وہ سر چڑھا جو کبھی قابل خطاب نتھا

تمھارے ہاتھ مین خنجر تھا کل جو مقتل مین
تمھاری ابروے بیباک کا جواب نتھا

یقین ہو کیونکہ انھین بیقراریان دل کی
کہ پاس آکے جو بیٹھے تو اضطراب نتھا

عدو کو چشم حقیقت کہان میسر تھی
وگرنہ آپکا جلوہ تو بانقاب نتھا

دل خراب سے کہتی ہین حسرتین میری
جہان مین ہمسا کوئی خانمان خراب نتھا

سوال وصل ہوا لاجواب اے **عاشق**
دہان تنگ مین اس شوخ کے جواب نتھا

حجاب برق تجلی تھی گو حجاب نتھا
وہ شوخ بام پہ آیا تو بے نقاب نتھا

حجاب مین وہ نتھا اور بے حجاب نتھا
حیا کا پردہ پڑا تھا اگر نقاب نتھا

ہمین تھا پاس مروت کہ لاجواب نہو
وگرنہ آپکی باتون کا کیا جواب نتھا

نگاہ شوق ہے بیتاب کیون پس چلمن
یہ سچ ہے غیر سے کس دن تمھین حجاب نتھا

ہمارے پانو کو اُس کو مین دیدیا ہوتا
ترے نصیب مین اے پاسبان جو خواب نتھا

کبھی نہ جائیگی تا حشر بے خودی میری
سرور حسن بتان نشہ شراب نتھا

وہی نصیب مین اپنے وہی ہے محرومی
یقین ہے کہ زمانی مین انقلاب نتھا

نکل کے گھر سے گئے ہم جو دشتِ وحشت مین
چلے وہ چال کہ سایہ بھی ہمرکاب نتھا

وہ منہ لگی کبھی چھٹتی نہ حشر تک زاہد
یقین جان یہ منہ قابلِ شراب نتھا

عیان ہو پردۂ دل سے نہان ہو آنکھون مین
تمھارے جلوہ کا مانع کوئی نقاب نتھا

کسیکی حیرتِ دیدار سے وہ تسکین تھی
کہ وقتِ مرگ بھی بسمل کو اضطراب نتھا

خطاب کرکے مجھے غیر سے ہوئین باتین
یہ التفات بھی انکا کم از عتاب نتھا

نہ بھیجنا تھا قلم کرکے پھر سرِ قاصد
ترے قلم مین مرے خط کا گر جواب نتھا

کہان گیا اثرِ بیقراریِ بسمل
یہ کیا کہ خنجرِ قاتل کو اضطراب نتھا

بنود دامنِ قاتل سے کب گئی عاشق
ہمارا قطرۂ خون تھا کوئی حباب نتھا

دل مایوس تو کیون کوئے بتان سی آیا
کون یون تیری طرح جا کے جنان سے آیا

جو گیا چھوڑکے سر تیرے مکان سے آیا
صد گلِ زخم لئے باغِ جنان سے آیا

داغِ فرقت مجھے دیجیے وہ فرماتے ہین
ہاتھ یہ چاند کا ٹکڑہ سا کہان سے آیا

دل مین اُس تیر کو کیونکر نہ جگہہ دون ہمدم
ہو کے برباد جو یون دورِ کمان سی آیا

جو گیا سنگِ درِ یار بنا حیرت سے
آدمی بنکے کوئی کوئے بتان سے آیا

کیا تسلی ہے دمِ گریہ جو یون کہتے ہین
تجھ مین تو دم ہی نتھا اشک کہان سے آیا

تیرے کوچہ کی ہوا ہو کہ خیالِ دشمن
جو کچھ آیا وہ اجل بنکے وہان سے آیا

تشنہ لب جلنکے ساقی نے لگادی ہے سبیل
بادہ خواری کا مزا کچھ رمضان سے آیا

مین تو کیا خنجرِ قاتل کا بھی دل لوٹ گیا
لطفِ تکبیر وہ قاتل کی زبان سے آیا

چارہ گر آج چھڑکتا ہے نمک اے عاشق
رحم اسکو مرے زخمون پہ کہان سے آیا

پھنس کے زلفون مین جو دل خاموش تو ہو جائیگا
فقرہ فقرہ ہر گرہ کا گفتگو ہو جائے گا
بام پر شبکو اگر بے پردہ تو ہو جائے گا
ماہ بن تجھمین مقام گفتگو ہو جائیگا
قاتل اچھا ہے جو خونِ آرزو ہو جائے گا
ہر گلِ باغِ شہادت مین یہ بو ہو جائے گا
ہون وہ مشتاقِ خلش بنجائے گا یا دِمژہ
تیرِ قاتل دلمین ہمکر آرزو ہو جائے گا
قامت جانان کا گر باندھون تصوّر باغ مین
یا بگل سرو کنارِ آبجو ہو جائے گا
رنگ لاکھے نے جمایا اُسکے لب پر دیکھنا
لعل کا دل اب بدخشان مین لہو ہو جائیگا
برق خمیون سے یہ آنکھین سینکنی اچھی نہین
ایک دن اُلٹا توا اے ماہ تو ہو جائے گا
بھیجتے کیون گر نہ ہوتا نامہ بر پر اعتبار
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہان جا کر عدو ہو جائیگا
آہ کیون کرتے جو ہوتا ٹوٹ پڑنے کا یقین
کیا خبر تھی چرخ اُلٹا تندخو ہو جائے گا
گر یہی شوق شہادت ہے تو قاتل دیکھیو
آبِ خنجر اب کوئی دم مین لہو ہو جائے گا
دل وہ مشتاق شہادت ہے کہ قاتل وقت ذبح
ٹکڑے ٹکڑے ہو کے پیوند گلو ہو جائے گا
زاہدو مین کعبہ ابرو مین پڑھ لونگا نماز
آب سے اُس آئینہ رو کے وضو ہو جائیگا
خم کے خم خالی ہون تو بھی تر نہون جو نون کے لب
تشنگی سے میرے وہ تشنہ سبو ہو جائے گا
ہو کے اس محراب مین قاتل شہیدونکی نماز
آبِ خنجر صورت آبِ وضو ہو جائے گا
بزم جانان مین نہ ہوگی باریابی غیر کو
اسقدر میرا ہجوم آرزو ہو جائے گا

کاٹ ڈالیگا جو عاشق غیر کو چورنگ شہ
خنجر قاتل کا شہرہ چار سو ہو جائے گا

تیرے رُخ سے گرد چار اے تندخو ہو جائیگا
آب آئینہ سے طوفان چار سو ہو جائیگا
اے بتون وابستۂ عاشق جو تو ہو جائے گا
ہو کے دامن دھجیان طوق گلو ہو جائے گا
معجزہ دکھلائین گی اکدن تمھاری شوخیان
اُس زبان پر آپ آتے آتے تو ہو جائے گا
المدد اے ضعف اُس بُت کو کمر پر ناز تھا
ناتوان اب یہ مقابل موبمو ہو جائے گا

میکدے مین جائے گا ساقی جو یہ گردش نصیب
مہر ساغر ہوئیگا گردون سبو ہو جائے گا

آج پھر قاتل نے شمشیر دودم کو آب دی
آج پھر اے دل ہمارا زخم گلو ہو جائے گا

آئینہ مین بال پڑ جائینگے عکس زلف سے
مہر ہو کر روبرو بے آبرو ہو جائے گا

گھٹتے گھٹتے ایک دن امید ہو جائے گی یاس
شوق بڑھتے بڑھتے ایکدن آرزو ہو جائے گا

دشتِ وحشت مین بلند و پست ہے سب ایکسان
پانو کی بیڑی مجھے طوقِ گلو ہو جائے گا

حشر کے دن مین اور محشر ہے – تم ہو اسکے تو
فیصلہ میرا تمھارا روبرو ہو جائے گا

اے خدنگِ یار اس گھر مین ہی تجھسے دشمنی
زخم دل شکل چراغ آرزو ہو جائے گا

طائر رنگِ حنا کی طرح پر لائے گا رنگ
دل ہمارا اس گل عارض کی بو ہو جائے گا

جوش ارمان منہ سے بول اٹھیگا ایکدن دیکھنا
میری خاموشی کا فقرہ گفتگو ہو جائے گا

خوبیٔ قسمت سے میری رشک ہو گا حور کو
میری تربت پر اگر وہ خوبرو ہو جائے گا

رنگ لائے گا شہیدِ ناز قاتل بعدِ قتل
آب خنجر خون ناحق سے لہو ہو جائے گا

دیکھ لین گے روئے جانان سے ملا کر ماہ کو
آئینہ سے آئینہ جب روبرو ہو جائے گا

کاکل پیچان سے سنبل کے نکلجائینگے بل
بوئے زلفِ مشکبو سے مشک بو ہو جائے گا

پھل ملیگا اسکو اے قاتل اگر شمشیر کا
بارور عاشق کا نخل آرزو ہو جائے گا

کھلا مقدر دلِ حزین کا مکان ہے یہ ایک نازنین کا
مکین ہے وہ جو نہین کہین کا دماغ ہے عرش پر زمین کا

ہماری اشکون نے تار باندھا ہوا ہے بحر روان کو سودا
فلک یہ کہتے ہین جسکو جو را وہ تختہ گوشہ ہے آستین کا

تمھارے کوچہ مین سر سے آتا نشانِ پائے عدو مٹاتا
کسیکی چوکھٹ سے پھوڑ جاتا جبا بس آ تجھے جبین کا

بنا ہے عاشق کے خون کا محضر گواہ اغیار مین سراسر
جو مہر کیے ہین حروف نشتر تو رنگ تنگ سرخ ہے نگین کا

ارادے ہین شکلِ ماہ و طین کے کبھی فلک کے کبھی زمین کے
ازل سے ہے یا نقش پیچ جبین یہ ہے نوشتہ خطِ جبین کا

یعنی آدمی
زبان پہ آیا جو حرف مطلب تو انکو سننے کی ہے غرض کیا
وہ بند کر دیتے ہین مہین لب لگا ہے دم حرف دلنشین کا

عدو کے کہنے سے جو ہین ہمارے باطل وہ سر سے آئیگا کب مقابل
کہان ہے دینے کو لائیگا دل اتنا حوصلہ کب ہے نکتہ چین کا
نصیب مین ہین اگر یہ رتبے تو دیکھ لیگا وہ سب کو سرنشین
جو نقش الفت تمہارا بیٹھے تو بھاؤ بڑھ جائے اس نگین کا
الٰہی ہو جائی شکر شیون یہ شوق کہتا ہے وقت مُردن
جھکاؤن قاتل کے آگے گردن تو غل ہو مقتل مین آفرین کا
جواب کیا دوگے روز محشر وہان بتاؤگے بات کیونکر
یہ مانا دھو لوگے اپنا خنجر نشان نہ جائیگا آستین کا
عجیب لائی ہے رنگ دنیا طلسم کیا کیا ہوئے ہویدا
کہ سبزہ و گل نئے ہو کے پیدا بنا دیا صورت آفرین کا
پسند کرتے ہین اسپہ مرنا کہ اپنے کوچہ مین نعش دھرنا
ہماری نعش ہی عزیز کرنا دیا ہے جان مول اس زمین کا
یہ حال لاغر سے ہے بدن کا کہ رنگ پھیکا ہوا چمن کا
ہوا ہے منہ فق جو یاسمن کا تو رنگ ہی زرد یاسمین کا
کیا تھا کسدن عدو کا شکوہ عبث وہ دشمن ہوا ہمارا
جو عشق دشمن اسی نہ ہوتا یہ حال ہوتا نہ مہ جبین کا
یہ حال ہے عشق مین تمہارے کہ جہان جا رہے ہین نشست سایہ
وہ پاؤن نکلے ہین اب ہمارے کہ چاک دامن ہوا زمین کا
نصیحتین سب ہین ذکر ماضی نصیب پر ہین اپنے راضی
نہین ہے ناصح کہین کا قاضی کہ دل نہ ہو زلف عنبرین کا
نہین ہو دشمن سے ہم شناسا یہ تہمت الزام سب ہے بیجا
تمہارے دلمین نگر ملیگا مکان ہے یہ اسی مکین کا
پڑھے ہین ہمنے نوشتے اپنے نصیب مین تجھے جو حرف لکھے
کیا ہی خط اسنے بر زرے یہ مدعا تھا خط جبین کا
یہ کہہ رہا ہے دل صفا بلٹ کے ہو جائیگا کچھ اچھا
نہ ہوگا ورنہ نصیب سیدھا یہ خط معکوس ہے نگین کا
نگون کا اسنے رنگا ہے جامہ دیا ہے مرجان کچھ رنگ کیسا
شفق نما کسکا عکس پہنچا وہ رنگ ہی اپنی آستین کا
بشکل سایہ مین جا پڑا ہون نصیب کہتا ہے مین سا ہون
تمہاری چوکھٹ کو کیون نہ چاہون کہان ہے رتبہ مری جبین کا
عدو کے دلمین مقام کیسا نکالا تمنے یہ خوب رستا
بتا تو دو مجھکو اپنے گھر کا مگر ٹھکانا نہین کہین کا

وہ بیخودی سے ہوئی خموشی نہ منہ سے عاشق کے بات نکلی
برنگ سرمہ ہے اشک غم بھی یہ عشق ہے چشم سرمگین کا

نہ مین فلک کا نہ مین زمین کا کہان ٹھکانا ہے مجھ حزین کا
تری گلی کے سوا کہین کا نہین ہے عاشق کہ ہو مکین کا
غم جدائی سے ناتوان ہین نشان وحشت کے سب عیان ہین
کہ جیب دامن کی دھجیان ہین خیال کسکو ہے آستین کا
عبث ہے تدبیر سعی باطل کہان سے مطلب ہو کوئی حاصل
نصیب سیدھا نہ ہوگا اے دل کہ خط ہی الٹا ہے اس نگین کا

تو میں ہوں خاکسار کتنا نہیں ہے گریہ سے فرصت اے صبا
کہ چشم بینا کو سمجھے گویا گمان ہے گرد رہ نشین کا

ہوا ہوں بالکل جنوں کا پیکر کہ جیب صد چاک ہے سراسر
رہا جو وحشت کا سایہ سر پر تو کام کیا ہے پھر آستین کا

ہزاروں ٹکڑے جبین پہ پیوند سے ہزاروں آلام سے ہیں مرے
جہان دیکھے عجب نقشے طرح پایا عجب زمین کا

بچھے ہیں لفظوں کے دام سے کم نثار عارض ہے اک عالم
بنا تھا شاید خمیر آدم تمھارے کوچہ کی سرزمین کا

خیال تھا اُسکے قد کا ایسا لپٹ گیا میں جو سر آیا
چمن میں لالے کو دل سمجھا کہ عکس ہے روئے آتشین کا

یہی ہے یارب خیال اُلکا یہ آرزو ہے مری خدایا
کہ وجد میں ہو مرا جنازہ ملے جو کندھا کسی حسین کا

جو خم میں مانند برق چمکا پیالہ جسکا ہے دست مے سے
وہ قطرہ قطرہ ہے اک شرارا ہمارے صہبائے آتشین کا

کرے نہ کیوں دخت رز کنارا انھیں ہے فرقت میں کچھ گوارا
بنا ہے گویا لہو ہمارا وہ رنگ ہے آب آتشین کا

مرے عزیزوں سے جا کے کہدو کہ حاجت غسل کیا ہے یارو
کفن کی چادر نقاب مجھکو شہید ہوں چشم شرمگین کا

یہ ہے مقدر کی نارسائی کبھی جو تقدیر آزمائی
گئی ہے برباد جبہہ سائی یہی تھا لکھا مری جبین کا

یہاں بھی ایذا وہاں بھی ایذا نہ یہاں نکالا نہ وہاں نکلا
نہ شہر بھائے نہ اسکو صحرا ہوا یہ عالم دل غمین کا

ترے تبسم سے گل کھلا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے
خوشی سے غنچہ جو ہنس پڑا ہے اثر ہے لبہائے نازنین کا

تمھارے رخ کا ہے عکس سارا ہزار ہو ماہ عالم آرا
کریگا کس طرح یہ ستارا مقابلہ تم سے مہ جبین کا

وہ جان شیرین جو ہے مانگیں تو عذر کسکو ہے شوق الیین
فراق میں انکے کیوں نہ دیدہ میں مزہ ہے یہاں تلخ انگبین کا

عجب طرح کی ہے شرمساری حیا کا فرمان ہوا ہے جاری
کہ چھپ کے لیتا ہے جان ہماری خدنگ اس چشم شرمگین کا

نظر میں شیر تھی مقدر داغ رکھتی تھی زلف دلبر
کبھی جو گھر سے جو نکلے باہر جگر ہو خون مشک چین کا

رقیب کیا ہو سکے مقابل وہ ہوں میں تیغ جفا کا بسمل
کہ ذبح ہو نہیں مجھکو قاتل خیال تھا تیری آستین کا

وفا کا اُس بت کی ہے یہ نقشہ خیال عاشق کا دل سے اُترا
دم پسین بھی وہ پاس ہوتا جو عشق تھا روز اولین کا

دو غزلہ قافیہ بقافیہ بر غزلہائے مندرجہ دیوان مراۃ الغیب حضرت
امیر مینائی لکھنوی صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ مطبوعہ

خورشید ماند ہے ترے گالون کے سامنے
کچھ ہے گھٹا گھٹی ہوئی بالون کے سامنے

اب دیکھتے ہی دیکھتے یہ بات ہو گئی
وہ دیکھتے ہین دیکھنے والون کے سامنے

ڈوبا ہے اُنکے چاہِ زنخدان مین دل مرا
کچھ بس چلا نہ زہرہ جمالون کے سامنے

چھینٹا پڑا ہے اُنپہ مگر آب رشک کا
پانی ہوئے حباب جو چھالون کے سامنے

شمشاد و سرو اُس قد بالا کے رشک سے
کیا پا بگل ہین تازہ نہالون کے سامنے

رہتا ہے مجھکو خوف کہ اِنکی نظر نہ ہو
آیا کرین نہ آپ غزالون کے سامنے

کیا کیا مزے اُڑائے ہین شب ہمنے خواب مین
کیا کیا رہے ہین حور جمالون کے سامنے

رونے سے میرے دہر مین طوفان بپا ہوا
جل تھل ہین خشک آنکھ کے تھالون کے سامنے

تیرے غم فراق نے ایسا مٹا دیا
دل مٹی ہو گیا ہے ملالون کے سامنے

جو چیز مل سکے وہ غنیمت ہے ہمنشین
مٹی ہے جام جم بھی سفالون کے سامنے

بہتان ہین افترا ہین سراسر دروغ ہین
اُنکے جواب میرے سوالون کے سامنے

قربان اُن ابرؤن پہ ہین سو جان سے شہید
ہم ہو گئے حلال ہلالون کے سامنے

یون گرد چشم مست کے مژگان کا ہے ہجوم
بیٹھے ہین مست مے کے پیالون کے سامنے

محفل مین مجھکو دیکھ کے آنکھین چرا گئے
یہ چوری اور دیکھنے والون کے سامنے

کترا کے دور ہی سے نکل جاتے ہین حسین
کیا چور ہین یہ پہچاننے والون کے سامنے

چلتی نہین ہین چرخ کی کچھ چال بازیان
چکرا گیا ہے یہ تری چالون کے سامنے

مُنہ فق ہے ماہ کا ترے تلوے کے روبرو
لرزان ہے مہر رشک سے گالون کے سامنے

یہ وہم کیا ہے دور سے بوسہ نہ لین گے ہم
کیون آپ ہاتھ لائے ہین گالون کے سامنے

مخلوق کی زبان پہ سنبل کا نام تک
بیشک وبال ہے ترے بالون کے سامنے

ترشا ہوا سا ناخنِ پا ہے ہلالِ عید
ان تیرے ابرؤن کے ہلالون کے سامنے

ایسا ہوا ہون محو قدِ یار دل نواز
مین ہاتھ جوڑتا ہون نہالون کے سامنے

عاشق کو ناز کیون نہ ہو طبع بلند پر
ہے پہلی سیڑھی عرش خیالون کے سامنے

بھولے گی کیا شفق ترے گالون کے سامنے
بال آئینہ مین پڑ گئے بالون کے سامنے

پڑھتا ہون شعر لکھنؤ والون کے سامنے
مین بھیجتا ہون شیر غزالون کے سامنے

دہلی کے لوگ لکھنؤ والون کے سامنے
ایسے ہین جیسے شیر غزالون کے سامنے

اک دہلی والہ لکھنؤ والون کے سامنے
شیر عرین ہے لاکھ غزالون کے سامنے

دل لیگئے وہ حسرت و ارمان کو چھوڑ کر
مین لٹ گیا ہون قافلے والون کے سامنے

بے پردہ یون تو بام پہ بیٹھے رہین گے وہ
آتے نہین ہین چاہنے والون کے سامنے

آخر کو پھنس گئے تری زلفون کے پیچ مین
ہم بال بال بندھ گئے بالون کے سامنے

یاد آگئی تھی دشت مین ہمکو وہ چشم یار
محو نظارہ ہم ہین غزالون کے سامنے

وہ گلعذار سرو رواں ہے چمن مین آج
غنچے ہین سب نہال نہالون کے سامنے

وہ نونہال حسن بگڑ جائے گا ابھی
اے باغبان نہ چھیڑ نہالون کے سامنے

عشاق اُنکے سامنے ہین کس حساب مین
کرتے ہین ناز حور جمالون کے سامنے

یہ عین بیوفائی ہے دیکھو تو اے بتو
آنکھین نکالو دیکھنے والون کے سامنے

ظاہر مین مجھسے آپنے پردہ کیا تو کیا
ہر دم ہین آپ میرے خیالون کے سامنے

کانٹے ہمارے دل کے پھپھولون کو پھوڑ کر
کیا پھوٹ پھوٹ روئے ہین چھالون کے سامنے

یہ کیا ستم ہین ان سے بھی افزون کرو ستم
مشکل نہین نباہنے والون کے سامنے

ہے آگے ہاتھ باندھے قیامت کھڑی ہوئی
فتنے تڑپتے ہین تری چالون کے سامنے

شیرین سے بھی جو آنکھ لڑی ہو بلا خطر
شرمائے کب وہ آنکھ غزالون کے سامنے

اے آفتاب حشر جلائے گا کیا ہمین
ہم رہ چکے ہین برق جمالون کے سامنے

اے ابر دو گھڑی کے لئے ہی تری جھڑی
پانی بھریگا تو مرے چھالون کے سامنے

شرمائے سر جھکائے وہ بیٹھے ہیں بزم میں
ہیں لاجواب میرے سوالوں کے سامنے

ہے خار ہائے دشت کو میرے قدم سے فیض
سوکھی زبان دکھاتے ہیں چھالوں کے سامنے

عاشق عدو کے دل میں ہے بیشک غبار پر
ہے خاک دھول میرے ملالوں کے سامنے

قصیدہ مشتمل بر مناظرہ زلف و رخ بر قصیدہ جناب امیر مینائی لکھنوی مندرجہ دیوان مطبوعہ جسمیں شانہ و آئینہ کا مناظرہ ہے قافیہ بقافیہ ہر شعر بمدح جناب مستطاب معلی القاب شاہ کج کلاہ آصفجاہ حضرت میر محبوب علی خان صاحب بہادر نظام دکن ادام اللہ اقبالہم

کل شب وصل فلک پر جو گئی میری نظر
رخ جاناں سے خجل ہو کے چھپا صاف قمر

ایک تو حسن جہاں سوز اور اس پر طرہ
رشک سے ماند ہوئے دیکھ کے اختر زیور

خاک میں ملگئی سب آبروے کاہکشان
سرمگین چشم کو دنبالہ ہوا مد نظر

شکم صاف کے نظارہ سے پتھر ہو جائے
بال پڑجائے اگر آئینہ دیکھے وہ کمر

اسکے گیسوئے مسلسل کا کہوں کیا عالم
بتدا تھا کہ نہ تھی جسکی دو عالم میں خبر

خود نمائی نے پلک تک نہ جھپکنے دی اسے
کبھی زلفوں پہ نگاہیں تھیں کبھی رخ پہ نظر

رخ نے زلفوں کو دیا طعن سیہ روئی کا
زلف نے رخ کی عداوت پہ کسی اپنی کمر

زلف سے رخ نے کہا دور پرے کالا منہ
ہم حسینوں کے چڑھی تو بھی یہ تیرا ہے جگر

میں ہوں عالم میں وہ صد غیرت ماہ و خورشید
آئینہ ہے مری حیرت سے ہمیشہ ششدر

ماند ہو چاند اور آئینہ ہو پانی پانی
پس چلمن کبھی اپنے جو دکھا دوں جوہر

منہ کی کھائے جو قمر میرے مقابل آئے
میری تنویر کا شہرہ ہے جہاں میں گھر گھر

صبح صادق کو مری ذات سے یہ تابش ہے
مدعی سامنے کیا آئے کہ جھوٹا ہے گہر

سچ تو یہ ہے کہ سعادت یہ سعادت ہو نصیب
مجھکو گر دیکھ لے کوئی عوض ماہِ صفر

مین ہون وہ نور کہ جس گھر پہ مرا عکس پڑے
غیرت وادی ایمن ہو سراسر وہ گھر

لمعۂ حسنِ جہان سوز سے میرے دم مین
کوئی باقی رہے دنیا مین نہ دیوار نہ در

آنکھ سورج کی طرف کون اُٹھا سکتا ہے
مین بھی وہ پیش نظر ہون کہ نہین پیش نظر

ہون مے حُسن سے بدمست الٰہی توبہ
پر وہ ہشیار ہون رہتی ہے زمانے کی خبر

مین زمانے مین ہون اک مشعلِ راہِ ظلمات
ساتھ مجھکو نہ لیا چوک گیا اسکندر

میری افشان سے ملے ہین یہ فلک کے تارے
ذرے تابش سے مری بنتے ہین رشکِ اختر

مرا جلوہ مرے جلوے کیلئے ہے وہ نقاب
وقتِ نظارہ پہنچتی نہین موسیٰ کی نظر

مینے سمجھائے ہین والفجر کے معنے اسکو
جہل مین حضرت واعظ کی ہوئی عمر بسر

میرے دعوی کی شہادت کو ہے صبح و مسا
آئینہ داری مین حاضر ہین وہی شمس و قمر

سامنے میرے ہو لالہ تو سناؤن چٹکی
گویا کوے نے نکالا ہے یہ سرخاب کا پر

گرد سے چاند زمانے مین کہان چھپتا ہے
مری زینت ہو جو بالفرض ملون خاکستر

ایک مین صورتِ آئینۂ قلبِ مومن
ایک تو ہے دلِ کافر کی طرح بد اختر

تیرہ و تار و سیہ باطن زاغ و زنگی
تجھکو القاب ملے از طرفِ اہلِ ہنر

تجھسے اے تیرہ درون ہان شبِ یلدا اچھی
تجھسے سو مرتبہ ہے شام جُدائی بہتر

ایک عالم مین ہے تو تیرہ دل و تیرہ بدن
وہی ظاہر وہی باطن ہے وہی زیر و زبر

ہمنے مانا دلِ عاشق کے لئے بید سہی
کس نے دیکھا ہے کہان بید مین لگتا ہے ثمر

سانپ کہئے تجھے چپکے سے اگر دل کو ڈسے
آشکارا تیری الفت ہو تو ہے پھانسی گھر

مرتبہ مجنون کی لٹک کے تو نہین ہم قائل
تو ہے شب رنگ یہ لیلا کے کہان ہین جوہر

گلشنِ عارض جانان کی نگہبانی مین
دو بلائین ہین کہ رہتی ہین ادھر اور ادھر

بال بال آپکا مجرم تو نہین ہے لیکن
کشمکش شانہ کی رہتی ہے یہ کیون آٹھ پہر

دلربا یون سے تجھے قطع تعلق اچھا
کیون بلا بن کے ہوئی ہے تو حسینون کے

سر پہ گر شام شبِ غم ہو تو تجھ سے اولے
آستین مین ہو اگر سانپ تو تجھ سے بہتر

صورتِ آئینہ جب صاف رخِ انور نے
زلف کے عیب نمودار کئے - اپنے ہنر

سو بسو ہو کے زبان بھر کے بہت بل لیکر
زلف نے طول دیا پاسِ سخن کو یکسر

یون لگی کہنے کہ اے دشمنِ عقلِ روشن
عیب جوئی سے دلِ پاک کو ہوتا ہے حذر

قدر ہے میری حسینون مین تجھے کیا معلوم
سلسلہ حسن کا ہے ختم مرے دعوے پر

سر پہ رہتی ہون حسینون کے ہمیشہ لیکن
طوق ہون گردنِ عشاق کا مین آٹھ پہر

سرنگون یادِ خدا مین ہون وہ ہون شب بیدار
تجھمین یہ بھی نہین - دیدہ ہے سرا خوف و خطر

ختمِ واللیل کی تفسیر ہے مجھ پر غافل
ہے مری تاب سے عالم مین عیان نورِ سحر

پھیلتی ہون تو شبِ وصل سے بڑھجاتی ہون
مین سمٹتی ہون تو ہون مردمکِ اہلِ نظر

کھینچ لیتا ہے جو نشتر کو رگِ جان کی طرف
رگِ مجذوب مین یہ میری کشش کا ہے اثر

ہو گیا عشق سے میرے دل شانہ صد چاک
جگر انسان کا ہے دیکھے جو مجھے ایک نظر

چاہنے والون کی گردن کے لئے ہون وہ کمند
لشکرِ حسن کو مجھ سے ہے بس امیدِ ظفر

ملتی جلتی ہے مری شکل سے تصویرِ بلال
کملین جامہ ہے میرا صفتِ پیغمبر

رات ہو کر مین ابھی یوم دخان دکھلا دون
ہے عیان مجھ مین عجب شانِ خدائے اکبر

چشمِ بد بین تو برکندہ بود تا بہ ابد
جملہ اش عیب نماید ز سراپائے ہنر

عیب گر تیرے گنون منہ پہ ہوائی سی چھٹے
مین نہین وہ کہ پرو لاؤن کی جھوٹے گوہر

تجھکو گر چاند کہون داغ کہان جائے گا
سنگِ مرمر کہون تو ذات ہے تیری پتھر

سینے مانا ستعدی ہے صباحت تیری
پر یہ ایسا ہے کہ جیسا تنِ ابرص کا اثر

یعنے کوڑھی

شامِ وصلت تری تنویر سے ہے صبحِ فراق
واہ کیا شام تھی اور آہ یہ کیسی ہے سحر

شمعِ محفل ترا جب پسِ چلمن آیا
ایک جلوہ کے سوا اور نہ تھا تجھ مین ہنر

یاد آجائے وہیں چادرِ پُرنورِ کفن
ترا جلوہ کسی بیمار کو آئے جو نظر
تہ ملے پر نہ ملے منہ بھی چھپانے کو جگہ
تجھ میں جو عیب ہیں سب منہ پہ وہ کہدین اگر
الغرض بات بڑھی بحث کھنچی طول ہوا
پہنچی دونوں کے طرفداروں کو اُڑتی سی خبر
حامیٔ رُخ ہوا آئینۂ صافی باطن
شبِ یلدا نے کسی زلف کو لشکر میں کمر
ماہِ کامل نے دیا ساتھ رُخِ انور کا
زنگئی خال نے لی زلف کی خاطر سے سپر
جانبِ رُخ وہ چلی یہ طرفِ زلف بڑھی
فوجِ تاریکیٔ شب اور سپہ نورِ سحر
زلف کے ساتھ ہوا بختِ سیاہِ عُشّاق
تابشِ برق ہوئی جانبِ روئے انور
ایک ہونے کو تھا ہنگامۂ محشر برپا
کیا تعجب تھا کہ ہو جائے جہان زیر و زبر
پیرِ دانش نے کہا جنگ نہیں ہے اچھی
صلح ہو جائے جو دونوں میں تو سب سے بہتر
جائین اس درگہِ عالی پہ یہ ملکر دونو
ہے جو آفاق میں مشہور عدالت گستر
میر محبوب علی خان بہادر جمجاہ
مصدرِ مہر و کرم مظہرِ صد علم و ہنر
اُسکے لشکر کی اگر خاک ہو سُرمہ فروش
کور عالم میں رہے دیدۂ ماہ و اختر
فکر کہتی ہے کہ اب مطلعِ ثانی لکھئے
دل میں جو کچھ ہے وہ آجائے زبان پر کہکر

مطلعِ ثانی

اُسکا اقبالِ عدو مال زمانے کی سپر
گردیا سے صفِ خُدام کے پیدا ہے لشکر
عدل اُسکا ہے وہ عالم میں زمانے کی سپر
شیر بکری ہے سدا سے صفتِ شیر و شکر
اُسکا گر حکم ہو خورشید حلم کو تھامے
قتلِ اعدا کے لئے باندھ لے مرّیخ کمر
نام اُسکا جو لبِ سوختہ جان پر آئے
فیضِ مقدم سے ہو اکسیر ہیں خاکستر
نہ تو دارا کو میسر تھا نہ جمشید کو یہ
ایک ذرّ کا دیا اللہ نے جیسا اُسے در
اُسکا گر نام نہ ہو اسپہ تو ہو جائے ہلال
ماہِ کامل صفت ہوئے میانِ لاغر
اثرِ عین عنایت ہے یہ اللہ اللہ
چشمِ مظلوم کا آنسو بھی ہے صد رشکِ گہر

ہاتھ چھوٹا بھی پڑے تو بھی ہو دشمن پہ تنگ
جہان شمشیر کی کھا بیٹھی ہے سوگند ظفر

طبل لشکر کی صدا مین ہون جو گردون پہ بلند
آسمان ٹوٹ پڑے رعد کا پانی ہو جگر

اسکی اک ذات مین پنہان ہین ہزارون قسمین
جسطرح گنج معانی ہے فقط اک مصدر

دلمین تادیب عدو کا جو کبھی آتے خیال
پیشوائی کے لئے غیب سے حاضر ہو ظفر

لشکر سحر ظفر خضر قدم ہے اسکا
خشک صحرا مین اگر جائے تو سب ہو اخضر

اسکے خدام مین جمشید فریدون سے ہیبت
اسکے لشکر مین ہین دارا سے ہزارون قیصر

بانی کعبۂ دل ہے وہ جلیل عالم
بانی کعبۂ گل ہے جو خلیل آذر

شرق سے غرب تلک سکۂ بخشش رائج
شہرۂ لطف و کرم عام ہے کشور کشور

جیاد چرخ کہن مین نہ تھی پہلے یہ چمک
ذرہ ذرہ اک کف پا سے بنے ہین اختر

اسکی توصیف سے عاجز ہے زبان خامہ
اسکی مدحت کے لئے فرد ہین سارے دفتر

بام گردون پہ نہین کاہکشان اور ہلال
در عالی کی وہ زنجیر ہے یہ حلقۂ در

قوت و زور خداداد کے معنی یہ ہین
ایک جھٹکے مین ابھی توڑ دے رستم کی کمر

اسکی مدحت مین زبان سے جو نکلتا ہے سخن
آب حیوان ہے وہ یہ ماہی آب کوثر

اسکی شمشیر عدو سوز کی تابش یہ ہے
ہو تصور سے کبھی گر دل دشمن مین گزر

برق کی طرح جو کانون سے سماعت چھینی
صاف لیجائے اچک دیدۂ بینا سے نظر

غیرت حافظ شیراز طبیعت ہے مری
کیونکہ اسکو ترے اوصاف ہوئے ہین ازبر

لعل بخشی کا اگر اسکے کرے ذکر کوئی
ابھی دریا سے نکلنے لگین گوہر احمر

اسکے خنجر کے دم و خم کا اگر ہو مذکور
بھاگ جائے سر میدان سے عدو کا لشکر

بخشش عام نے عالم مین بٹھایا سکہ
فلس ماہی کو دیئے غنچون کو بخشا ہے زر

نگہہ قہر سے کر دے ابھی پانی پانی
اسکے آگے نہ ہو خم گر سر تیغ و خنجر

اس سے وابستہ ہے رنگ عرض جان عدو
جوہر فرد ہے شمشیر کا اک اک جوہر

جام بردار سر بزم ہے جمشید اسکا
آئینہ دار حضوری میں ہے گر سکندر

نگہ لطف سے شمشیر کو پھل لگتا ہے
نظر قہر سے کٹ جاتے ہین تیرون کے پر

داد خواہی کرے گر اسکی حفاظت سے چراغ
سر سرائے نہ کبھی باغ جہان مین صرصر

جسپہ تحریر ہو کچھ رائے منوّر کی صفت
کاغذ مدح بنے غیرت مہر انور

اسمین ہون گرمی احسان کے شایق قطرے
عمر انسان کا لبریز نہ ہووے ساغر

محمل سینۂ دشمن مین چھپے جون لیلا
اسکی شمشیر سیہ تاب مین ہے یہ جوہر

ہو اشارہ تو ابھی برق ہو اسکی تلوار
اسکا ایما ہو تو آجاے سپر بنکے قمر

تاب کیا دشمن دین سامنے آئے اسکے
اک اشارہ مین ہیولے سے جدا ہو پیکر

سر اعدا سے سر دار پہ ہے یہ اعجاز
نخل تابوت پہ دیکھا نہین لوگون نے ثمر

اسکی شمشیر نے تسخیر کیا ہے عالم
اسکی تدبیر سے منقاد ہین ساتون کشور

شہرۂ فیض ہے ہر سمت جہان مین یکسان
شرق سے غرب تلک شام سے لے تا نادر

یعنی منطبع
نام ملک
نام شہر

نسر طایر کا بس اک دم مین کلیجا چھیدے
تیر اسکا ہے پرواز جو کھولے شہپر

ستارہ بصورت کرگس

ہے یقین مشک ہی پیدا ہو بجائے سبزہ
نکہت خلق جو شامل ہو ہوا کے اندر

توسن تیز روان کی ہے یہ ادنی تشبیہ
طبع شاعر سے سوا۔ وہم و گمان سے بڑھکر

صورت کبک دری غیرت پرواز پری
لامکان ایک ڈپٹ ایک قدم تا بنظر

عاشق اب بس یہ دم ہرزہ سرائی کب تک
کہ نہین طول کلامی صفت اہل ہنر

مدح ممدوح زمن تجھسے ہو کب ہے ممکن
نہ تو خامہ کو یہ طاقت ہے نہ یہ حد بشر

ختم ہو جائے دعائے در دولت پہ سخن
منتظر ہاتھ اٹھانے کا ہے مدت سے اثر

جب تلک تابش اختر سے ہے زیب گردون
جب تلک جلوۂ خورشید سے ہے نور قمر

اسکا ہر وقت رہے مہر سعادت تابان
نیر مہر درخشندہ رہے تا محشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدے کہ عالم عالم اعتراف نارسائی نکتۂ کنہش پیرامون دانش گردد۔ یگانہ داورے راسزا است
کہ از ماہ تا بماہی و از ثریٰ تا ثریا وجود ہر ذرہ با صد زبان بے زبانی بقولے لا الٰہ الا انت گویا
و سمند فکرت بلند پروازان اوج سپہر وحدت جولی۔ در بیدائے ناپیدائے وصول میدان
حقیقت چگونگی ذاتش بہر طرف پویا۔ واجبے کہ صور ایجاد را از یک تجلی امر کن در مرآت وجود
چنان جلوہ گر ساختہ۔ کہ شہباز عقول اولی الالباب ہر چند تیز پری بکار بردہ لیکن آخر الامر
با صد عجز بال پر انداختہ۔ ہر ذرہ را در وصفش صد خورشید ستایش در آستین۔ و ہر قطرہ را
در ثنایش صد قلزم تسبیح گوئی ساحل پیرائے موج جبین۔ دیدۂ حقایق بین ہر سو نگر
شگفتہ تجلی چہرۂ شاہد ظہورش بیند۔ و دست عرفان گزین از ناوک نوک ہر خارے گلہائے گوناگون
چیند۔ نالہ بیدلان از شوق جلوۂ دلداران در ہر آہنگے صد نغمۂ جذبۂ عشقش سراید۔
و استغنائے سیمین تنان از ہائے ہوئے دلدادگان از ہر جلوہ ہزار رمز بے نیازی وے
وا نماید۔ مشت آب و گلے را شیوۂ دلربائی دہد۔ و در ہر مادۂ جوہر انسانی تاثیر جبہ سائی بزم
نیاز نہد۔ تا گرمی بازار قدرت خویش افزاید۔ و عجین ماء و طینی را از حضیض بشریت بذروۂ
ہمپایگی الوہیت رساند۔ تا عرفہ مطلق العنانی خلاقی خویش بر چہرۂ طالبان جلوۂ عارض
شاہد حق الیقین کشاید۔ زہے توانائے کہ مور ناتوان را ہم پہلوئے پیل دمان سازد۔
و خہے جوادے کہ پشۂ ضعیف بالے را در عرصۂ وجود با عنقائے تیز پرواز ہمعنان تازد۔ ہر کجا
شمع خلوتخانۂ وحدتش نور بخش محافل قدس گردد۔ ظلمات کثرت را چون اعتقاد بے اعتقادان
رنگرائے ملک عدم سازد۔ و ہر سو کہ کثرت حقیقی حقیقت فطرت ازلی ذاتش جلوہ گری نماید

از هر گوشهٔ ابرو هزاران ترانهٔ وحدت به سر انگشت ایما نوازد - اگر نه تاثیر حقیقت فطرت ازلی ذاتش جلوهٔ قدرتش نافذ موجودات بودے کجا ممکن را خیال یارائے حمد واجب بر سر افتادے - و اگر نه جذبهٔ عشقش اسنِ دلِ هر مخلوق کشیدے کے انسانِ ضعیف البنیان سر در بادیهٔ محویتِ صنعتش بیخودانه نهادے - نے نے که جز از بیخودی و حیرت ناخنِ عقل عقدهٔ نتواند کشاد - و جز از اعتراف عجز نفس ناطقه جبه بر آستانے نتواند نهاد -

ابیات

هر چه غواصِ تفکر در بحار حمد او | غوطه دُر گردد نیابد جز دُرِ عجز و نیاز
گرچه وصفِ صنع او هر ذره را دارد برقص | لیک عقلِ خرده بین محو است با این رمز و راز
ملکِ ادراک و شهرِ فکرِ انسان شد خراب | بسکه جنبش وصفِ او دارد در ایشان ترک تاز
جلوهٔ تاثیرِ صنعِ خویش چون سازد عیان | در دلِ محمود آرد شورشِ عشقِ ایاز

هان اے ریزش کلکِ هوشدار که دشتِ ستایشِ واجب الوجود را پیمودن نه کارِ تست و اے شهبازِ خامهٔ قلهٔ قاف نیایش هرگز نه جائے اوج آشیانهٔ کار تو دمے سرگرم ره پیمائے میدانِ نعت خیر الورا و اوج گزین سپهر ثنائے خلاصهٔ آفرینش ارض و سما گردانی قدسی سرشتے که در جامهٔ امکان رمز وجوب را آشکار ساخته - و غلغلهٔ اوّل ما خلق الله نوری در کاخ استماعِ مستمعانِ بزم متقربانِ قرب حضوری انداخته - زیبندهٔ افسرِ لولاک در رونق افزائے سریر زینت بخشی آب و خاک -

اشعار

محمدِ عربی رهنمائے راهِ یقین | گرفته ست نبوت ازو بها و ضیا
حبیبِ حضرتِ حق پیشوائے کون و مکان | که خوانده ختم رسل خالقش ز فضل و عطا

رونق بخش اورنگِ نبوتے که پنجهٔ معجز نمایش بیک اشاره ماه تابان را دونیم ساخت - و فارس میدانِ رسالتے که فرس اشتیاق را طرفة العینے یک سره بسر حد عرصهٔ مواصلت حق جلّ علا تاخت

نازم بمرتبهٔ نبوتش که مقامی را که بنای سلف را آرزوی جبهه سائی جلوه گر خاطر بود در صفوف
امکان شد پذیرفتنی که امکان نپذیرد به نعلین مبارک مشرف نمود — و عرصه را که قدسیان آن کمال
فخر از تمکن آن بودی به غبار اقدام میمنت التزام زینت بر زینت افزود — اگر نه جلوهٔ
ذاتش علت غائی ایجاد بودی — تا ابد وجود از عرصهٔ عدم رخ ننمودی — تا ساحت
عالم را از جمال جهان آرای خویش پر نور — و قلب عاشقان را تجلی وجود قابض اجود
پر سرور ساخت — آن یک سر برتری با اعلی علیین — و این یک کوس همسری بر قطان
ملا اعلی باخت و نواخت — اگر نه خوشه از نشیبگان حضیض کوته نظری داشتی — لوای
لقای رب الارباب از وجود حقیقت نمود حضرتش بر اوج نهمین برافراشتی — مخلوق نمای
خالق صفتی که هر ذره را امکانش غیرت ده صد خورشید وجوب — و بشر صورتی که مشاطهٔ
فکرتش شانه کش طرهٔ دقایق رمز اسرار علام الغیوب است — رحمة للعالمینی که کردگار
در سرایش مدح سراپا شد انسان را که تاب الست که تخم نعتش در مزرعهٔ بیان باشد
پس همان به که طوطی قلم را در ثنای اصحاب کبار و اولاد اطهارش شکر افشان سازم
و سیف مدح ایشان از نیام بیان بر آرم — ثنائی که جهانش ثنا گوید سزاوار والا گوهری است
که خلیفهٔ بلافصل و نخستین جانشین خاتم انبیاست قدسی نژادی که پس از سرور پیغمبران
نظیرش جز در آئینهٔ تصور نتوان دید — و بانی بنای شریعتی که هر کس از زلالش بهره ور
نگردید ذائقهٔ حصول روضهٔ بینو نچشید — اگر نه پرتو خورشید ذاتش عرصهٔ دین را منور ساختی
نتوان گفت که تند باد ظلمت کفر سفینهٔ شرع را در گرداب عدم انداختی — والا فتی که شاهد السابقون
را بهین پیرایه و مصداق اذ یبایعونک را بهین سرمایه است تا حسام (شمشیر ۱۲) احتسابش (نهی کردن از ممنوعات شرع ۱۲) رونق بخش مملکت
دینداری گردید بنیاد عصیان پروری منهدم شده در آغوش عدم آرمید — اسلام ۱۲ از وی همان
فخر است که تن را از روان و گلستان را از ابر نیسان — و صداقت را از وجود مسعودش همان ناز که
از نور و قطره را از عمان و ذره را از خورشید درخشان حقش مقرب اند و سرورش صدیق اکبر اند که جا بشرش ثم ان گفت که شمع پرده دار

پروردگار و بر خورش برین کلیم احمد مختار بحضور کردگار باشد غفران پناه معمد در رضوان
رب ودود نثار روان پاکش باد ۔ اینک سمند منقبت در مضمار مدح قاسم بیان گفته حضرت
فاروق فطرت در جولان آرم ۔ و قطرات گهر وصفش را از سحاب خامه بر صفحهٔ نامه بارم همه صاف سیر دلش
لقبے که برق شمشیرش کفر گذارش خرمن حیات اعدا بسوختے بود که دست زمانه در زمانش حرف الحاد
را از لوح هستی بتر ودے ۔ و عکس عارض شاهد ایمان را در مرآت ایقان هر ذی روح بنمودے ۔ غضنفری
که بهر دیار که لوائے نصرت التوائے جیش جهانگیرش رخ نهادے ۔ نوعروس فتح با صد شعف
بر شیهٔ مرکب دلیران اقلیم گشایش فتادے ۔ اسلام را طراوت از شحات ابر وجودش علی الدوام
هم آغوش ۔ و فروغ دین حنیف از پرتو مهر لقائے حقیقت انتمایش با آفتاب عالمتاب
دوشادوش بودے ۔ خسروان کیوان پاسبان بغلامیش سر افتخار بر سپهر سودندے ۔ و
فرمانروایان هفت کشورش حلقهٔ اطاعت در گوش جان نمودندے ۔ چنان سرشار جام عشق
یزدان بود که از هستی خویشتنش خبرے ۔ ونه آن قدر گرم رو جادهٔ رضائے آفریدگار سبحانه
بنیاد سلامتی حال خودش نظرے باشد بازوئے نبوت را همین استظهار و ملک خلافت را همین
کارگزار ۔ از یک تدبیر صد ملک در حصار ظفر بستے ۔ و از یک تکبیر هزاران لشکر شکستے ۔ عدل را تا دیده
بر رخسار مهر آمایش نفتادے خود را در جهان بے ثمر پنداشتے ۔ و شجاعت را تا شعشعهٔ جلالش
جلوه گر نشدے کیهان را بے نگهبان انگاشتے ۔ از حقیقت امکانش تا وجوب جز از لفظ مجاز تفاوت
یکسر موئے ۔ پس حقیقت جز از آرزوئے مبداء اصلش هوائے در سر نگے ۔ کے راکش شمردے
و حاتم طے را به سخا نام نه بردے ۔ حبیب حضرت کبریا مدح سرائیش را کلام رب علا فرماید ۔ و واجب
الوجود رضی الله عنهم ستاید ۔ اگر خلافت را پس از وے سزاواری ۔ و شریعت را مددگاری بسزا
بود کاتب وحی یزدانی و صهر حبیب سبحانی تابان نیر فلک حلم و ایمان حضرت عثمان رض است که
بستان حیا را از آبیاری ذات اقدسش سرسبزی ابد قرین ۔ و شهر بند فتوت را از علو
وجودش آرایش ازلی در آستین هست گنجینهٔ سینه اش را الٰهی اسرار حق سرمایه که حدیثش خارج

از حد شمار و خامهٔ مشکین ختامه اش شکر فکن طوطئی که در وصف اظهار سمر قدرت پروردگار رقم نمود
حفظ کلام احمدش حرز بازوئے بیان نطق بود۔ و جز از وصل حقش استیلائے در
خاطر رخ نمے نمود۔ اگر جودی جودش دستگیری سفینهٔ فقر نکردے تندباد اغلاس
کشتی غرقاندگان بحر حیات را بسلامت نگذاشتے۔ و اگر کلید تاز طینت قدس خمیرش اقلیم شرع را
مصئون از ترک و تاز کفر نداشتے چسان دست دین بیرق ظهور بر برج حصار آفرینش برافراشتے
ملت بیضا از حمایتش پایهٔ شهرت بر فرق فرقدان گزارد۔ و سر انگشت معجز نمایش نقش عنوان
فرمودهٔ رب الارباب را بر صفحهٔ هستی تبیین نگارد۔ رسول داوارش جگرگوشه و بدنا ذو النون
لقبش خوانند۔ و به تحریر صحیفش فرمان و بدنا خازن رمز حقیقت حقش دانند۔ سرشت ایمانش
را بهترین آب و گل از وے عیان۔ و ظهور وحدت در کثرت در عالم امکان از حقیقت
وے زینت بخش بیان است۔ حالیا مشام روحانیان را از رایحهٔ ثنائے مولائے
متقیان معطر و دیدهٔ قدسیان را از جلوهٔ منقبت لنگر زمین و آسمان منور سازم و صفحهٔ
کاغذ را از یمن نام نامی و اسم مبارکش روکش روضهٔ رضوان نمایم۔ هو اسد الله الغالب المطلوب
لکل طالب۔ نبی عم محبوب کبریا و برگزیدهٔ خالق دوسرا شهسوار عرصهٔ لافتا و صدر آرائے
صفحهٔ قل انما۔ کشندهٔ در خیبر و قاتل عمرو انتر۔ چسانش برگزیده و اشرف نخوانم که چنانے که فخر سرور
عربی از خاتم انبیا است همچنین مرے را اعزاز خاتم خلفا والی ملک خلافت که در عهد او در رده
و در عرصهٔ رزم بیک اشاره سر از مرحب برد۔ و بنیان اسلام را ذو الفقار کافر کشش باقی۔
و مزرعهٔ ایمان را سیف اعدا سوزش ابر نیسانے۔ خراج ملکے بگدائی دهد۔ و گردن کشے تواند
که جز از قبول ایمان از برق تیغش باز دهد۔ آسمان ولایت را خورشیدے تابان و سپهر سماحت را نیر
رخشان

اشعار

آنکه در مدحش سر آید از شغف پروردگار
لافتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار

با ولایش قعر دوزخ خوشتر از خلد برین
بے رضایش صحن مینو بدتر از نیران نار

لفظ نام گویند
حضرت
بر آن قرار
و علم و
۱۲

تقدیر حسب
از علم ازل
خبیر بود

حبذا ید اللہ کہ بازوے صف شکنش محی ملت بیضا - وزہے ضرغام تہمتن تنے کہ پنجۂ قلعہ کشش رونق افزاے اعجاز حضرت حبیب رب دوسراست - پس ہمان بہ کہ عنان ابرش تیز گام کلک را باز کشیدہ عنان عزیمت را بدار الملک خاموش و عجز منعطف تمام و نغمہ درود نامحدود بروان قدس آشیان حضرت خیر الوری و اصحابہ الصادقین و اولادہ الطاہرین سرایم سیما بر سیدی شباب اہل الجنۃ ابی محمد ن الحسن و ابی عبد اللہ الحسین دو نور دیدۂ شفیع ہر دو سرا خصوصاً تثنیہ ۱۲ و سرور سینۂ بتول زہرا و صدیقۂ کبری فارسان بیدای حقیقت پژوہی کہ عرش اعظم را دو گوشوارۂ گران بہا و سپہر امانت را دو اختر خورشید ضیا - راکبان دوش نبی - و زینت آغوش محمد عربی اند - فردوس برین را از گرد نعلین شان پایۂ افتخار بر ذروۂ فلک دوار - و ذرۂ مجازی را از جلوۂ حقیقت ظہور شان از ہمسری آفتاب ہزاران ننگ و عار - بلندی ۱۲ جہان صداقت را دو محیط بیکران و چرخ فتوت را دو نیر رخشان - شبستان شریعت را دو شمع فروزندہ - و خرمن کفر را دو برق سوزندہ یکے از شوق جمال زہر ہلاہل اشتیاق از شکر خورد - و یکی در آرزوے وصال سر بکف نہادہ جان را بشوق شہادت سپرد یکے مسموم زہر اسما لعنہا اللہ گشتہ بہفتاد و دو پارۂ جگر - و یکے شہید خنجر اعدا بخون آغشتہ بے سر گردید - یکے در جنت البقیع باغ در مدینہ ۱۲ از ظلم عدوان سفاک - و یکے در دشت کربلا از زخم نیزہ و شمشیر غرقۂ خون آشام سینہ چاک -

ابیات

برای بخشش ما عاصیان بروز جزا	یکے سر و دگرے جان خود فدا کردند
ہنوز جلوہ نکردہ ز دست ظلم عدو	ازین جہان فنا رخ سوے بقا کردند
چو عہد دادن جان از ازل بہ یزدان بود	ز شوق وعدہ خود را بحق وفا کردند

اما بعد این خوشہ چین مزرعہ بزم آرایان محافل سخندانی - و دریوزہ گرد الاہمہانِ ملک شیوا بیانی احقر العباد **محمد اقبال حسین** ولد منشی نور الدین احمد صاحب مرحوم و مغفور

لکھنوی و دہلوی گوید کہ اگرچہ درین آوان گوہر نایاب کمال سخن ہمسر سنگ سیہ و نکتہ سنجان ادیب ہمپایہ عنقا گردیدہ - و نہ چنان دست زمانہ نیل بیقدری بر رُخسار شاہد معانی کشیدہ کہ چون کیمیاے وجود انسان کامل جز در عرصہ عدم نشان توان داد خانہ اہل کمال از نایابی سخندانی ہردم سرشک حسرت از دیدہ بارد - و طوطی نطق ہنرمندان ہر لحظہ از شوق تمنائے حصول قدردانان یاد از قفس جلوہگاہ بیان آرد - آوخ کہ جوہر جبین بے بہا نہ چنان از نظر افتاد کہ جز از نامش نشانے - و دردا کہ روحانی نژاد چنین والا پایگاہ نہ چنان پائمال خاک مذلت گردید کہ در محفل جہانبانش باریابی و امانے باشد خوشا زمانے کہ نقل محفل شاہنشاہیش خواندندے - و یاد از اوانے کہ در حضور خسروانش ارمغان بردندے - اگر ذائقہ چشان خوان سخن ماتم علم گیرند رواست - و اگر نادرہ گفتاران چار سوق کمال و فن مرثیہ دانش سرایند بجاست - آرے ارباب ہنر را کجا فروغے باشد کہ شعرا کم از شعر پندارند - و نکات پژوہان را کے مقدارے باشد کہ شاعری را یاوہ گوئی انگارند - اگر در سالف زمان بہترین شرف گوہر انسانی را ادب و کمال دانستندے - حالیا اہل مذاق را فروترین طبقہ ناس شمارند - و جہل خصلتان را برسر ہنر پیشگان برگمارند -

کو آن وقار دانش و آن عزت سخن	دردا کہ قدر فضل و ہنر رفت از جہان

نے نے غلطم کہ بازار جہان کنون نیز خالی از خریداران جنس معانی و دارالعیار گیہان تہی از گوہرشناسان لعل و لآلی نکتہ دانی نیست - مشتاقان جلوہ جمال دوشیزہ گان مضامین در ہر گوشہ سرمست بادہ جویائے این قدسی نہاد - و فرہادان بیستون شیرین لبان نغز نکات شیفتہ این حوراے معنوی نژاد ند - اے بسا فاتح قلاع خرد پژوہی کہ توسن کمال را رام و براورنگ ہنرپروری بادلارام سخن سنجی ذوقے تام دارد - پس زخرف نیرۂ چند کہ گاہ گاہے از انبساط طبع فسردہ ریختہ بود

در طبق انفعال نموده با یک جہان عجز کم مایگی حاضر پیشگاه انظار ارباب معرفت می نماید
و ترنم جامہ جبین سا بہ بضاعۃ مزجات - آمدیم بمتاع حقیر - بامید عطا سئے عفو خطا مے سراید

قطعہ

دارم امید کہ گر سہو و خطا ئے بینند — پردہ از لطف بپوشند بران اہل کمال
زانکہ خود آئینہ ذات خود انسان باشد — مے توان دید شبیہ سادُر و دُر را چو سفال

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

قصیده در حمد باری تعالی عز اسمه و جل شانه در بحر رمل

فاعلاتن فاعلات فاعلاتن فاعلات

تا بپا این گرد گردون گنبد مینا ستی — شاهد یکتائی خلاق بے همتا ستی
صانع بیچون خداوندے که از یک حرف کن — عالم و کون و مکان از قدرتش برپا ستی
قادرے کاندر قضائے قدرتش عقلا قتیل — صد چو افلاطون و لوقا هایم و شیدا ستی
واجبے کز کلک قدرت نقش امکان تا کشید — سحر کلک صنعتش صد آذر دانا ستی
کل اشیا را اگر بینی بچشم حق نگر — هر یکے با صد زبان در حمد او گویا ستی
عقل گوید خالق از مخلوق گر باشد بری — لیک او چون از ازل خود مبدء اشیا ستی
عین وحدت کثرت ست و عین کثرت وحدت ست — لیک گویم فاش نے چون قطره و دریا ستی
وحدت و کثرت اگر خواهی ببین خورشید و ضو — گو بود یک خور ولیکن پرتوش هر جا ستی
اوست خلاق و قدیم اندر وجود خویشتن — نے بمانند خیال صرف سوفسطا ستی
آنکه گوید عالم و معلوم باشد متحد — نے معاذالله غلط این نزد هر دانا ستی
بود عالم در وجود خویش و معلومی نبود — تا که اولا یذکر الانسان درین پیدا ستی

حیران ۱۲

یعنی بچشمی [illegible] ۱۲

یعنی [illegible] ۱۲

ده عجب آمد مرا زانکه گوید در جهان
ذات واجب حاش لله مخزن اشیاستی

ذات حق نے ظرف و نے مظروف باشد از ازل
زانکه الله احد شاهد برین دعواستی
خدا فرد ہست ۱۲

چونکه او موجود بود او روده است اندر وجود
کل موجودات اگر اعلی و گر ادناستی

هر کجا بینی بچشم دل نه بینی غیر او
چشم دل بکشا به بین او را اگر بیناستی

واجب ار خواهی شناسی همچنا خود را شناس
من عرف نفسه درین ره حجّتے زیباستی

با وجود کنت کنزا پس عجب آید مرا
کز تحیر ما عرفنا عقل کل گویاستی
حدیث قدسی بودم گنجی پوشیده ۱۲
نه شناختیم ترا چنانکه باید ۱۲

چونکه نادانی درین ره عین دانائی بود
اے بسا بینا که درین راه نابیناستی

گفت موسی گر بکوه طور ارنی نے عجب
کاز جواب لن ترانی تا ابد شیداستی
نمی توانی دید مرا

غرق این بحر حکمت نوح گشته است و هنوز
رشته این حیرت اندر سوزن عیسی ستی

کلّ ما میّزتموه را می توان کردن دلیل
زانکه ذات او برون از حد فهم ماستی
حدیث روایت از حضرت علی کرم الله وجهه هر چیز را امتیاز کنید ۱۲

آرے آرے کے توان او را بتازی شناخت
لا یحیطون به علما درین سند استی
آیت کلام مجید احاطه نمی کنند علم شما او را یعنی خدا را ۱۲

حمل و در کار حق چے سر زدن حاشا غلط
کور کردن وصف بینا ده چه نازیباستی

اے که هستی بس عیان و بس نهان از چشم دل
نے توان گفتن که پیدا و نه ناپیداستی

نے مکانے از تو خالی تا که بینم غیر تو
بے بود جائے ترا تا گویمت کانجاستی

گر کسے بیند بچشم حق مگر بیند که تو
در دل هر ذره چون مهر جهان آراستی

هر کجا گنجست ویران گنجے اندر وے بود
خانهٔ دل را تو هم ویران کن ار داناستی

گنج حق را جاے ده در گوشهٔ ویران دل
زانکه هر جا قلب ویران جای حق آنجاستی

عاشقا این حمد خلاق است نے مدح کسان
اندرین لب فرو بستن کنون زیباستی

قصیده در نعت سرور کائنات خواجهٔ مخلوقات ختم المرسلین و حبیب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم

در بحر هزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سحر گه شد ز خوشخوت [illegible] دلم زخمی شده در [illegible] و بیداد [illegible] دربانش
و [illegible] ز هر کس خواند در [illegible] ز جا منصور زد بانگ انا الحق در دبستانش
دبستان مکان دارم که [illegible] [illegible] ز اوراق اغصانش
بکتب خانهٔ طفلی چو [illegible] کرد [illegible] [illegible] صفحهٔ هستی ندارد خط دیوانش
دلیل حق شناسی چیست قرب حق [illegible] [illegible] در بهشت و فردوس فکر حور غلمانش
سماع آوا باشد ار زاهد بگوید سجده بر گل کن ز شرع عشق اجازت بست سنگی زن به دندانش
[illegible] از خواندی طریق [illegible] [illegible] جانانش
ولی از خاکبوسی ناید از [illegible] [illegible] نشانش
ببین بر ظاهر و اعظ [illegible] [illegible] در زیر دامانش
مدام المسلم من سلم خواند ولی [illegible] کم شد [illegible] مسلم فتوای [illegible] زبانش
ز حیرت سوختم کو آتش [illegible] [illegible] خلق حدیث [illegible]
ز هفتاد و سه ملت خواند احمد [illegible] ناجی [illegible] هر که خالی از حسد شد ناجی آن دانش
ز هفتاد و دو ملت هالکان باشد حسد مقصد حسد بشمار تا واضح نماید بر تو برهانش
بیا ترک حسد کن گر نجات آرزو باشد که هر کس از حسد شد پاک بیباک است ایمانش
و گر خواهی که در فردوس یابی فیض قرب حق توسل جو ز ختم المرسلین و پاک یارانش
محمد احمد و محمود ابو القاسم که از ایزد نزول آیهٔ نصر من الله گشت در شانش
فسبحان الذی اسری بود آثار معراجش هم از بهر رسالت آمده معراج برهانش
بود خلد برین یک خوشه از مزرعهٔ فیضش بود آب بقا یک قطره از بحر احسانش
ببین کیوان اعلی [illegible] بر در [illegible] ببین عرش معلی شمسه از کاخ ایوانش
قطعه
از ظلمات تاری کند واللیل گیسویش دگر روشن کند خور را جمال والضحی شانش

دران ظلمت چنان افزون شود گر تیرگی رہبد	که گم گردد سکندر رسان خضر اندر بیابانش
وزان عالم جهان روشن شود تا شاید اعمی را	که چون الیاس ظلمات بیند آب حیوانش
بشر را کے بود یارا که سازد نعت او انشا	چو در قرآن بود خلاق گیهان خود ثناخوانش
زهے اے مظهر فیض ازل وے شهسوار دین	که خط آفرینش را بود ذات تو عنوانش
وجود تو بود بحرے که عقل کل بود موجش	ولاے تو بود کاخے که رضوان است دربانش
بد اندر مهد هستی طفل ذنت پیش امکان	هزاران قرن دست حق به بودی مهد جنبانش
نبودے ذات پاکت گر سبب ایجاد امکان را	بماندے تا قیامت در عدم هستی و امکانش
شها دارد امید روضه ات از جان دل عاشق	بسوے خود ز فیض اے رحمة للعالمین خوانش
همیشه تا که از تاثیر این گردون گردنده	جهان گاهے بهارستے و گهے باشد زمستانش
بهار عمر احباب تو باد اندر جهان باغے	که نه توان تا ابد دست قضا بگرفت دامانش

قصیده در ستایش و نیایش حضرت ابی بکر صدیق با تحقیق رضی الله تعالی عنه

در بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

دوش چون باز آتشین منقار	کرد در آشیان غرب قرار
مرغ مشکین جناح شب هر سو	گرم پرواز شد پرستو دار
بال بر بال دوخت طائر شب	بست راه نظاره از انظار
من به بیت الحزن ز غصه دژم	با دلے از غم زمانه فگار
کردمے تکیه گه به بالش غم	خفتمے گه به بستر افکار
خواب در دیده ام نرفته که شد	بجستم از خواب ناگهان بیدار
چارده ساله ماهم اندر شد	با رخے همچو ماه ده و چهار
موئے مشکین چمن چمن سنبل	روئے گلگون طبق طبق گلنار

لب لعلش بهای عمر روان چشم مستش فنای صبر و قرار
باغ چون قصر نموده قد چمن گیسوان همچو عقرب جرار
سرخوش دیدیم مست و غمزه کشان دلبر چست و چابک و عیار
چون مرا دید از الم پژمان بکشود آن دو لعل گوهربار
گفت ای ادیب این چنین نشینی چند درهم از جور چرخ کج رفتار
دل تهی کن ز محنت و برخیز تا نمائیم رو بسوی گلزار
می رباید قرار و صبر از دل چهچهه بلبل و ترانهٔ سار
اعتدال هوا ببین و شنو نغمهٔ عندلیب و صوت هزار قسم بلبل
عرصهٔ دشت گشته رشک جنان طعنه بر خلد می زند گلزار
منهم از شوق و ذوق برجستم نه نمودم ز گفتنش انکار
رو نهادیم هر دو سوی چمن بادی پر ز شوق فصل بهار
پس بدیدیم گلشنی کان بود رشک جنات تحتها الانهار
لوحش الله چه گلشنی که دران کرده جا باز مهر دل بیزار
گل بسر هشته تاج فیروزی بلبل از شوق گشته نغمه گزار
زلف سنبل شکن شکن درهم اوفتاده چو چین زلف نگار
هر سو از غمزه نرگس شهلا رهزن عقل و هوش و صبر و قرار
سرو از بسکه دلربائی داشت گوئیا بود قامت دلدار
لاله را می نمود اندر خواب باد و صد شوق سبزه بیدار
سوسن صد زبان چو من کردی مدح سالار دین همی تکرار
بانی کاخ شرع مصطفوی حامی دین احمد مختار
منبع فیض حضرت صدیق رض معدن جود و قدوهٔ احرار پیشوا ۱۲

آنکه حق در ثنای او گفته است　　ثانی اثنین اذ هما فی الغار
آسمان با همه جلالت و شان　　بر در بندهٔ او ست خدمتگار
هر سحاب ابر فیض او بارد　　روید از خاک لؤلوی شهوار
ای که بعد از نبی عربی　　بر همه اهل دین توئی سالار
شد معطر ز خوی نیکویت　　نافه در چین و مشک در تاتار
روید از مهر ارغوان تر از غیر　　جهد از قهرت آتش از گلزار
اختر ذات تو چو جلوه شود　　ماه با مشتری گرفته قرار

قطعه

هر سحرگه به خاک درگه تو　　ای فلک رفعت ای جهان وقار
با دو صد آرزو فلک در کف　　عقد پروین گرفته بهر نثار
بی ولای تو جان در ابدان تنگ　　بی رضای تو تن بگردن بار
سینه کان تهی ز مهرت باد　　دشت تیر و مامن سوفار
هر سری کو بپیچد از امرت　　باد زیب سنان و بر سر دار
خاک درگاهت از کمال شرف　　کحل سان نور کرده در ابصار
در مدیح تو نطفه در ارحام　　در ثنای تو طیر در اوکار
نام فیض تو چون برهم ریزد　　پرورم از ثنا مدام در شهوار
عاشق از شوق دل کند هردم　　وصف و مدح تو ای شه ابرار
تا بود در روزگار چنین　　تا که در گردش است لیل و نهار
پیروان تو روز و شب شادان　　روزگار عدوت چون شب تار

ودیگر

قصیده در مدح حضرت قدر قدرت عمر ابن خطاب رضی الله تعالی عنه

بحر هزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چو شد صدیق اکبر در بقا زین عالم فانی　　شد از لطف خدا فاروق اعظم بر جهان ثانی

غروب نیّر اول جهان کرد ار چو شب مظلم
منور ساخت شرق و غرب عالم جلوهٔ ثانی
چو اهل دین بنامش خطبه در لحن عرب خواندند
زبان بستند رهبانان ز عبرانی و سریانی
عراق و شام و مصر و اندلس ایران و دیلم را
به شمشیر ظفر بکشود آن صمصام یزدانی
نبودی در جهان گر ناخدای جوهر تیغش
به بحر کفر گشتی کشتی اسلام طوفانی
بهر جا نام او کس بر زبان راندی گه هیجا
ظفر ظاهر شدی از شوق نام او بآسانی
زهی ای معنی السابقون ای شاه دین پرور
که شد شخص تو از حکم ازل اسلام را بانی
شریعت را چنان از ذات تو فخر است در گیتی
که گل از شاخ و شاخ از باغ و باغ از ابر نیسانی
ز خجلت روح حاتم در عدم ریزد عرق هر دم
چو آید دست جودت گاه بخشش در دُرافشانی
ازان از فیض تو خوانی چنان گسترده در گیتی
که دایم میکند آنرا ابد از دل نگهبانی
به خدّام تو قیصر را شرف باشد به فرّاشی
به درگاه تو دارا مفتخر باشد به دربانی
بیک احسان تو بدهی هم گدا را رتبهٔ شاهی
بیک ایما تو بخشی مور را فرّ سلیمانی
نبودی معنی ایجاد را تاثیر حق جوئی
نگردی آیهٔ ذات تو آنرا گر که عنوانی
نیارم واجبت گفتن نه ممکن زانکه میدانم
نئی واجب ولے با آن حقیقت تو ترک حد امکانی
پیمبر گفت چون لو کان بعدی در ثنای تو
چسان در مدح تو قاصر نباشد فهم انسانی
سخا را دست تو مصدر همه را شخص تو میزان
کرم را فیض تو گلشن جهان را ذات تو بانی
نگردی سایهٔ گر ابر جودت بر سر عالم
نبودی گلشن اسلام را سبزی و ریانی
ز مهرت می تواند کرد هر یک ذره خورشیدی
ز لطفت می تواند کرد هر یک قطره عمّانی
هر آنکس را نباشد مهر تو گنجینهٔ سینه
نیاید در مشام جان ازو بوی مسلمانی
شها عاشق ز دل خواهد که بنماید ثنای تو
ولیکن پرده اش بر نطق هست از شرم نادانی
بود چون پایهٔ وصف تو از عقل بشر برتر
خموشی پیشه دارد ورنه هست افضل ز خاقانی
الا تا هست قمری را همی شوق نواسنجی
الا تا هست بلبل را بگل شوق ثناخوانی

ہران کس از دل جان مے شود رقیب تو
شود ہر لقمہ اش اندر گلو تا شیر پیکانی

دیگر

قصیدہ در ثنائے حضرت ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بحر مجتث مفاعلن فعلات مفاعلن فعلات

چہ شد کہ مے چکد از نوک خامہ ماء معین
ثنائے کیست کہ گشت اینچنین سخن شیرین

ہوائے مدح کہ افتادہ در سر طبعم
کہ باز فخر نہد بر بساطِ چرخ برین

قلم بمدح کہ اندر ورق شکر ریزست
کہ مرغ طبع چو طوطی بود بہ نغمہ چنین

خرد بوصف کہ بکشود لب ز روئے ادب
کہ طبعم از پے تعظیم سر نہد بہ زمین

فضائے چرخ شود تنگ تر ز دیدۂ مور
کند چو فارسِ نطقم سمندِ فکرت زین

بلے سزاست کہ طبعم کند دو چندین فخر
کہ لب کشودہ ز فرحت بمدح خسرو دین

ہمائے اوج سپہرِ فیوض کاتب وحی
سفینیِ شمع شریعت خدیو حشم تمکین
روشنی کنندہ

شہ سریر خلافت جہانِ جود و حیا
کہ بحرِ فیض ازل راست ہمچو دُرِ ثمین
گران بہا

محیطِ شوکتِ اقبال حضرت عثمان رضی
کہ کردہ صیت سخایش جہان بزیر نگین
شہرہ

شہنشہے کہ بصد عجز ہر صباح و مسا
نہادہ بر درِ قدرش بہ سجدہ مہر جبین
شام

بود بجان عدو قہرش آنچنان کہ بود
بہ خرمن خس و خاشاک آتشِ برزین
سوزندہ

زہے وجودِ تو بحرِ علوم را ساحل
خہے ز ذات تو بزم فیوض را تزئین

عمود خیمۂ قدر تو قامتِ غلمان
طناب چادرِ جاہ تو زلفِ حورِ عین

مہندسانِ جہان را فتادہ خامہ ز کف
ز بسکہ داد کفت زر بسائل و مسکین

سزد کہ سیبہ بتکلم کشاید اندر بطن
اگر کہ حرص ثنائے تو اوفتد بہ جنین

ندیدہ دیدۂ انصاف چون تو در عالم
بہ چشم مردم بینش توئی چو نورِ مبین

کجا بپایۂ جاہت حسود آرد چشم
اگرچہ گنبد گردون ورم کند از کین

ز تند باد حوادث جهان شدی ویران
گرش نه عدل تو گشتی ز روی لطف ضمین
ز بعد حضرت فاروق جز تو کس که بود
که شرع را دهد اینگونه رونق و تزئین
بمغز نافهٔ اذفر فتد ز طیب ز کام
اگر ز خلق تو بوئی صبا برد در چین
بس است طول سخن‌ران دعا نما عاشق
که خضر بر لب عین البقا کند آمین
مدام تا که ز اکسیر آفتاب شود
نحاس دهر بهر صبح از ضیا زرین
همیشه باد محبان دهر وان ترا
سرور و فرحت و عیش و نشاط و بهجه قرین
حسود قدر تو اندر جهان بود دایم
ز فرط محنت و رنج و عنان و غم غمگین

دیگر

قصیده در منقبت اسد الله الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه

بحر هزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دلا تا کی چنین سرگشته در اقلیم حیرانی
چو طفلان روز و شب داری هوای شغل نادانی
خریداری گهی بر جنس عشق دهر دون پرور
گرفتاری گهی در بزم عیش عالم فانی
نیارد کاذر تقدیر شستن باد و صد عمان
قبای شخص نفست را ز بس آلوده دامانی
قضا خوان گناهی را بخلوت خانهٔ امکان
نگسترد است کس جز تو بود ناخوانده مهمانی
نه آگه مگر از موت کاندر ساحت گیتی
سوار خنگ عصیانی و بس خوش گرم جولانی
ز بس بار گنه بر دوش داری عاقبت ترسم
که اندر تیه اول منزل مقصود درمانی
نه پندارم دلا راه نجاتی بهر تو هرگز
بجز از یمن حب سرور دین شیر یزدانی
شهنشاه ملک لشکر علی عالی اعلی
که دارد بر درش روح الامین امید دربانی
شهنشاهی که گر ذاتش نبودی باعث امکان
نگردی تا ابد امکان به گیتی هرگز امکانی
عصای مهر ش ار موسی نیاوردی بکف هرگز
نمودی در بیابان عدم تا حشر چوپانی
نبود اندر ازل گر سیل برق ذوالفقار او
نگردی در فضای هر کاخ کفر ویرانی

زهی ای شاه دین پرور که چشم شاه ایران
بود از خاک راه شخص اشرافت توتیائی

تویی آن شهسوار لو کشف کز ذات تو ظاهر
نمود ایزد بگیتی هر چه بود اسرار پنهانی

نیارد ابرش جاه تو اندر عرصهٔ امکان
کند یک لحظه جولان جلال از تنگ میدانی

شود گر عام فیض حضرت اندر جهان یکدم
کند هر ذره خورشیدی و هر یک قطره عمانی

ز بهر آنکه آرد آرد بهر مطبخ جاهت
کند در آسیای چرخ کیوان آسیابانی

ندانم کیست یارب خوشه‌چین مزرع فضلت
که جبریل امینش میکند هر روز دهقانی

بنای علم و دانش کی شدی اندر جهان قایم
مر آن را گر نبودی شخص ذاتت در ازل بانی

چو تار عنکبوت از هم بپاشد قبهٔ گردون
گر از روی غضب یکبار سویش چشم گردانی

شها عاشق ثنایت را چه سان آرد بیان
چو بحر مدحت را می نباشد هیچ پایانی

الا تا زلف ترکان است دایم میل کج گردی
الا تا چشم خوبان است هر دم شوق فتانی

بر آنکس کجروی در راه جنت میکند گردون
بخوان نعمت و بخشش کند هر روز مهمانی

قصیده در مدح حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه

بحر رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

مرحبا ای کاس عشق ای درد عشرت زای من
مرحبا ای داروی درد دل شیدای من

مرحبا ای نوگل آرایش باغ مراد
کز نسیمت تازه گردید باغ استغنای من

بیخودم کن تا نماند هوشم اندر سر که اند
بی شرر ز اندیشهٔ عشق آتش سودای من

پای بند عقل نگذارم جنونا زین سپس
تا نگر برداری از بار شتهٔ تقوای من

در حیات از کهتر از خاکم ولی بعد از ممات
گرد اکسیر سعادت خاک جلق آسای من

چون بنالم از جفای چرخ کز نابخردی
گرد زیب تاج عالم گوهر والای من

زین سبب در آتش هجران مرا افگنده دوست
تا نماید خویش را معروف از غوغای من

من نه شایان جهان بوده و نه از بهر جهان
چند بدنامی دادی اندر دهر دون آوائی من

این علاجے ای حکیم از خود بجو بیدا نه فهم تفهیمن
چند جیحونش پاس بود داروی صفرای من

ای بمسمار غمت معمورهٔ دلها خراب
خانهٔ آبادان کرده ویرانه وادی جهان من

بسکه خون گریه به هجران تو شد چشم ترم
کس نیارد فرق ز اعمی دید نابینای من

این بصر هرگز نگردد به مگر کحّال بخت
توتیا سازد ز خاک درگه مولای من

خسرو دین غوث اعظم نفس ختم المرسلین
آنکه آمد کوی حبّش جنة الماوای من

شهسوار عرش مسند دستگیر بیکسان
هادی من رهبر من سرو بالای من

بر ولای دوستی و اعتقاد حبّ اوست
دین من ایمان من سررشتهٔ تقوای من

بغض اعدای لیامش مسلک من در جهان
حبّ احباب کرامش حاصل عقبای من

تمسه در گاه قدرش مهر را گوید نه مهر
مقتبس باش از ضیای چهرهٔ رخشائی من

پنجهٔ رایات جاهش ماه را گوید ز لطف
کن منوّر دهر را از پرتو سیمای من

ابر گوید لطف او را زینت تاج شهان
گشت از نیسان جودت لولوی لالای من

عیسی گردون نشین گوید که آرم ارمغان
گر بود شایان بزیبت بیضهٔ بیضای من

ای شهنشاهے که باشد بر ضعفا اندر جهان
گلشن من باغ من فردوس من ملجای من

تا بدامان ولایت دست بیعت بر زدم
سر نهد از شوق ماه و اختران در پای من

سرفرازم کن ز بوس خاک درگاهت که هست
خاکبوس روضهٔ تو غایت القصوای من

سینه نه بیند اندران جز مهر و حبّ حضرتت
گر کند بشگافد سرتا سر همه اعضای من

عاشقا از سر قدم ساز گر داری هوس
تا به بغداد آئی و بوسی در مولای من

تا همی خورشید گوید هر سحر از روی فخر
کین جهان گردد منوّر از رخ رخشائی من

نا امید از لطف حق در روز محشر باد آنکه
مے ندارد دوستی حضرت والای من

قصیده در مدح حضرت خواجهٔ خواجگان خواجه معین الدین چشتی

قدس سره العزیز

بود بسجده هم پاس غم دوش دلِ خراب را
کان بت سیمجبین نه در آمد و برد خواب را

سر خوشم مست باده خواسته ام ز ساقی
کز لب جام آن بود قرب رهِ صواب را

منکه ز باده محترز ساقی من به میکده
مے طلبد که زود نوش بادهٔ مشکناب را

خونِ جگر بجائے مے دین دلِ پُر شرر کباب
من چه کنم شراب را من چه کنم کباب را

آتشِ هجر آن صنم سوخت چو شمع استخوان
باز چه سان بود قرار جانِ پر اضطراب را

عیش و نشاط و خرمی رفت بهمرش دریغ
آه چگونه آورم عمر و گه شباب را

قطعه

برق وشے که جلوه اش سوخت چو سر طور را
برد به نیم غمزه طاقت و هوش و تاب را

چشم و دلم چنان بده تا که بتاب جلوه اش
خوب کنم نظاره بر تو لا جواب را

هست چو ضد یکدگر جمع چسان بخاک کرد
قدرتِ بیمثال او آتش و باد و آب را

هر چه تو گفتی همه عین صواب دانمش
باز بگو بگو بمن تا شنوم جواب را

گفت که خیز و نوش کن جام مے که بخشدت
فهم و ذکا و هوش و عقل رونقِ آب و تاب را

تجربه بود و نے تمیز دانش و هوش و نے عمل
پیری از آن هزار به یاد مکن شباب را

این نه مے مجاز هست تا که دلت سیه کند
راه نکو نمایدت کم بکند عذاب را

تشنه نمائی و شود بهتر و کون از آن عیان
سیر شوی و بنگری راه حق و صواب را

خواهی اگر نجاتِ خود مدحتِ خواجه عرض کن
جمع نما ز فیض حق نعمت بیحساب را

دیده و دل کشاده ام شاد شدم ز فرط شوق
این چو ندا شنید دل چشم گزشت خواب را

گفتم اندکه ساقیا رهبر و هادیم شدی
گوش بکن تو مطلع مدحتِ آنجناب را

مطلع

اے که ز لمعهٔ رخت روشنی آفتاب را
وے ز فروغ چهره ات شعشعهٔ ماهتاب را

اے ز شمیم زلف تو نکہتے مشک ناب را
وے کہ ز خوبی لبت تازگے گلاب را

وا بکنی اگر گہے از رخ خود نقاب را
تاب نظارہ کے بود دیدۂ آفتاب را

جلوہ چسان کند کسے چہرہ با نقاب را
کاش نسیم وا کند این ورق کتاب را

تابش عکس عارضت پردہ درد نقاب را
نیست حجاب از سحاب ہیچ کہ آفتاب را

سرمۂ چشم حور را از آب جنان سرشتہ ام
تا ز قلم کنم رقم وصف فلک جناب را

خواجۂ خواجگان توئی سرور سروران توئی
اسم تو خواند معلمین خضر رہ صواب را

ذات تو مظہر فیوض درگہ تو ظہور نور
انس و ملک چسان کند مدحت بیحساب را

از رہ عجز و انکسار سر بہ زمین نہد فلک
رفعت و عظمت آنقدر بارگہ جناب را

چونکہ نگہ کند التفات ذرہ شود چو آفتاب
دست دلم گرفتہ است آن در انتخاب را

شعشعۂ ز مہر خواد اطلس خوب از سپہر
بہر طناب و خیمۂ درگہ مستطاب را

در عجبم کہ میدمد دل بکنارم از چہ رو
نیست مجال دم زدن تابش آفتاب را

عاشق خستہ را چو نیست جز تو معین و یاورے
از رہ لطف کن عطا نعمت بیحساب را

سر بنہم بپائے تو زود بدامنم برس
تا کہ شود تسلیے جان پر اضطراب را

عمر عزیز من گزشت حیف بلہو و معصیت
لیک شفیع کردہ ام رحمت بے حساب را

قصیدہ در ثنائے امیر کیوان بارگاہ جناب کرنل براؤفورڈ صاحب بہادر سی ایس آئی ایجنٹ گورنر جنرل بہادر سابق رجپوتانہ

در بحر رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

دانش و فیض و کمال و شوکت و تمکین و شان
ختم شد اندر جہان بر سرور جم پاسبان

آفتاب چرخ حشمت گوہر بحر جلال
عندلیب گلشن دانش امیر کامران

بانی کاخ کرم کرنل براسفرڈ آنکہ ہست
دست جودش دُر فشان تیغ قہرش جانستان

آن خداوندی که بهر سجده یک قدم
می نروید در صف محشر گیاهی از زمین
تا نبیند اندر ازل شخصی دهن او بچشم
لطف او با دوست همچون گلشن و ابر بهار
بسکه از عدلش جهان ایمن بود بی ترس شیر
آن خداوندی که بخشد دست جودش یک نفس
چشمهٔ قدر ترا فرازش قدرت در ازل
هر که چون خورشید کرد ترا چاکر از جان و دل
گر سپهر شوکتت گردد به گیهان آشکار
در صف رزمی که گردد برق تیغت آشکار
شست نام عدل کسری را فلک از لوح دل
خطاب نوشیروان ۱۲
از برای آنکه بوسد آستان شوکتت
گر نگشتی خلق ابر ذاتت اندر روزگار
گاه کین سندی پرند آری برون چون ذوالفقار
وقت جنگ ۱۲ غلاف شمشیر
زین شکوه و حشمت و زین عقل و دانش سربسر
چون کنی بوذرجمهر آسا همی تدبیر ملک
تیغ و دستت را ببیند گاه رزم و بزم اگر
خشت ها و سنگ انجم در فلک بکنود گنج
روز طوفان تا خدا اگر نام شمشیرت برد
نی فلاطون چون تو بد از عقل و دانش مشتهر
همچو آصف روز و شب داری مدام از امر ملک

گر بود چون ساحت دوزخ که گردد گلستان
گر فتد از برق تیغش یک شرر اندر جنان
شاه دولت نه شد در ساحت گیتی عیان
قهر او با خصم همچون خرمن و برق یمان
صعوه با شنقار باشد روز و شب هم آشیان
جانور شکاری ۱۲
هر چه تا صد سال گرد تا برانداز در پایکان
بمعنی حاصل ۱۲
زد بهمه تمکین و عزت بر فراز لامکان
می کند زیر نگین از باختر تا خاوران
مغرب ۱۲ مشرق ۱۲
گه فلک در دست شود چون قطره در دریا نهان
ریزد از خون عدو تا صبح محشر ارغوان
تا چو خور بگرفت صیت عدل تو ملک جهان
شهرت ۱۲
هر دم از عرش برین عیوق سازد دیدبان
نام ستاره ۱۲
گلشن جود و کرم تا حشر می ماند بی خزان
هر زمان لرزد بسان بید از بیم آسمان
محو کردی از جهان بیش و کم تو نام سروران
روح آصف گردد از خجلت تباک غم نهان
نام وزیر حضرت سلیمان ۱۲
برق چون بیجان گدازد ابر خواهد در فشان
تا بسازد شمسهٔ قصر جلالت فرقدان
شمس ۱۲ نام دو ستاره قریب قطب شمالی
بحر گردد آتش و خیزد همی از آن دخان
نی سکندر چون تو شد از بخت و دولت کامران
ملک را خود تو به گیتی بر بسان گلستان

عاشقا اندر دعا آن ختم کن این مدح را
زانکه هرگز نیارد کرد وصف سروران

تا شود گیهان بهار از تیر ابر فرودین
تا شود بستان خزان از تندباد مهرگان
موسم بهار
ماه خزان

خصم بدخواه تو تا صبح قیامت سوگوار
یار و احباب تو تا دامان محشر شادمان

شادمان باش اے خداوندا امیر روزگار
گر تو دارد ملک و دولت فخر و شادی هر زمان

خیرخواه دولت و کشور به یا رب بد سیر
هر که باشد باد تا روز قیامت کامران

یا رب این دولت بماند تا قیامت برقرار
یا رب این دولت به باشد تا بمحشر در جهان

دشمنان دولت سرکار را بادا مدام
چشم پر نم دل پر از غم خاک بر سر هر زمان

قصیده در توصیف جناب میجر ائی بی ٹالبٹ صاحب بهادر سی ای آئی ایجنٹ بیکانیر

بحر منسرح مفتعلن فاعلات مفتعلن فع

دوش چو شد نوعروس چرخ نمایان
ماه من آمد ز در چو سرو خرامان

خم بخم از هر طرف فتاده دو زلفش
بر سر دوشش بسان افعی پیچان

نرگس مستش بشیوه آفت دل ها
ترک نگاهش بغمزه رهزن ایمان

غمزهٔ وصلش نوید مایهٔ عشرت
عرصهٔ هجرش فضائے عالم حرمان

سرو قدش نونهال گلشن جنت
لعل لبش یادگار چشمهٔ حیوان

هر چه بزند آن زلف پرخم و پیچش
کرد نظر دیده دیدنی دل و تنی جان
پے دیدنی دل و جان را دید

اے عجب از زلف او که جمع نموده
این همه دل از چه مانده باز پریشان

زلف به بیند بقدش آنکه نه دیدست
مار سیه بر فراز سرو خرامان

گشت همی زار و جام شعشعهٔ حسن
پیک نظر بر رخش چو آئینه حیران

گیسوے خم و خمش ابجد ۱۲۵ قرط سیاهی
بود چو بخت عدوی سرور ذی شان

قلزم نجده و هم سپهر فتوت
نیر برج جلال منبع احسان

معدنِ توقیر و رتبه تالبرٹ آنکه
مے نبود همسرش به فیض به دوران

آنکه بگاهِ وغا ز بیمِ نهیبش
لرزه فتد در رواقِ گنبدِ گردان

للکار ۱۲

شیر شکاری که از مهابتِ تیغش
شیرِ ژیان نغنود بطرفِ نیستان

خوف
نه آرامے ۱۲

سرورِ با رتبتی که پنجهٔ قهرش
لطمه زند گاهِ خشم بر رخِ کیوان

ساحتِ گیهان کجا و کاخِ جلالش
قطرهٔ باران کجا و لُجّهٔ عمّان

شخصِ خرد در فضائے عالمِ جاهش
گم شده ره مے دود چو طفلکِ نادان

اے ز رفیعت به خلق گلشنِ مینو
وے دمِ قهرت به خصم شعلهٔ نیران

گلشنِ هستی نماندے این همه خرّم
ابرِ وجودِ تو گر نبود در امکان

لؤلؤ و مرجان بجائے خوشه برآرد
باشد اگر تخم گاهِ فیضِ تو دهقان

دستِ عطائے تو گاهِ بخشش و ایثار
طعنه زند بر سخائے حاتم و قاآن

نام بادشاہے
که [illegible] سخی بود ۱۲

نے ز حسب چون تو در زمانه جوان مرد
نے ز نسب چون تو پاک زاده به دوران

یعنی آبا و اجداد ۱۲
ننھیال یعنی جد مادری ۱۲

ملک چنان خرّم است از نے کلکت
کز اثرِ ابرِ نوبهار گلستان

شحنهٔ عدلِ تو تا گرفت ترازو
سردی و گرمی برابر است به میزان

کوتوال

ذرّه از گر احتسابِ تو برگرد
مردمکِ دیدهٔ تعدّی خواهان

سیاست ۱۲

خاکِ درِ خانقاهِ فیضِ تو بهتر
در نظرِ اهلِ دل ز لعلِ بدخشان

قطعه

از ازل این بود و تا صبحِ ابد باز
گشت مفوّض ترا ز حضرتِ یزدان

عدلِ انوشیروان[له] سخاوتِ حاتم
عقلِ فلاطون و علم و حکمتِ لقمان

دفترِ خورشید زرنگار از ان باشد
کز ازلش بود خطِ مهرِ تو عنوان

ختمِ سخن **عاشقا** کنون بدعا کن
بر درِ احسانِ بے نهایت منّان

تا که فلک گردش است و ثبت ثوات
تا که جهان منعم است خلقے دران

له انوشیروان یعنی مبارک جان از لفظ انوشه که یعنی مبارک و خوش و روان یعنی جان ۱۲

گردش چرخ تیر رائے تو محور
تیغ تو بر فرق خصم قاطع و بران

قصیدہ در تہنیت عید جناب منشی دیوان امین محمد صاحب مدار المہام راج بیکانیر

بحر مجتث مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

رسیدہ موسم عید اے نگار سیمین بر
کجاست مطرب و ساقی و شیشہ و ساغر
ز فرط غم ہمہ باشیم چند زار و نزار
ز جور چرخ نشینیم تا یکے مضطر
کنون کہ گاہ نشاط است و جد بے پایان
کنون کہ روز سرور است و فرحت بیمر
چغانہ باید و چنگ و رباب و تار و سرود
کباب باید و نقل و مے و دف و مزمر
بتانہ وقت غم و رنج اندہ است ایدون
مہانہ گاہ ملال و تاسف است ایدر
یکے چو سرو روان شو بسوئے حجرہ و زود
بصد سرور و ترنم بطلے شراب آور
ازان شراب کہ گر قطرہ بخاک چکد
بجائے سبزہ بروید ز خاک لعل گہر
ازان شراب کہ چون از سبو بجام رود
بود چو مہر درخشندہ جلوہ اش بنظر
ازان شراب کہ از عکس آن توان دید
امور مخفی اعمال در قضا و قدر
تو ہم ز جام بلورین بنوش بادہ و من
ز بوسہ لب شیرین تو خورم شکر
گہے ز روئے تو بینم زمین پر از خورشید
گہے ز زلف تو یابم جہان پر از عنبر
تو گہ کشی بہ رخ از تیغ ابروئیم شمشیر
تو گہ زنی بدل از نوک مژہ ام نشتر
من از جفائے تو گریم چو ابر در نیسان
من از برائے تو نالم چو رعد در آذر
تو ہم شراب خوری از نشاط و من ہر دم
بروئے چون مہ تو افگنم ز شوق نظر
شویم مست چو ہر دو اے مہ طناز
من از مے لب تو تو ز بادہ خلر
بصد ہزار سرور و بصد ہزار فرح
پس آن زمان بکف آریم خامہ و دفتر
ز بہر تہنیت عید چامہ گوئیم
بمدح مہر سپہر کرم جہان ہنر

فیضی شمع همم عندلیب گلشن فیض — خدایگان زمن سرور فلک چاکر
روشن کننده
زهی محیط والا گهر که مثل نبود — بجود و فیض و ذکا در جهان کسش همسر
بود خرد ز وجودے آنچنان شادان — که عندلیب ز گلزار و گل ز فیض مطر
باران
به نزد دانش او هیچ دانش لقمان — به نزد بخشش او هیچ بخشش جعفر
ایا امیر فلک رتبه که دست سخات — نکرده فرق گه جود سنگ را ز گهر
هر آنکه نزد مخالف به شخص بو با زید — فگند مهرهٔ بخشش زمانه در ششدر
سخائے تست سحابے که گوهرش مطار
خطرات
— جلال تست سپهرے که کش آسمان اختر
بیک دو سطر قلم باج گیرے از خاقان — بیک دو حرف رقم تاج گیرے از قیصر
دلت بنور جهانگیر چون طلیعهٔ صبح — دمسته بفیض روان بخش چون نسیم سحر
روشنی
ز فرط نظم امور تو زین سپس شاید — که غیر چنگ نه نالد کسے دران کشور
بفیض فضل و دیانت ز عمر می مانی — بدان مثابه که از اختران همیشه قمر
عجب نه کز اثر فیض عام تو زین پس — بجائے قطره ببارد ز ابر تر گهر
فلک عدوے ترا خون دل نصیب کند — از ان زمان که بود در مشیمهٔ مادر
خدایگانا اے آنکه سوده جبههٔ مهر — بر آستان جلال تو خسرو خاور
خدا گواه است که عاشق بشوق صبح و مسا — مدام مدح و ثنائے تو میکند از بر
همیشه تا که وزد در جهان بفصل بهار — بباغ سنبل و نسرین و لالهٔ احمر
خلیل قدر تو بادا بسان گل خرم — عدوئے جاه تو بادا چو لاله خون بجگر

مدام تا به ابد مانی این چنین بجلال
بحق شاه ولایت امام جن و بشر

قصیده در تهنیت عید الضحی بجناب ممدوح بالا

کنون که موسم گل گشت وقت فصل بهار — چغانه باید و چنگ و رباب و بربط و تار

چو چشم یار رباید همی قرار از دل / نوای قمری و بانگ تذرو و صوت هزار
نسیم صبح چو از طرف بوستان آید / چو زلف یار ز مشکش پرست جیب و کنار
شمیم لاله و ریحان همی به مغز آید / ز باغ و راغ و در و دشت و کوچه و بازار
ز عکسِ لاله و رنگ شفق فضای چمن / همه چو سینهٔ سیناست مطلع الانوار
پری رخان همه چون لعبتانِ چین شوخ و شنگ / چو سروِ ناز خرامان بساحتِ گلزار
یکی بجانبِ سنبل کند نگه از دور / یکی بجانبِ نرگس کند نظر ز کنار
که این چه زلف من از چیست این چنین پرخم / که این چه چشم من از چیست این چنین بیمار
یکی ز عکس رخ خویشتن چنین اند / که جای سبزه همه رسته هر طرف گلنار
یکی به سروِ سهی افگند نظر از شوق / که این چه قدِ من است از چه داشتی رفتار
یکی بوجد همی آید از ترانهٔ کبک / یکی برقص همی آید از ترنم سار
یکی بساقی گوید که هی بده باده / یکی بمطرب گوید که هی بزن مِزمار
غرض که روز نشاط است و نوبت شادی / ز جای آنکه نشیند کسی حزین و فگار
بویژه آنکه بود عید و چامه باید گفت / بمدحِ سرورِ والا گهر جهانِ وقار
سپهرِ مجد و فتوت امین محمّد آن / که آسمان بدر قدر اوست خدمتگار
بنای عدل بجا در جهان شدی قایم / اگر نه ذاتِ وی‌اش بود در ازل معمار
نسیم خلقش اگر یک نفس وزد به چمن / بجای برگ همه نافه ریزد از اشجار
رسد بدامن جاهش بس از هزاران قرن / بخیزد ار به مثل از هم سپهر غبار
زهی ز طوطی کلکش که جای شکر لفظ / همیشه گوهر و یاقوت ریزد از منقار
ایا کریم نهادی که جودِ دستِ ترا / چو موج بحر نیارد کسی نمود شمار
سپهرِ فضل و ذکا را دلِ تو مهرِ منیر / جهان فیض و عطا را کفِ تو ابرِ بهار
کند بجانِ عدو نوک کلکت آنکه نمود / بروزِ معرکه شمشیرِ حیدرِ کرّار

همی دعای تو گویند نطفه در ارحام
همی ثنای تو خوانند طیر در اوکار

عقاب قدر ترا اوج لامکان منزل
سمند فکر ترا صحن آسمان مضمار میدان

ز نور رای تو گر پرتوی برد اعمی
به چشم مور زند نوک تیر در شب تار

ز حزم و عزم تو دارد اثر زمین و فلک
که این همیشه بود ثابت آن دگر سیار

بروز قهر تو آتش جهد همی از باغ
بگاه مهر تو ریحان دمد همی از نار

ازچو خیمه ذات تو زد فنود آن را
کمال بند و هنر قبه و ذکا مسمار

ثنای را بدعا ختم می کند **عاشق**
چو بحر مدح ترا نیست در زمانه کنار

مدام تا که به عید الضحی همی گردند
ز طوف کعبه مقصود شادمان زوار

همیشه مقصدت از فضل حق شود حاصل
دل تو خرم و بخت تو خوش عدوی تو خوار

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحر ہزج

موسوم بہ ترانہ عشق

ستایش مر خداوند جہان خلاق امکان را
کہ بخشید از کرم نطق و بیان ہر فرد انسان را

خداوندے کہ از مدح و زبان خامۂ انسان
ندیدہ وصف او ہرگز کران و حد و پایان را

ندارم چون زبان نعت ختم المرسلین خواہم
فدائے نام پاک حضرتش سازم دل و جان را

ملایک فخر خود دانند او را آستان بوسی
بخاک درگہش باشد جبین کسریٰ و خاقان را

کند از نور روئے حضرتش ہر ذرہ خورشیدے
چہ نسبت با رخ تابان او مہر درخشان را

یقین دانم کہ شوید شافع محشر ز لطف خود
کنم با صد تضرع پیش چون این داغ عصیان را

شود رضوان حق حاصل مقر راز تولایش
نہ چون سازم پے خاک رہش جاروب مژگان را

تو مے نازی بہ زہد و اتقائے خود چرا زاہد
گنہگارم برائے عفو دارم فضل یزدان را

بحر ایضا

چہ عاشق عاشق وصلت از فرقت بجان آید
الہی کن مبدل از وصال این درد ہجران را

چہ خواہم کرد اے زاہد من این تسبیح مرجان را
در اشکم کفایت مے نماید رشتۂ جان را

ز بس از آتش ہجران دل و جان را بود سوزش
ز تف آہ ہر دم سوزم این گردون گردان را

گہش در دل بود منزل گہش اندر جگر مسکن
نمے دانم چہ الفت ہست با این سینہ پیکان را

ہزاران گل دران بشگفتہ از نیرنگی ہجران
بداغ سینۂ من نیست نسبت باغ و بستان را

دل و جان فرش رہ سازم بصد شوق و بصد شادی
ہم از مژگان کنم جاروب خاک کوئے جانان را

حدیث حور و جنت را بخواہی زین سپس گفتن
اگر بینی تو اے زاہد خرام آن سرو خرامان را

دل مجروح عاشق را پریشانی بود بیحد
پریشان کردہ تا آن ماہ زلف عنبرافشان را

بحر ہزج

بیا و بادۂ رنگین بنوشان می پرستان را
بہائے جرعۂ می دہد عاشق دل و جان را

بخندد غنچۂ گل تا بنگرد آن روئے جانان را
نگرید شمع محفل تا نہ بیند داغ سوزان را

کہ نسبت میدہد با شمع روشن داغ سوزان را
کہ آن بر خویش سوزان وان بسوزاند دل جان را

چہ مرہم می نہی اے چارہ گر بر زخمہائے دل
کہ خالی کردہ است این دو چشم صد نمکدان را

توئی بر زہد خود نازان منم بر عجز خود شاکر
کہ سوزد چشم گریان از گریبان داغ عصیان را

اگر در زلف او گم شد تلاش او نمے سازم
کہ جا دادم بجائے دل من اکنون تیر جانان را

فروغ آن بود گاہے و نور این بود دایم
چہ نسبت با رخ تابان او مہر درخشان را

تو مے خوردی ز دست غیر و خون کردی دل عاشق
شکستی بیوفا در یک نگہ صد عہد و پیمان را

بحر ہزج مقبوض مکفوف - مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

از سر گزرد شعلہ و سوزد دل و جان را
در سینہ کنم ضبط اگر سوز نہان را

در ولولہ آریم اگر عشق بتان را
صد شعلہ فشانیم و بسوزیم جہان را

چون جائے ادب بود بمژگان تمنا
در میکدہ رفتیم و برفتیم مکان را

از دل ہوس و ساغر و صہبا بدر آریم
بینیم اگر بار دگر چشم بتان را

آب از دم شمشیر نبخشدی و رفتی
سیراب نکردی ز چہ این تشنہ دہان را

آن سان کہ چراغ سحری جان بسپارد
در عشق تو اینگونہ سپاریم روان را

وقتست کہ جان و دل و دین جملہ سپارم
آرید کنون بر سرم آن آفت جان را

بی بوی گل و نغمهٔ بلبل بشب هجر
تسکین چه دهد این دل بیتاب تو ما را

غلطد ز چه هر لحظه بخون چون دل عشاق
در کوی تو گر نیست گذر باد خزان را

غلطیدن و بگریستن و آه کشیدن
رسمی شده اندر شب غم تفته دلان را

الحمد لله که از سینهٔ عاشق
دل برد و بجایش بنشاند سنان را

بحر بالا

از شعلهٔ دل گر که برآرم نفسی را
باقی نگذارم بجهان خار و خسی را

آن آفت جان نازکنان آمد بگذشت
دزدید چنان دل که خبر شد نه کسی را

بلبل به غزلخوانی و قمری به ترنم
در موسم گل رنج و الم نیست کسی را

عشاق نباشند عبث تشنهٔ آن لب
نسبت به شکر هست همانا مگسی را

این مهر سلیمانی و آن دانهٔ ارزان
با خال رخ یار چه نسبت عدسی را

وقت رقم از سوزش دل نامه بسوزد
پس راز نهان چون برسانیم کسی را

صید دلم از جور تو صیاد بنالد
هشدار که این ناله بسوزد قفسی را

عشق تو چنان در دل عاشق اثری کرد
کز یاد تو خالی نه گذارد نفسی را

بحر ایضا

در خانهٔ دل من نه دهم بار کسی را
مهمان نداریم بجز یار کسی را

گر قتل کند فتنهٔ رفتار کسی را
که زنده کند شوخی گفتار کسی را

چون مست الست اند به خمخانهٔ وحدت
از ساغر و می نیست سر و کار کسی را

منصور سبک بود که بکشاد زبان را
آن راز نه من میکنم اظهار کسی را

در آرزوی وصل تو بیخود همه عالم
در عشق ندیدیم نه هشیار کسی را

بے خواب و نہ تسکین و نہ راحت نہ قرارم   ہرگز نہ شود ہمچو من آزار کسے را
بیند اگر آن مہ گذرد از دل و دین خود   طعنہ چہ دہد زاہد دین دار کسے را
از ضعف چنانم چو نشینم پس دیوار   معلوم شوم سایۂ دیوار کسے را
از قبر برون آیم و صد نالہ نمایم   ہمراہ خود آرد چو ز اغیار کسے را
این نرگس جادوے تو یا تیر قضا ہست   کہ گشتہ کند گاہ دل افگار کسے را
صد بار تصور بنمودیم و نہ شد حیف   در بزم بتان نیست چرا بار کسے را
چون نیست وجودے ز خیالش بگزشتیم   معلوم چہ گردد دہن یار کسے را
مصروف بعشرت کسے و کس بہ غم و درد   از حال کسے نیست سروکار کسے را
چون طائر بسمل بزمین غلطد و نالد   ایما چو کند ز ابروے خمدار کسے را
ز آئینۂ دل عکس مہ روئے تو بینم   ہر روز نمائی تو چو دیدار کسے را
دارد دو زبان کلک چو شمشیر دو پیکر   باشد نہ چنین نیزہ خونخوار کسے را

عاشق بہ فروشی تو متاع ہنر خویش
در دہر نہ بینی چو خریدار کسے را

بحر رمل مسدس

دیدہ دل تا آن مہ گلفام را   دادہ از کف طاقت و آرام را
اے دل از من ہم دعائے میرسان   بینی از آن سرو سیم اندام را
از رخ چون ماہ و زلف عنبرین   گہ نماید صبح و گاہے شام را
چون صبا ہم نیست محرم نزد دوست   با کہ گویم آخر این پیغام را
کے دل اندر زلف او گشتے اسیر   دیدمے از آغاز اگر انجام را
از پے قتلم ز ابرو و مژہ   گہ کشد تیر و گہے صمصام را
دین و دل دادہ ست اندر عشق تو   مے نہ پرسی عاشق گمنام را

از پی صید دلم از چین زلف
گسترانیدی ز مهر سودام را

بادہ گر عاشق نداری روز هجر
کن ز خونِ دل لبالب جام را

بحر رمل مقبوض مکفوف فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

خاک گشتیم و نشد کوی بتے منزلِ ما
ماند افسوس بسے درد و ہوس در دل ما
گرچه از هجر رخت دادنِ جان مشکل بود
کرد آسان نگههٔ ناز تو این مشکل ما
کشتهٔ تیر نگاهیم عجب نیست اگر
عوض سبزه دمد تیر و سنان از گل ما
بحر غم را نبود هیچ کرانے یا رب
کنارہ
که بمردیم و عیان مے نبود ساحلِ ما
آه زان دم که چو بشنید صدائے مجنون
گفت لیلی که ببندید کنون محملِ ما
خیزد آواز انا الحق همه از نالهٔ چنگ
ساحتِ سینهٔ منصور بود محفل ما

ساغر عشق بتان گیر تو عاشق شب و روز
که جز از عشق نباشد بجهان حاصلِ ما

ادائے ابروئے خمدار اے دل دیدهٔ گویا
که مثلِ مرغ بسمل در برم تفتیدهٔ گویا
تو هم اے شوخ رنگ شام هجران دیدهٔ گویا
ز رنگ چهره ات پیدا بود ترسیده گویا
خوشا طالع زهے قسمت زبان بخشیدهٔ گویا
هزاران صنعتِ نادر دران پوشیدهٔ گویا
سخن گفتی گهر سفتی ز لعلِ لب در افشاندی
هزاران نکتهٔ سنجیدنی سنجیدهٔ گویا
چکد از هر رگِ چشم سیه خون نابه مستی
شراب ناب از دست کسے نوشیدهٔ گویا
ز گردش هائے چشم بیوفایت صاف بنماید
که صدها دیدهٔ نادیدنی ها دیدهٔ گویا
بفرقت هم وصال تو دوری نے گیرد
خیال
مثالِ کاغذِ حلی بمن چسپیدهٔ گویا
شمردم گر همین رو مدعایم ناگوار آمد
اسیرِ دام عشق مدعی گر دیدهٔ گویا
خیالِ چین گیسویت مرا در پیچ و خم دارد
بسان عشق پیچان با دلم پیچیدهٔ گویا

[illegible]
[illegible] گویا

فغانم در شب فرقت ازان سو فلک رفتی
تکبیر [illegible] زین سان صدا نشنیده گویا

نه چون بر خویش نازم تیر نازت بر دلم جا کرد
بمقتل از صف عشّاق ما را چیده گویا

دلم را چون مگس از عنکبوت چشم میگیری
مرا در تار تار صد بلا پیچیده گویا

فرستادی عدو را بهر پرسش تی بیالیتم
چنان پرسیده ما را که نا پرسیده گویا

اگر فهم رسا داری بدین طبع روانم را
چنین نازک سخن شاعر بگیتی دیده گویا

دلت یاد بتان دارد لبت کام از فغان دارد
چنین خوابیده **عاشق** که نا خوابیده گویا

تو ذکر غیر بشنودی نمک پاشیده گویا
مثال خنده زخم دلم خندیده گویا

مرا کشتی جزاک الله قاتل سرخرو کردی
زآب تیغ ابرو آبرو بخشیده گویا

دلا زان خوش کنی چون ماهرو گنج گرانی را
تپیدن های مرغ نیم بسمل دیده گویا

بقربان سرت گردم دلم از یک نظر بردی
متاع زندگانی از برم دزدیده گویا

ندارد انتهائی قعر تا یابم قرار آنجا
خراش دل مزار سر را چنان کندیده گویا

مگر تو بیگناهی را گناهی بشمری قاتل
بدین سان میکشی ما را گناهی دیده گویا

قطعه

تو غفاری و ستاری سیاست بیکران تا شه
گنه بخشیده ما را خطا پوشیده گویا

گدام از داغ عصیان تیره اکنون آفتابستم
زآب بی نیازی داغ دل شوئیده گویا

همه جا هاست جائی تو و جائی رست و جائی
ترا در دل بود جا و نهان از دیده گویا

خیال توسن طبعم ازان سوئی فلک تازد
نواهائی که بیدارم تو هم نشنیده گویا

هجوم درد و غم داری و غمخواری نمی بینی
بسان خار و خس **عاشق** تو هم بالیده گویا

ردیف بائے موحده

بحر رمل سالم — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

تا بگیسو بر رخِ گلگون فگند آن مه نقاب
در شب دیجور گویا گرد پنهان آفتاب

دل بر اسبابِ جهان بندد کجا اہلِ خرد
کین فضائے عالمِ امکان بود یکسر سراب

از رخِ رنگین او دارم دلے لبریزِ خون
وز قد دلجوئے او باشد مرا چشمے پر آب

اینچنین کو خونِ عاشق ریز داند ہر نفس
مے ندارد ہیچ پروا گو بی از روزِ حساب

تشنهٔ دیدارم و مستِ الستم از ازل
آب کے باید مرا ساقی بده جامِ شراب

گر دلِ بیتابِ من در روے خمے گردد مکان
زلفِ مشکین ترا ہرگز نبود پیچ و تاب

مے ندارد غیر وصلِ دوست اصلاً آرزو
گر دعائے **عاشق** دلخسته گردد مستجاب

بحر ایضا

از رخِ تابانِ خود بردار آن مه گر نقاب
محشرے گردد عیان شرمنده گردد آفتاب

ایدل ایدل زینتِ دنیائے دون ہیچ است ہیچ
وین حیاتِ مستعارِ ما بود نقشے بر آب

ناصحا در ہجرِ آن مہر وشے پرسی ز من
آه بر لب دست بر سر دارم و حالِ خراب

این بود خونِ جگر کو را ہمی دانی شفق
وین بود دودِ دلِ من کش ہمی خوانی سحاب

عاشق رنجور را جان بر لب آمد در فراق
اے اجل لطفے کن و برہان مرا وازین عذاب

بحر رمل مقبوض مکفوف

اے دلِ خسته شفا از لبِ جانان مطلب
غیر جان دادن ازان ناوکِ مژگان مطلب

قطرهٔ اشک مرا ساز تو آویزهٔ گوش
اے بتِ ماه جبین لعلِ بدخشان مطلب

ایدل از روزِ ازل بوده مرا این رسم
غیرِ کین پروری از گنبدِ گردان مطلب

این شه دزدیست که چیزی برد و باز دهد — دل سودا زدهٔ آن کاکل پیچان مطلب
سینه ام گشته چو از داغ تو رشکِ گلزار — باغ و گلشن دگر ای سروِ خرامان مطلب
هر نفس سینهٔ مجروح شگافد از هم — بخیهٔ زخم دل از سوزنِ مژگان مطلب

چون بجز وصل دوائی نبود هجران را
چارهٔ عشق تو **عاشق** ز طبیبان مطلب

ردیف تا

مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

مژگانِ درازِ تو نه بس نشترِ جان است — لیکن چشمِ پر از خوابِ تو غارتگرِ جان است
همی دیده توانم ز جمال تو فرو بست — کان عارضِ چون ماه توام منظرِ جان است
جان بستهٔ جانان بود و من نه پئی جان — دل را چه توان گفت که فرمانبرِ جان است
از دوست جدائی نتوان جست بهر حال — دل را چه توان گفت که قربان برِ جان است
از بهرِ نثارِ تو خرد تابعِ دین است — وز بهرِ سرِ کوی تو دل سپرِ جان است
با لعلِ لبش جان چه زند دم ز مساوات — کان جوهرِ تن باشد و این جوهرِ جان است

عاشق بسرِ زلفِ تو دل داد و لیکن
با خود نگهش دار که این جوهرِ جان است

بحر ایضا

در هجرِ تو خونناب ام از چشم روان است — وز بهرِ تو هر دم بلبم آه و فغان است
چون منبع می باده نه خالیست ز حکمت — می ده که دران فائدهٔ هر دو جهان است
تن سوزد و جان سوزد و افلاک و زمین را — دل از تپِ هجرِ تو چنان شعله فشان است
بس دل که بشد آنطرف و باز نه آمد — ای دل تو بهش باش که آن کوی بتان است
غافل نشود شیفتهٔ دهرِ دنی زاد — کین رهزنِ دین برهم زنِ صد بیخبران است

تا ناوک مژگان بدلم سخت رساند ابروے تو خم گشته ازان همچو کمان است

عاشق نه فقط در غم تو سوخته جان گشت
گل داغ به دل دارد و بلبل به فغان است

بحر مجتث

چو دوش از بر من آن ماه بے نقاب گذشت ز چشم ہائے ترم دجله دجله آب گذشت
ز جام بادهٔ گلگون علاج پیری کن کنون که وقت هوسناکی و شباب گذشت
بیا بیا که هنوزم کباب دل باقیست اگرچه دورهٔ جام و گه شراب گذشت
هر آنکه گشت ز اسرار این جهان آگاه بسان سیل عیان گشت چون حباب گذشت
بجاست ولوله کان شوخ بے حجاب آمد بپاست حشر که آن ماه بے نقاب گذشت
نشاط و رنج جهان را مدان ثبات اے دل که موسم طرب و دورِ انقلاب گذشت

گذشت از سر جان عاشق از ره غیرت
به بزم غیر چو آن شوخ بے حجاب گذشت

بحر ایضا

ردیف ثاء

مرا بدیدن گلزار یار شد باعث نه عندلیب و نه فصل بهار شد باعث
نه مهر و ماه عبث روز و شب شوند نهان که تاب عارض پرنور یار شد باعث
بلا سبب نه شد اندر زمانه این طوفان که گریه ہائے دل اشکبار شد باعث
ز کوئی دوست نه من خود بخود برون گشتم چه گویمت که غم و اضطرار شد باعث
ازان بهمرهٔ باد صبا بدیدم یار که ضعف [illegible] و جسم نزار شد باعث

ز شوق روے تو اندر لحد طپد عاشق
که این نه سختی قبر و فشار شد باعث

ردیف جیم

بحر رمل مخبون محذوف

طرز ناز و رسم آن شوخ ادا را چه علاج
وان خم و چین جبینا سر از غضب و تا را چه علاج
گیرم از دست اجل جان بسلامت ببرم
ناوک غمزهٔ آن ماه لقا را چه علاج
گرچه از چشم رقیبان به نهفتم او را
لیکن این رهبری باد صبا را چه علاج
خود نشینم اگر از هجر تو خاموش ولے
این دل خسته و این آه و بکا را چه علاج
وصل او خواستم از حق شب هجران آمد
کجی طالع و تاثیر دعا را چه علاج
دل برمز نگه و عقل بیابردی
این ستمگاری و این جور و جفا را چه علاج
گر نه خون دیده بخود دین و دل و صبر نبرد
عاشقا این روش طرز حیا را چه علاج

دل ز کف بردن و آن طرز غضب را چه علاج
جان بلب بود و این پاس ادب را چه علاج
زند از تیر مژه صید نگه را هر دم
این ستم پروری و رسم عجب را چه علاج
روز اگر در پس دیوار تو خورسند افتم
آه پے در پے و این نالهٔ شب را چه علاج
گیرم از غمزهٔ او جان حزین سالم گشت
این دل غمزدهٔ ناز طلب را چه علاج
زلف مشکینش اگر صبر و قرارم نربود
آن خم ابرو و آن لعل و لب را چه علاج
در قفایش وے ای دل دو صد شوق ولے
آن رم و آن نگه رو به عقب را چه علاج
عاشقا فصل بهار است و گل و عهد شباب
ساقی ماه وش و بنت عنب را چه علاج
شراب انگوری

ردیف جیم فارسی

بحر هزج - مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

اے بلبل نالان مکن این آه و فغان ایچ
چاره نبود در غم هجران بتان ایچ

بے مطرب و گلزار و مے و بربط و معشوق
حاصل نشود فائده کون و مکان هیچ
چون عالم امکان همه فانیست سراسر
پس آمد این فصل بهاران و خزان هیچ
عمریست که جان میدهم و خواب آمد
در چشم من از هجر تو اے سرو روان هیچ
میکرد همی جلوه ز هر سو رخ دلدار
زان پیش کزین چرخ نمے بود نشان هیچ
چون محو بعشق تو شدم هیچ خطر نیست
باشد نه مرا فکر ز آسیب جهان هیچ
کردیم نثار سر کویت دل و جان را
دیدیم چو آسودگی باغ جنان هیچ
جز بے اثری در غم هجر تو ندیدم
زین ناله و زین دیدۂ خونابه فشان هیچ

عاشق نبود رسم وفا در گل خوبان
دم مے نزن از عشق تو با لاله رخان هیچ

ردیف الحاء

بحر رمل مقبوض مکفوف

خوش بود باده در اطراف گلستان دم صبح
خاصه با دلبر رعنا و غزلخوان دم صبح
ترسم از خواب شود دیده نرگس بیدار
بلبل خسته مکن ناله و افغان دم صبح
رفت سوے چمن آن رشک گل تر امروز
کرده گل پاره ازان جیب و گریبان دم صبح
اے صبا دل که شود زار و پریشان نگار
چون پریشان کنی آن کاکل پیچان دم صبح
چه عجب گر به تن خسته من جان آید
گر صبا بوے تو آرد بمن این سان دم صبح
شمع سان جان دهم از هجر تو اے یار آخر
با دل سوخته و دیده گریان دم صبح
مے ندارند بجز ناله و افغان کارے
عاشق روے تو و مرغ سحرخوان دم صبح
ناید از شرم برون تا بدم صبح ابد
مهر بیند اگر آن روے درخشان دم صبح
لذت عمر بود با بت گلرو رفتن
با دف و چنگ و چغان جانب بستان دم صبح
لاله بنهاد ز رشک رخ او داغ بدل
شد چو سوے چمن آن نوگل خندان دم صبح

بلبل زار بطرز تو شود شیدائی
عاشقا سوی چمن تو غزلخوان دم صبح

ردیف الخاء

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

از عکس لاله ست نه شاید بهار سرخ
کز عکس روی تست که شد لاله زار سرخ

بارم ز هجر روی تو هر لحظه اشک خون
زان رو مراست دیده گوهر نثار سرخ

نبود عجب که از اثر شوق روی تو
خیزد ز خاکم از پس مردن غبار سرخ

از دود آه من شده چرخ برین کبود
وز داغ سینه ام شده سنگ مزار سرخ

نگرفته رنگ پنجه رنگینش از حنا
از خون عاشقان شده دست نگار سرخ

رنگی نداشت خون تو عاشق به نزد یار
زان رو نگشت دامن آن شهسوار سرخ

ردیف الدال

بحر هزج مسدس محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن

فلک گردیست از کوی محمدؐ
قمر عکسیست از روی محمدؐ

جهان را پر کند از نافهٔ چین
شمیم چین گیسوی محمدؐ

بهشت از بهر آن باشد که سجده
کند در طاق ابروی محمدؐ

بود شرمنده اندر خلد طوبی
ز سرو قد دلجوی محمدؐ

نسیم آرد حیات جاودانی
گر آید از سر کوی محمدؐ

بود تا حشر باز از شوق دیده
اگر بیند دمی سوی محمدؐ

ز اعجازش بشد شق روز روشن
قمر چون دید نیروی محمدؐ

از آن بویند گل را از سر شوق
که دارد بوی از خوی محمدؐ

چنان معصوم ز شوق نام پاکش
که هر سو آیدم بوی محمد
هزاران موج دریا زد ولیکن
نیامد تا به زانوی محمد
از آن نازد بخود عنبر که بوئی
شنید از خلق نیکوی محمد
بود در نزد او فردوس و دوزخ
هر آن کو دیده مشکوی محمد
فلک زان رو مدور شکل باشد
که تا روزی شود گوی محمد
امید من بود آخر که روزی
شوم خاک سر کوی محمد

از آنش بر ملک فخر است هر دم
که شد **عاشق** ثناگوی محمد

بحر رمل مقبوض مکفوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

از ازل درد و غم و آه و فغانم دادند
سینه پرسوز و زبان شعله فشانم دادند
دل و دین و خرد و تاب و توان و طاقت
بگرفتند و فقط حسرت جانم دادند
سوی مسجد ز چه رو باز روم ای زاهد
چون ره میکده امروز نشانم دادند
هر زمان پیش نظر هست مرا صورت یار
از ازل چونکه دل آینه سانم دادند
حیف صد حیف تنک تند و سبکدوش نشد
این نه سر بود که بل بار گرانم دادند
اشک خونین و تف آه و دم سرد مدام
در شب هجر تو ای سرو روانم دادند
هر چه دادند بجان و ز ازل بود نصیب
چند گوئی که چنین بود و چنانم دادند
کشتهٔ ناوک مژگان شدن و دم نزدن
هر چه میخواست دل خسته همانم دادند
گرچه از غمزه بکشتند بتانم لیکن
از لب لعل شکر ریز روانم دادند
تا کنم مدح و ثنای شه لولاک بیان
زان سبب خاصیت نطق و بیانم دادند

روم از هند بسر جانب یثرب **عاشق**
گر قضا و قدر از موت امانم دادند

بحرِ رمل مثمن مخبون فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

صبح دم از سرِ کوئے تو صبا می آید
دلربایانہ بصد ناز و ادا مے آید

از تو اے شوخ نہ رحم و نہ وفا می آید
کشتن و سوختن و جور و جفا مے آید

ناوک غمزهٔ دلدار دلا باز رسید
با خبر باش کہ این تیر قضا مے آید

بوئے خون مے شنوم باز زباد آه مگر
از سر کوئے تو اے ماه لقا مے آید

بسکہ برخویش تپید مرغ نفس اندر دم نزع
بہر بیمارِ تو از مرگ دوا مے آید

تشنہ لب بر درِ میخانہ توان چند نشست
مژده اے دل کہ کنون ساقیٔ ما مے آید

می نداری خبر اے شوخ کہ اندر شب ہجر
بر سرِ **عاشق** دل خستہ چها مے آید

بحرِ ہزج مثمن سالم - مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ز چهرش پرتوی بر چرخ رفت و مهر رخشان شد
ز قدش در چمن عکسے فتاد و سرو بستان شد

عرق افشاند روئے یار و یکسر دُرِ غلطان شد
چکید از چشم من خونین سرشکے جملہ مرجان شد

نخواهد جامهٔ جان ماند بر تن بعد ازین باقی
کہ بازم دستِ وحشت مائلِ چاک گریبان شد

ببالینم بگاه نزع چون آن مہ جبین آمد
ز شوق مقدمش جان در تن من پائے کوبان شد

الا ای همنشین من حال دل چہ مے پرسی
کہ از تاب شرار حسن روئے یار بریان شد

سوئے صحرا دمے بخرام یارا سروسان گاہے دران
ز عکس داغ و اشکِ خونِ من رشک گلستان شد

الا اے ماه سیمین تن چہ شد جام مے و ساقی
کہ ایام زمستان رفت و هنگام بهاران شد

بجز جان حزین باقی چہ باشد تا فدا سازم
کہ بس یک دل مرا در سینہ بُد آن نذر پیکان شد

شب ہجران چو یاد عکس روے او بدل آمد
شب تاریک از یاد رخش روز فروزان شد

کمال و جوهر رحم و مروت شرط انسان است
نہ انسان باشد آن کو نام او در لفظ انسان شد

بمحفل شمع گریہ هر نفس در عشق روے تو
نہ تنها **عاشق** شوریده در عشق تو گریان شد

بحر رمل مثمن مخبون محذوف

تا دهن لعل لبش قند مکرر شکند
زلف پر پیچ و خمش رایت عنبر شکند

پیش چون گرچه از پا بسته قند سر [illegible]
رونق نسترن و لاله احمر شکند

تیر مژگان بدگمان خدا ابرو چو [illegible]
مرغ دل در بر من از شوق همی پر شکند

خوب رویان همه انگشت تحیر خایند
روزی از عشوه مژگان طرف لشکر شکند

کند از جلوه دمی آن رخ همچون قمرش
پرتو شعشعه مهر منور شکند

یا رب این تشنه بخون کیست که از تیغ بلا
هر نفس خاطر درویش و توانگر شکند

دامن وصل بتان چون بکف آید عاشق
صعوه کی پنجه عنقای مظفر شکند

بحر هزج مثمن سالم

نگارا شب ببزمم آن بت طناز می آید
که مرغ روح اندر جسم در پرواز می آید

نمی دانم کدامی مانده باقی از دل ریشم
که بهر دیدنش آن سرو قامت باز می آید

ز بس هر شب سحر نالیدم و دادم [illegible]
هنوز از هر بن مویم دو صد آواز می آید

ز صوت قمری و بلبل نکو گوی [illegible]
نوای بربط و تنبور و چنگ و ساز می آید

نمیدانم بصد جان [illegible]
که این شوخی نه از سحر و نه از اعجاز می آید

یقین دانم که [illegible]
گر آن مهر و بمحشر هم چنین انداز می آید

ابتدای بحر هزج مثمن سالم

سر من زلف پر خم را پریشان [illegible]
نمی دانم دگر دست چه بهر عاشقان دارد

کشیده خنجر مژگان [illegible]
هزاران خنجر مژگان همی در خون تپان دارم

مپرس از من که قتل عاشق مسکین که کرد است		بپرس از آن ستمگر که تیغ خونچکان دارد
نمیدانم خبر زاهد ندارد از نگار من		که بر لب ذکر جور و قصهٔ باغ جنان دارد
دل غمدیده از عشق رخ چون زعفران دارد		همیشه ز اشک خون دامن برنگ ارغوان دارد
چو تیر غمزه اش سازد مرا نفی ابد هرگز		چه سود از آن لب لعلش حیات جاودان دارد

مزن این سان سر گیسوے مشکین ای بتا شانه
که در آن این دل مجروح **عاشق** آشیان دارد

بحر رمل مقبوض مکفوف

جلوه روے نگار آن بدلی شیدا کرد		که بموسی اثر جلوه گه سینا کرد
چند روز یست که از دل خبرے نیست مرا		گوئیا رفت و بزلف صنمی ماوے کرد
شد پریشان و دل غمزده را مجنون ساخت		فتنهٔ تازه سر گیسوے او برپا کرد
خواستم عشق تو در سینه نهان دارم لیک		چشم گریان و رخ زرد مرا رسوا کرد

قطرهٔ در ازل از چشم دل **عاشق** ریخت
آسمان آمد و نامش بجهان دریا کرد

بحر خفیف فاعلاتن مفاعلن فعلات

بله ساقی بهار مے آید		موسم لاله زار مے آید
از صبا بوے یار مے آید		دل و جان را قرار مے آید
دل و دین را ربود از پئے جان		دگر آن گلعذار مے آید
مے تپد دل بسینه ام هر دم		مگر آن شهسوار مے آید
ساقیا ده تو جام پے در پے		که بدین سان خمار مے آید
با بت لاله رو به صحن چمن		جام مے خوشگوار مے آید
دل ز هجر تو سوخت در شب غم		بویش از جسم زار مے آید

مژده اے دل کہ بعد مردن یار
یک دو شتم بر مزار مے آید
در شب ہجر آن نگار اجل
بر سرم بار بار مے آید
گر نہ سازم فداے مقدم او
دل و دین کس چہ کار مے آید

ہر سحر بہر سجدہ در دوست
عاشق دل فگار مے آید

بحر رمل مقبوض مکفوف

اے خوش آندم کہ جز از یار مرا یار نبود
پردهٔ چشم میان من و دلدار نبود
ہر چہ در صفحهٔ دل دیدہ تماشا می کرد
ہیچ نقشے بجز از نقش رخ یار نبود
نرگس پر فتنش این ہمہ نیرنگ نداشت
تیغ ابروے کجش این ہمہ خونخوار نبود
کشتهٔ ترک نگاہش نشد این سان ہر کس
دین چنین زیر زبر دل آن بت عیار نبود
کعبہ و بتکده و صومعہ گر بود و لے
درمیان سبحہ و سجادہ و زنار نبود
بلبل عشق بگلزار رخش داشت فغان
لیکن اندر قفس حسن گرفتار نبود

تا کہ عاشق نشد از تیر غمش غرقہ خون
باشد از فرقت آن شوخ خبردار نبود

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

گر عاشقان وصال ترا آرزو کنند
اول بہ کنج خانهٔ دل جستجو کنند
گردد ملوث از گل عصیان وجود زہد
گر جامهٔ گناہ مرا شستشو کنند
ہر دم خدنگ ناز تو از ہم شگافدش
صد بار اگر چہ چاک دلم را رفو کنند
از عکس جام وادی ایمن شود عیان
گر فتنہ بیاد روئے تو اندر سبو کنند
در طاق ابروئے تو چو عشاق رو نہند
لازم بود زخون دل اول وضو کنند
واعظ و ہد چہ خوف شدید العقاب را
رندان بیان آیهٔ لا تقنطوا کنند

عاشق ز رشک خون به تن خویش نازند
چون زاهدان ز حور جنان تشنه‌لب گشته‌اند

ردیف دال

بحر مجتث

رموز عشق بجانم بود چنان نافذ
که تیر ناز تو در جسم ناتوان نافذ

بتیر احمد مرسل که باشد اندر دهر
که حکم او بود اندر تن و روان نافذ

کند نفوذ چنان تیر آه من اندر چرخ
از وکِ انار نگردد درار خوان نافذ

بود فراق تو گوئی یکی بلای عظیم
که گشته در شب هجران ز آسمان نافذ

چنانکه تیر قضا نافذ است آن سان هست
بسینه ناوک مژگان دلبران نافذ

چگونه عشق سرایت نمودے اندر دل
اگر نه حسن توے بود در جهان نافذ

نه جان و صبر و تن و دین و دل بغارتها برد
که گشت عشق تو در مغز استخوان نافذ

اگرچه چرخ برین را بسوخت از تف سوز
نگشت نالهٔ ام اندر دل بتان نافذ

ز عشق روی تو عاشق نداده دل اکنون
که بود مهر تواش از ازل بجان نافذ

ردیف رای مهمله بحر مجتث

ز هجر روی تو در خود طپیدنم بنگر
بکوه و دشت و بیابان دویدنم بنگر

اگر بحال دل خسته‌ام نمی‌نگری
ز دیده قطرهٔ خونین چکیدنم بنگر

ز حسرت لب شیرین آن سهی قامت
لب خیال بدندان گزیدنم بنگر

بسان رنگ رخ عاشقان بگاه نگاه
ببال شوق بسویش پریدنم بنگر

بعجز سر بقدومش نهادنم تو ببین
بغمزه دامنش از کف کشیدنم بنگر

ز یک نگاه تلطف مکن دریغ ای شوخ
باین تضرع و زاری رسیدنم بنگر

گو کہ عشق بتان چون کند اثر عاشق
کمان صفت بجوانی خمید خم بستمگر

بحر رجز مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

چین بر جبین پر عرق آن عارض بیباکش نگر   وان نرگس مستش ببین ابروی سفاکش نگر
ناصح چه می‌پرسی ز من احوال آن شیرین سخن   هر لحظه صید غرق خون بسته بفتراکش نگر
شد محو رویت همچو من گل از دل و جان فی چمن   آن چشم پر خونش ببین وان دامن چاکش نگر
سوز درون عشق را از دل چه پرسی ناصحا   هر لحظه از درد جگر آه شررناکش نگر
دل بردن و جان سوختن از طرز رفتارش ببین   صبر و خرد بردن ز کف از چشم بیباکش نگر
عاشق چه گوید گر غمت چون گشت حالش روز و شب   افغان و فریادش ببین چشمان نمناکش نگر

رسم وفا از کف نداد عاشق پس از مردن هنوز
هر صبح با باد صبا در کوی خود خاکش نگر

بحر مضارع مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

طرز نگاه و رسم وفا را چه اعتبار   آیین مهر و ترک جفا را چه اعتبار
صبر و قرار نفس اگر برد برد لیک   دل را نگاه دار بلا را چه اعتبار
ای دل حدیث عشق میار از زبان لب   باهوش باش باد صبا را چه اعتبار
گاهی شود شکسته و گاهی شود درست   قول نگار و توبهٔ ما را چه اعتبار

عاشق خیال وصل نگار از چه رو کنم
در بزم شاه شخص گدا را چه اعتبار

بحر رمل سالم

چون نباشد آن پری پیکر بهر اغیار یار   کی دل مسکین بیابد دران دربار بار
از سر زلف گره گیرش رها کن دلبرا   دارم آخر یک نفس با این دل افکار کار

گر نباشد ذوق عشق مه رخانش آرزو — نزد من والله باشد این دل غمخوار خوار
هان بود وقت انا الحق ای دل غمگین از انکه — عشق بر پا کرده اندر کوچهٔ دلدار دار
در غم عشق بتان از بسکه دارم سوز دل — جلوهٔ خون آید برون از هر رگ زنار نار
هر سحر از فرط شوق عارض آن گلعذار — همچو بلبل ناله اندر دامن گلزار زار

روز **عاشق** در فراق روے آن مهرو بود
چون شب از جور و جفاے چرخ کجرفتار تار

بحر مجتث

فروغ روے چو ماه تو رشک جلوهٔ طور — غم فراق تو در سینه روکش ناسور
بغیر قلقل مینا ز خاک کے خیزم — بگوش من اگر آید صداے نفخهٔ صور
ز فرقت تو ز مے آنقدر تنفر گشت — به زخم دل نه مرا ماند خواهش انگور
ز نوک ناوک مژگان آن پری پیکر — تمام ساحت دل شد چو خانهٔ زنبور
ز بسکه صوت انا الحق همے ازان خیزد — فضاے محفل ما گشته سینهٔ منصور
گمان وصل تو دارد مرا بدل نزدیک — خیال هجر تو دارد مرا ز خود مهجور
بیا و از غم جان کندنم رهائی ده — اگر که قتل من خسته ات بود منظور
فزوده درد و غم آن دو سنبل مشکین — ربوده دل ز کفم آن دو نرگس مخمور
چنین که کینهٔ اهل هنر بدل دارد — ز جور چرخ چه سان می توان شدن مسرور
چو عندلیب ننالد چگونه این دل زار — که گشت از رخ آن گلعذار آخر دور
ز فرط طاعت حق جان دهم اگر دانم — که در بهشت برین چون توئی دهندم حور
بغیر آنکه خود از خویش مے شوم غائب — همیشه جلوهٔ دلدار باشدم بحضور

ز بسکه در دل **عاشق** بشد هجوم الم
محال نیست که گاهے کند سرور عبور

ردیف الزاء بحر مضارع

دل را ربود نامده اندر نظر هنوز
وین طرفه تر که نیست مرا هم خبر هنوز

گرچه نکرد یک نگه آن گلعذار بیش
تیر نگاه او خلد اندر جگر هنوز

یک جلوه کرد روئے تو اندر ازل بناز
وان طرز جلوه مے بردم دربدر هنوز

تیر فراق باز زهم پاره سازدش
ناکرده بخیه زخم دلم بخیه گر هنوز

آید صدائے نفخهٔ صور از شب فراق
در هجر آن نگار نگشته سحر هنوز

اے چاره گر به مرهم زنگار سود نیست
فصاد عشق مے زندش نیشتر هنوز

بگذشت آه من اگر از آسمان ولے
ناآشناست لیک دعا از اثر هنوز

یارب چه شعله بود بجانم که بعد مرگ
ریزد ز دامن کفن من شرر هنوز

عاشق اگرچه خاک شد اندر غمش ولے
خاکش فتاده بر سر آن کوئے در هنوز

بحر مجتث

کند بخاک شهیدان گذر چو از رهِ ناز
هزار مرده کند زنده از سر اعجاز

ز رشک عشق نخواهد دلم که تا یک دم
کنم نسیم سحر را به خویشتن همراز

اگر به کلبهٔ من پا گذارد آن مهرو
ز شوقِ جان و دل و دین دهم به پا انداز

صفیر بلبل نالان ز گلستان برخاست
ز شوق خون من آمد بجوش در تن باز

کنون که عهد شباب است و فصل فروردین
چغانه باید و چنگ و شراب و بربط و ساز

عجب بود که دل و جان و دین شود سالم
اگر بسوئے من آئی تو با چنین انداز

چو صبر و دین و خرد رفت جمله از کف من
به هجر جز دل نالان که باشدم دمساز

بیا بیا که به هجر تو عنقریب بود
که مرغ جان کند از قالب بدن پرواز

رموزِ عشق بهر ناسزا مگو **عاشق**

گر نیست بهر کسی اندر زمانه قابل راز

ردیف سین

بحر هزج اخرب مفاعلن مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن

عاشق تیغ یارم لذت غم از من مپرس
آغشتهٔ غم هر دم شور ماتم از من مپرس
خال روی گندم گون برده از کف من دل
بیرون خرید شیطان خورد خال آدم از من مپرس
سینه زخم و دل فگار در فراق آن دلدار
بس که ناله از من خواهد درد و مرهم از من مپرس
این بود مرا شیوه وان بود مرا آیین
اشک خون چسان ریزد چشم پر نم از من مپرس
تا بهجر دلدارم شد بجان و دل کاری
تا ان بود که مردن لذت سم از من مپرس
من که محو ذاتستم جمله را یکی دانم
رمز عشق از من جو اسم اعظم از من مپرس

دل چسان برد دلبر جان چسان فدا عاشق
آن زمن چو پرسیدی دین دگر هم از من مپرس

بحر هزج مقبوض مکفوف

داغ دل و این بیخبری را چه کند کس
جان بردن و آن فتنه گری را چه کند کس
بر ناله نمودن همه افلاک و لیکن
تا وی نرسد بی اثری را چه کند کس
گیرم که خود از شوق بسوزیم نه بینم رو
دل بردن آن رشک پری را چه کند کس
گر عشق تو از دیدهٔ اغیار نهان ساخت
غمازی باد سحری را چه کند کس
گیرم که شود ضبط فغان در دل مجروح
بیتابی و آشفته سری را چه کند کس
بیباخته هر سو چو روان سیل سرشک
در هجر تو این پرده دری را چه کند کس

گویند بمرد از نگه ناز تو عاشق
این ماتم و این نوحه گری را چه کند کس

بحر رمل مسدس

در فراق روی جانان هر نفس
این دل شوریده نالد چون جرس
از هجوم لشکر آه و الم
تنگ شد بر من جهان همچون قفس
گاهِ موت است ای صنم بر رحم کن
وقت نزع است ای پری فریادرس
نیست کارم با اجل زین پس که هست
بهر مردن تیر مژگان تو بس
کے بہ ہجران خواہد آن مہجور کو
بستر جان باشدش پر خار و خس
گوشهٔ تنهائی و جام شراب
خوش بود با یار بے بیم عسس

هم ترا از خویشتن خواهد مدام
نیست در عشق تو عاشق بوالهوس

ردیف شین

بحر هزج سالم

اگر دستم رسد بار دگر تا پاکِ دامانش
جدا سازم دل شوریده را زان زلف پیچانش
شود پر خون برنگ شیشهٔ جامِ در گیتی
هر آن دل کو ندارد ذوقِ فکر و ذکر جانانش
نه بینم غیر لختے از دل مجروح در سینه
برون آمد جگر لخت و جگر با نوک پیکانش
حدیث عشق اندر پردهٔ جان را نمیگوید
زبانے کو که تا افشا نمایم نزد یارانش
اگر داری هوائے ناله و افغان دلا من هم
ز چشم تر مهیا کرده ام اسباب طوفانش
عجب دردیست دردِ عشق کو را نیست درمانے
عجب بحریست بحر غم که پیدا نیست پایانش

نمی دانم چه آمد بر سر عاشق بهجرانت
که مے آید صدائے ناله و فریاد و افغانش

بحر رمل مقبوض مکفوف

دوش در دیر مغان مغبچه باده فروش
برد از یک نگهم طاقت و صبر دل و هوش
هر بن موئے من از شوق در آمد بفغان
هر رگ جان من از عشق در آمد بخروش
شوق از هر طرف آماده و فریاد و بکا
عشق هر سو بشارت که دلا هان خاموش

اندر رم وحشتیه دل طایر جان در طیران
در تب شعلهٔ غم خون بتن زار بجوش

هر طرف نالهٔ ساقی و من از خود بیخود
هر نفس قلقل مینا و من از غم مدهوش

حیرت آوازه نگون از چپ و از راست بدل
هر طرف صوت انا الحق ز سر شیشه در گوش

همه تن محو چو آئینه ز افراط نظر
تا کرا بخت رسا آید و دم در آغوش

من چنین واله و سرگشته که ناگه آمد
ز نهان خانهٔ تقدیر ندائے ز سروش

که بهش باش که این جلوهٔ فیض ازلیست
حالت [illegible] مکن از [illegible]

همه رندانه ولی واقف اسرار دو کون
همه با بلبل و لیک زبان با خاموش

گر تو همراه آری [illegible] سر [illegible] داری
یک دو جام از کف این مغبچگان گیر و بنوش

[illegible] این [illegible] ساغر و [illegible] به کنار
[illegible] عشق ازلی می شود [illegible]

از [illegible] جهان هیچ نگردی آگاه
چون شدی بی خبر از [illegible] رضا [illegible]

نیست گر وجه می آماده ترا ای عاشق
دل و دین و خرد و صبر و روان بفروش

بحر هزج سالم

[illegible] تیر ترک چشم خونخوارش
بخود لرزد ز دهشت سایه از انداز رفتارش

عجب [illegible] مستی [illegible] لعل گوهر [illegible]
[illegible] جاده از دست تا به رنگ [illegible]

[illegible] اندر کنار آنکس بجان شیرین [illegible]
کرا چشم سیه مست تو افتاده سر و کارش

[illegible] اگر [illegible] رسد اندر مشام جان
مرا یک لحظه انداز ید اندیشت دیوارش

[illegible] سرو آخر در [illegible] پیش [illegible]
نگفتم مے نشود دل اسیر زلف طرارش

[illegible] جان [illegible]
هزاران مرده صد ساله برخیزد ز گفتارش

[illegible]
ببین آن شیوهٔ مستی و آن لعل گهربارش

[illegible] ز [illegible] این چشم گریان که سے ترسم
[illegible] مژگان کند از خواب بیدارش

بیک ایماے ابروے تو جان از کف نهد عاشق
کہ اندر بحر تو مردن نباشد هیچ دشوارش

ردیف صاد بحر مجتث

دل مراست به زلف بتان چنان اخلاص
کہ روح راست بود آنچنان بجان اخلاص

لب نست بدین نالہ و فغان مشتاق
سر مراست بآن سنگ آستان اخلاص

مراست چشم گهر بار از ره نسبت
بدان دو لعل لب نوش دُرفشان اخلاص

از آن ز زلف تو هرگز جدا نگردد دل
کہ مرغ را بود از جان بآشیان اخلاص

ز شوق بوے تو هستم بمشک چین شایق
بباد روے تو دارم بگلستان اخلاص

مرا عزیز زبان زان بود کہ او دارد
بذکر مدح شهنشاه انس و جان اخلاص

انیس و مونس شبهاے تا عاشق شد
نباشدش ز چه با نالہ و فغان اخلاص

ردیف ضاد بحر مضارع

دل از سر نشاط و فرح جان دهد عوض
گر بوسه مرا لب جانان دهد عوض

من از براے هدیهٔ آن لخت دل هم
مژگان یار ناوک و پیکان دهد عوض

هرگز ز کوے او نهم پاے جان برون
حقم اگر کہ روضهٔ رضوان دهد عوض

امید زندگی ز چه باشد مرا دگر
دوران بجاے وصل چه هجرانش دهد عوض

من در خیال دامن وصلش ولے چه سود
دست فراق چاک گریبانش دهد عوض

من آب دیده میدهمش دمبدم از آنکہ
فریاد و نالهٔ سینهٔ سوزان دهد عوض

مفت است واستاے متاع دل بگیر
عاشق بیک نگاه تو ایمان دهد عوض

ردیف الطاء بحر مضارع

نفسے صرف از تو جور و جفا بوده است شرط
یک لحظه هم طریق وفا بوده است شرط

بی گریه یک دم نبود طاقت و قرار
گویی بعشق و آه و بکا بوده است شرط

باشد ضرور خون دل بیگناه ما
بر دستش این چه رنگ حنا بوده است شرط

جان از نگاه ناز تو بردن صرا چه بود
در راه عشق چونکه فنا بوده است شرط

بیخود وصال عشق نگردد به بزم حسن
انداز مهر و رسم وفا بوده است شرط

بی پرده می بری دل مسکین ز دست ما
آخر مگر نه از جفا بوده است شرط

عاشق گمان بد مبر از ذکر حال خویش
در بزم یار باد صبا بوده است شرط

ردیف الظاء بحر رمل مقبوض محذوف

مخروش این همه بیهوده خدا را واعظ
کی اثر کرد سخنهای تو ما را واعظ

هرگز از جور بتان می نکنی هیچ سخن
بینی از یک نظر آن ماه لقا را واعظ

من بجا دین و دل خویش ز کف میدادم
چه توان کرد مگر حکم قضا را واعظ

گر کنی منع دل خستهٔ ما معذوری
دیده است کی تو چنین ناز و ادا را واعظ

دست در چاک گریبان زده واله گردید
دیده هر کس چو من آن زلف دوتا را واعظ

دانم آن وقت که سرمست نگردی از شوق
وا چو آن شوخ کند بند قبا را واعظ

جز سر کوی بتانش نبود ماوای
عاشق از کف ندهد رسم وفا را واعظ

ردیف العین بحر رمل سالم

در فراقت سوز و شب بیتاب و گریانم چو شمع
رشک گرم از دیدهٔ پر سوز افشانم چو شمع

از هجوم عاشقان در بزم آن شیرین لقا
ایستاده بر سر یک پا همی مانم چو شمع

از فراق روی آن زیبا صنم شب تا سحر
اشک تر باشد روان از چاک دامانم چو شمع

چون نباشد راضی اندر مرگ کز سوز فراق
ایستاده تا سحر گریان و سوزانم چو شمع
چون که راز عشق را در دل نهان دارم مدام
زان سبب هر لحظه اندر بزم خاموشم چو شمع
دامن جان هر ز غم او چاک دارم همچو صبح
در خیال روی او با سوز پنهانم چو شمع

می ندانم چیست رمز عشق خوبان عاشقا
روی آن مه بینم و در بزم حیرانم چو شمع

ردیف الغین بحر مجتث

از آن به سینه ریشم بود هزاران داغ
که نیست یک دمم از شعله فراق فراغ
چه بی وجود تو باشد وجود من نافی
نهان به است که گیرم ترا ز خویش سراغ
بیا بیا که بیاد رخ تو ای مه رو
ز خون دیده مرا پر بود همیشه ایاغ
بگوی او بر آهسته ای نسیم سحر
که نازک است مرا او در این زمانه دماغ
خجل شوند ز قد و رخ تو بلبل و سرو
اگر بنازخرامی به صحن گلشن و باغ
به بزم گرچه نباشد چراغ گو نبود
که نیست با رخ تو حاجتم به شمع و چراغ

نه داغ عشق تو دارد به دل همین عاشق
که لاله راست ز عشق تو داغ اندر داغ

ردیف الفا بحر رجز سالم

دل می‌ستاند از کفم آن زلف پیچان یکطرف
جان می‌رباید از ستم آن چشم فتان یکطرف
در کوی و شهر و بام و در کردند رسوا آخرم
آن زردی رخ یکطرف وان چشم گریان یکطرف
شد پاره از دست الم در هجر آن زیبا صنم
دامان دل از یکطرف چاک گریبان یکطرف
اندر جهان با یکدگر دارند قصد همسری
آن روی تابان یکطرف مهر درخشان یکطرف

دارند دایم در جهان فریاد و زاری و فغان
عاشق به هجران یکطرف مرغ سحرخوان یکطرف

بحر مضارع

ای تیر مژه‌ات دل زار مرا هدف
دُرّ حیات را لب جان‌بخش تو صدف

پیوسته آنکه جسم را بود از روح افتخار
آن سان بود وجود ترا بر جهان شرف

تا جان به تن بود نکنم هرگزش رها
گر دامن وصال تو آید مرا بکف

آید اگر بدست حیاتی چه سود از آنکه
پرواز کرد طایر روح من از شغف

آن مژده باد ای دل صد پاره کز غضب
مژگان یار از پی قتلم کشیده صف

دی خوش بصحن باغ بصد عشرت و نشاط
با صوت بربط و نی و تنبور و چنگ و دف

دردا که در فراق تو ای شوخ گلعذار
با داغ سینه عاشق غمدیده شد تلف

ردیف القاف

بحر رمل سالم

گرم از حسن رخ او تا بود بازار عشق
ای بسا سرها که خم گردیده در سرکار عشق

گر بیاید بر سرم آن بت شیرین ادا
از رگ جانم بباید ساختن زنار عشق

جا بجا نیش است از سر مژگان من صد جوی خون
می‌خلد در هر بن موی تنم صد خار عشق

گر کسی اندازی جوید دوا از بهر خویش
چارهٔ درد من آمد از چه رو آزار عشق

دید بازار انا الحق گرم شد گویا ز نو
سیر و منصور دل با صد فغان بر دار عشق

شاد آن سر که دارد روز و شب سودای دوست
ای خوشا آن دل که دارد هر نفس اذکار عشق

عاشق از آن جوی اشک از دیدگان دارد روان
تا که سازد تازه از آن هر زمان گلزار عشق

ردیف الکاف تازی

بحر مجتث

چو باغبان ازل کرد تخم جان در خاک
بآب فیض تو گوئی سرشت ریشهٔ تاک

عجب بود که اجل هم برد سلامت جان
از آن دو نرگس فتان و ابروی سفاک

امید زندگی از خوبان برهم آخر
مرا که جامهٔ جان در فراق شد صد چاک

چنان بری دل پر خون که من خبر نشوم
ندیده ام چو تو در دلبری کسی چالاک

چنین که روز و شب از دیده اشک میبارم
نمی شود ز سینه نقش خیالش از دل پاک

زبانم ناطقه دانم یقین که هست نرسد
باوج وصف تو تا حشر طایر ادراک

تو گوئی آنکه ندادی خبر ز روز سوال
چنین که نیست مرا در از آه عاشق باک

بحر رمل مقبوض مکفوف

گر کند یک نظر از لطف بمن یار چه باک
هر چه بر سرم آید از طعنهٔ اغیار چه باک

از حرم چون سوی بتخانه کشد تقدیرم
جای تسبیح مرا رشتهٔ زنار چه باک

نالم از آنکه ز دل نیست مرا هیچ خبر
دل بدست ار برود از دیدهٔ خونبار چه باک

باشد از اشک من آن طرز ادا را چه خطر
دارد از آه من آن طرهٔ طرار چه باک

می بخور عاشق و پروا ز گناهان منما
گر گنه با اثر رحمت غفار چه باک

ردیف کاف فارسی بحر رمل مقبوض مکفوف

گشته از دست غمت بسکه دل زارم تنگ
بسوی کشتن خود خویش نماید آهنگ

از پی بردن جان چشم سیاهش گوئی
همه مکر است و فریب است و فسون و نیرنگ

زلف شبگون تو شرمنده کن مشک تتار
لب لعل تو خجالت ده نقش ارژنگ

تا دل خویش از و باز نگیرم هرگز
ندهم دامن آن زلف سیه را از چنگ

خستهٔ هجر تو هرگز نبود در پی جان
عاشق روی تو هرگز نبود طالب ننگ

ساقیا فصل بهار است و بباید امروز
با بتان باده زدن با دف و تار و نی و چنگ

عاشق از کثرت غم سیر ز جان آمده است

اے اجل چو شب ہجران مکن اینقدر درنگ

ردیف لام بحر ہزج مقبوض مکفوف

اے رشتۂ گیسوئے تو در گردن جان غل
دے طرۂ پرچین و خمت رونق سنبل
بردی دل و دین و خرد از من بہ نگاہے
مپسند ازین بیش دگر جور و تطاول
عشق من و حسن تو شکستند بدوران
بازار گل سوری و افسانۂ بلبل
آن یک کشد این یک نکند ہیچ نگاہے
فریاد ازین عشوہ و زین طرز تغافل
بے روئے تو داغ جگر و اشک پر از خون
آن یک بود م جائے گل این عوض مل
در کوئے تو خود آمدہ ام با دل پر شوق
در کشتنم اے دوست مکن ہیچ تأمل
عاشق زچہ در رشتہ نکند نغز سرائے
حاصل چہ شد این شعر ز غالب تو توکل

چندیست تا کہ ہیچ نہ آید صدائے دل
خالی بہ سینہ ماندہ مگر باز جائے دل
در حیرتم کہ چون دل خود را کنم جدا
در کوئے یار بسکہ بود پارہ ہائے دل
چون درد دل تو ہیچ ندارد اثر چہ سود
از نہ فلک گزشتہ اگر نالہ ہائے دل
بیرون کنم ز سینہ و صد پارہ سازمش
تا چند در غم تو کشم من بلائے دل
دانم یقین کہ منزل مقصود شد قریب
آورد سوئے دوست مرا چون درائے دل
مقبول یار چون دل مجروح گشتہ است
باشد ہمیشہ کار مرا بس دعائے دل
عاشق مگر تو زندہ جاوید گشتہ
بعد از فنا ز قبر تو آید صدائے دل

بحر رجز سالم

دارد سرشت نالہ ام صد گونہ حرمان در بغل
ہمچون نسیم صبحدم بوئے گلستان در بغل
شوق شہادت را نگر کز آرزو خود میروم
در کوئے آن زیبا صنم شمشیر بران در بغل

گویم چه حال خویش را در پیش مژگان پری
دارد تماشا هر لبان صد ناله پنهان در بغل

از غمزه‌اش جان را بود هر لحظه صد آفت‌ها
وز مژه‌اش دل را بود هر لحظه پیکان در بغل

در دشت عشقش پای دل گردیده گر آبله
دارد دلم در هر قدم خار مغیلان در بغل

اشکی که اندر هجر او دل سخت در روز ازل
دارد کنون هر قطره‌اش صد بحر عمان در بغل

حاجت نباشد بعد ازین ما را بشمع بزم از آنکه
گردیده دل در عشق تو چون مهر رخشان در بغل

از گریه چشمش چون در بزم آن شیرین ادا
از بس همی خود پنهان کنم چاک گریبان در بغل

داغ دل از فراق از بخت خود خواهم گرفت
یک لحظه گر آرد مرا آن آفت جان در بغل

این دولت از روز ازل از فیض عشق آمد مرا
کز اشک خونین باشدم لعل بدخشان در بغل

از لا تقنطوا عاشقا بود امیدوار
دارد اگرچه در جهان صد گونه عصیان در بغل

ردیف میم

بحر رمل سالم

تا خدنگ از نرگس مخمور جانان خورده‌ام
بر اجل صد طعنه زانم کآب حیوان خورده‌ام

بی مشقت نی بصحرای جنون شد مسکنم
همچو گو سیلی بسی از دست چوگان خورده‌ام

از پی زحمت دهی هر دم مرا خویش را
زاهدا من کی فریب باغ رضوان خورده‌ام

بر زمین چون نقش پای حسن بیباک افتاده‌ام
بسکه در هر کوچه سنگ از دست طفلان خورده‌ام

اینقدر دانم که هر دم می‌تپد دل در برم
وین ندانم کز کدامی مژه پیکان خورده‌ام

سینه مجروح را صد زخم باشد در نهان
از نگاهت نی همین زخم نمایان خورده‌ام

عاشقا هرگز نخواهم من سلامت برد جان
زانکه تیر کارگر زان نوک مژگان خورده‌ام

بحر مضارع

از بسکه آه و ناله و فریاد می‌کنم
خود را ز گوشه قفس آزاد می‌کنم

از شوقِ قیِ خون همی به تنم جوش می زند
هر گه که یادِ خنجرِ جلاّد می کنم

چون دستِ دل بدامنِ وصلت نمی رسد
خود را بیادِ تیغِ تو دل شاد میکنم

دایم بیادِ قدِّ تو اے سروِ گلعذار
در باغِ دل تصورِ شمشاد میکنم

عاشق دگر نماند چه تاب و توان مرا
از دستِ دوست شکوهٔ بیداد میکنم

بحرِ هزج سالم

زبس چون لاله زخمِ داغِ عشق اندر جگر دارم
فضاے گلشن و لیش بدامن از نظر دارم

گلِ داغ است اندر گلشنِ او هر نفس تازه
زبس بستانِ دل را عند و شبها گریه تر دارم

چه می پرسی که حالم چون بود در هجرِ آن گلرو
دلِ پرخون و رنگے زرد و آه پُر شرر دارم

با آبِ دیده خطِّ آب خاک از لوحِ دل شستم
که من در عالمِ تجرید سرمشقِ دگر دارم

گہے احوالِ جانان را ز بادِ صبحدم پرسم
گہے از شوقِ دل صد شکوه از مرغِ سحر دارم

دریغا وقتِ مردن ناهم ببالینم نے آید
نمیدانم نمیداند که من عزمِ سفر دارم

زبس عاشق غم و رنجِ جهان بنموده دل تنگم
چو عنقا خویش را پوشیده از چشمِ بشر دارم

بحرِ مضارع اخرب مکفوف مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

بر چهره زلفِ دلدار دیدم ندیده بودم
خورشید در شبِ تار دیدم ندیده بودم

جز آہوے دو چشمش از بہرِ صیدِ دلہا
آہوئے مست خونخوار دیدم ندیده بودم

غیر از خطِ چو عنبر بر خدِّ لاله رنگش
عنبر فراز گلنار دیدم ندیده بودم

بیمار جز دو چشمش کز شده بدست خنجر
خنجر بدستِ بیمار دیدم ندیده بودم

دل در شکنجِ زلفش بگفت با دو صد غم
خود را چنین گرفتار دیدم ندیده بودم

عاشق بغیر آن ترک کز غمزه کشت ما را

ترکِ چنین جفاکار دیدم ندیده بودم

ردیف نون بحر ہزج سالم

ربود آخر بہ شوخی آن مہِ گلگون عذارِ من
دل و دین و توان و صبر و آرام و قرارِ من

من آن صیدم کہ از بس لاغری صیاد اگر گیرد
نباشد رغبتے تا آنکہ بنماید شکارِ من

چرا اینجا نمایم شکوہ از جورِ رقیبان چون
مرا از بزم بیرون کرد چشمِ اشکبارِ من

شدند آخر بلائے جانِ من دردا ز بیتابی
دلِ پرپیچ و تاب و آہِ سر پیدا ر بارِ من

زخجلت جملہ را انگشتِ حیرت در دہان باشد
اگر آید دمے در مجمعِ خوبان نگارِ من

اگر این سان بود ہر لحظہ پویان در پئے دلبر
مرا از خود جدا سازد دلِ امیدوارِ من

عجب نبود کہ سوزد این تنِ مجروح را عاشق
تپش دارد مثالِ برق چون دل در کنارِ من

بحر رمل مقبوض مکفوف

یارب این سنگدلانے کہ برد دل رمِ شان
بود آن روز کہ یک لحظہ بدام آرم شان

باخبر باش دلا دیرِ مغانست اینجا
غیرِ فیضِ ازلی نیست کسی محرمِ شان

زخمہاے کہ ز پیکان نگہ دارد دل
نمکِ آن لبِ درپاش بود مرہمِ شان

کے توان وصلِ بتان را بکف آوردن چون
نرسد دست بدان طُرّہ خم در خمِ شان

عاشق چون تو بسے کشتہ تیرِ نگہ اند
کہ ندارند بتان ہیچ بہ گیتی غمِ شان

بحر رمل مقبوض فَعِلاتُ فاعلاتن فعلات فاعلاتن

چہ خوش است آہ و نالہ بہ فراق ساز کردن
در دل بروئے جانان ز نشاط باز کردن

چہ توان نمود آخر کہ مقدّر اینچنین شد
ز من این نیاز بردن ز تو کبر و ناز کردن

نبود مرا جز این بشبِ فراق کارے
ہمہ لحظہ شمعِ دل را ز الم گداز کردن

یا باخبر شو ای دل و در زلف مشکبیز
آمد نزد و واجب آمد به شب اختر از کران

چه گذشت عاشق تو ز جهان چه گرد و آخر
بجنازه اش رسیدن ز وفا نثار کردن

ردیف واو بحر مضارع

فارغ نیم دمی ز خیال تو
عکسی بدیده نیست بغیر از جمال تو

در حسن دلربائی و انداز و دلبری
خالق نیافریده کسی را مثال تو

دام بلا ز خط تو گسترده دست حسن
بهر فریب بسته [illegible] تو

ملک وفا ز طرز نگاه تو شد خراب
نگذار ز جان غمزه [illegible]

وسته ایم سر [illegible] ز غدار تو زاهدا
آخر بسنگ آمده از قیل و قال تو

کسب کمال کرده زاید و سعی بیهوده
کآخر بعین کمال تو آمد زوال تو

عاشق ز دیار و حال خود اظهار کن بعجز
نشنید گرچه یار کنون عرض حال تو

بحر مضارع

ای سرو گلعذار من ای ماه مشکبو
خم خم شراب ده چه دهی ساغر و سبو

باز از نگاه یار شود پاره هر نفس
ای بخیه گرچه چاک دلم را کنی رفو

ای دل مکن سفارش من هم خدا برا
گر نزد یار باشدت این قدر آبرو

خنجر ز حلقم ای بت سفاک برمگیر
باشد هنوز قطرهٔ خونیم در گلو

چون رو بطاق ابروی دلدار آورم
اول کنم ز خون دل خویشتن وضو

تا راز عشق می نشود کس آشکار
مستانه میکنم به بزم تو های و هو

با خویش را بشخص تو گم کرده ایم از آن
داریم در هوای تو هر لحظه جستجو

از شر خویش تا به آید نادمی برون
گشتی گر آفتاب به روی تو روبرو

بی جلوه‌اش ز شیخ دل و یار رفت شوق
در جستجوی یار دویدیم چار سو

اشکی که ریخت دیده ز شوقش چو سیل
داغ گنه ز سینه دل کرد شست و شو

عاشق ز تشنه کامی هجران غمم بود
از دست یار شربت دیدارم آرزو

ردیف هاے هوز بحر رمل مقصور محذوف

دلبرا تا رخ چون ماه برافروخته
دل و جان من بیچاره ز غم سوخته

هر نفس زخم جگر از نمک اشک است
گرچه از سوزن مژگان تو بسی دوخته

غارت جان و دل خلق کنی زانکه مدام
لشکر از هر گوشه اندوخته

نیم بسمل ز چه بگذاشتیم در دم موت
آخر این طرز جفا را ز که آموخته

در جهان زین سخن دلکش زیبا و لطیف
عاشقا کام خرد را بسخا توخته

بحر مضارع

فصل بهار شد هلا ساقی شراب ده
جام و صراحی و گل و نقل و کباب

از هجر یار سوختم از تشنگی دلا
گر نیست آب خون جگر جای آب

ساقی حساب ده که مستی بکار نیست
برخیز و چند جام پیهم بی‌حساب ده

ای دل اگر که یار بپرسد ز حال من
من شرم میکنم تو بعجزش جواب ده

عاشق چه غم خوریم ازین بیش بجای غم
جامی ببانگ بربط و چنگ و رباب ده

بحر رمل سالم

سرمه تا از عشوه در آن چشم شهلا کرده
فتنه از غمزه گوئی تازه برپا کرده

خود ز خود شرمنده گردی گر بگویم جمله را
این همه جور و جفا کای شوخ با ما کرده

اینچنین گر نا شکست داری همه نفس حق همی دانست
در همه عالم مرا ای چشم رسوا کرده
چون توان شد نا امید از فضل تو ای فیض حق
گر ظهور رحمت خود قطره دریا کرده

نیست عاشق بس فقط شیدای عشق روی تو
همچو او در عشق صد بارا تو شیدا کرده

ردیف یائے تحتانی بحر مضارع

ای سرو ناز نوگل رعنائے کیستی
مد نگاهِ شوق تماشائے کیستی
اندر برم چو نیست ترا یک نفس قرار
آخر بگو دلا که تو جویائے کیستی
ای دیده شمع روے کرات آرزو بود
پروانه سان فدائے سراپائے کیستی
از من بغمزهٔ دل و دین را ربوده
از ناز باز در پئے یغمائے کیستی
ای جان نگاه شوخ چرا می تپی چنین
پامال فوج شوق تمنائے کیستی
یا دست پنجه باد درین روز ها دلا
اندر شکنج زلف چلیپائے کیستی
گردش همی دهی ز چه ای چرخ روز و شب
محو خیال عارض زیبائے کیستی
ای سرو از چه بر لب جوئے چنین خموش
عکس خرام قامت و بالائے کیستی

عاشق چنین که آه جگر سوز میکشی
با من بگو که واله و شیدائے کیستی

بحر ہزج سالم

مرا یاریست زیبا طلعتے شوخے سخن گوئے
نگارے زند طرازے مه شیرین سخن گوئے
به رخ چون مهر تابانے بغمزه آفتِ جانے
به لعل لب روان بخشے به قد چون سرو دلجوئے
ادیبے نکته سنجے دلفریبے رهزنِ دینے
ادا فهمے ستمگارے بتے زنار گیسوئے
جفا جو ترک طنازے سراپا ناز و اندازے
دل آزارے سخن سازے بهم پیوسته ابروئے
انیس مونس جانے بلائے دین و ایمانے
شگفائے چشم گریانے نگارے عنبرین بوئے

فنا سازد تن ہوائے بسوزد جسم سودائے	شود از شہر شہر گلشنے گہہ از چشم جیا دوست

ز عشقش عاشق حیران بود ہر لحظہ افغان
بہر جائے بہر سوئے بہر شہرے بہر کوئے

بحر منسرح

یاد آنکہ در ہوائے تو فریاد کردمے	طرز جفا و جور ترا یاد کردمے
ہر صبحدم ز شوق تمنائے بوئے تو	صد عجز و لابہ با نفس باد کردمے
یاد آن دمے کہ صحن فلک پُر صدا شدے	چون نالہ در فراق تو بنیاد کردمے
یاد آن دمے کہ با سگ کوئے تو از نیاز	اظہار عجز و شکوۂ بیداد کردمے
گاہے خیال شوق شہادت نمودمے	گاہے فغان ز دست تو جلاد کردمے
اے خوش دمے کہ بے رخ آن ماہ مہوش	از دود آہ صد فلک ایجاد کردمے
دردا کہ رفت عشق تو از سینہ ام برون	کین خانہ را بعشق تو آباد کردمے
چون ناوک فراق تو در سینہ مے نشست	خود را بیاد سوزش آن شاد کردمے

عاشق اگر نہ عشق بتان داشتم بدل
خود از بند عقل کے آزاد کردمے

بحر رمل سالم

چون نسیم از کوئے آن سیمین بدن آید ہمی	تازہ جانی در تن ہجران من آید ہمی
چون خورم خون جگر در ہجران شیرین ادا	یادم از ان رنجہائے کوہکن آید ہمی
شمع را شرمندہ سازد بزم را خوشبو کند	آن نفس کان ماہ رو در انجمن آید ہمی
شور محشر گردد از ظلم تو در گیتی عیان	دست فریادم برون چون از کفن آید ہمی

عاشق این طرز نواسنجی ز تو آموختم
ورنہ کے این نغمہ از مرغ چمن آید ہمی

بحر رمل مثمن مشکول [illegible]

شب هجر آمده است [illegible] افتان جست	[illegible]
از [illegible] جگر لب امروز	یک نفس [illegible]
خواهم [illegible] غم عشق نهان	صد شود گر [illegible]
خواهم از [illegible] غبار گفت	[illegible] گرفتار [illegible]

دارد امید که بر روضات آید عاشق
گر کنی از کرم ای شاه شهیدان مددی

بحر رمل مسدس

[illegible] بر دل زاهد زدی	آتش اندر جان [illegible] زدی
یاد آن روزی که از ناز و ادا	[illegible] بر چشم گهربار هم زدی
بلبلانه نالهٔ جان سوز عشق	شعله اندر چشم [illegible] زدی
زان گره کانداختی در چین زلف	صد گره است شوخ در کار هم زدی

عاشقا منصور سان در کوی عشق
عاقبت دیدی که بر دار هم زدی

بحر رمل مقبوض مکفوف

باز در سینه نه بینم ز دل خود اثری	چه شود گر دهی ای یار مرا از خبری
برده از یک نگه از من خرد و صبر و قرار	دلبری ماه رخی عشوه گری سیمبری
ترک طناز تبه شوخ کمان ابروئی	آفت جان و دل غیرت و رشک قمری
بچه پروا زکنم خانه صیاد خراب	که نمانده است مرا هیچ نه بالی نه پری
خواب در چشم من از دست تو ناید یکدم	گر ازین ناله ما شب هجران سحری
چه شود گر دل خستهٔ ما شاد کنی	گه گهی ای مه گلچهره به لطفی نظری

عاشق خسته نباشد که به تقدیر دو شش
او فتاده به صد افغان بسر رهگذر کسے

بحر ایضا

بی خبر زین همه اسرار جهان نیست کسے
گرچه در محفل رندان نگران نیست کسے

همه ذرات جهان عکس وجود ازل اند
پس چه گوئی که درین عرصه عیان نیست کسے

بجز از من که دل و دین بهوایش دادم
واقف از رمز سر زلف بتان نیست کسے

همه از پرتو ذات تو چو پیدا شده اند
بجز از شخص تو در کون و مکان نیست کسے

گرچه در منظر جان هم همه عکس رخ تست
لیک در خانهٔ دل جز تو نهان نیست کسے

بجز از سهم رخ طناز ز چین گیسو
آفت دین و دل و تاب و توان نیست کسے

قصهٔ عشق چسان شرح نماید عاشق
که به تشریح و بیان قابل آن نیست کسے

بحر هزج سالم

بهار و سبزه و گل بے تو ای گلرو خرابستی
دل اندر آتش هجران تو دایم کبابستی

چو دیدم سایهٔ گیسوے او بر عارضش گفتم
که بر خورشید رخشان از چه رو مشکین نقابستی

مرا معلوم شد از گردش چشم سیاه او
که این دور فلک از چه دایم انقلابستی

خیالے داشتم با خود که اندر سینه دارم دل
کنون چون نیک دیدم یک قطره خون نابستی

چه باک ار داغ عصیان من ای دل بیکران باشد
چو میدانم که فیض و رحمت حق بے حسابستی

روان دارم ز بحر دیده دریائے به هجر او
که این نیلی فلک بر سر سر موجش حبابستی

ازان خواهم که بینم ماه نو را از سر رغبت
که چنگ شافع روز جزا را چون رکابستی

ز روئے حضرتش شد جلوه گر روز ازل تابے
کنون بینم که بر این چرخ گردون آفتابستی

اگر خواهی که دانی چیست عصیان و ثواب ای دل
خلاف او گنه باشد و لائے او ثوابستی

همه‌سان مجمر و هم زانفس خویش را ایمن گشته
چرا زیبی عرش و فرش و لوح و کرسی فیضیابستی
ز زرگر صیت بیشم سیم گو بیم گفتم ندا آمد بلی شد
که اندر دفتر ایجاد فرد انتخابستی
مدام اصحاب پاکش را ثنا از جان و دل گوییم
که فردوس برین را شیعه ایشان جابجابستی

اگر رضوان دهد در خلد جا بر فرق خود شاید
چرا اندر پی عاشق خاک کوی بوترابستی

ولادت گهر عزوشان مبارک باد
فروغ شمع وجود بجهان مبارک باد
زهی نشاط زهی خرمی زهی عشرت
سرور و فرحت اهل جهان مبارک باد
ازان رنگی که گردش برین چمن افتاد
فغان و ولوله بلبلان مبارکباد
بسی بهار که غنچه آن نشاط و خندید
که تا رسید بزبان شد فغان مبارکباد
باین نشاط که باز آمد عشرت رفته
بدین نوید که شد تا به جهان مبارکباد
عجب مدار که تصعید بر آسمان زهره
که نغمه شد لب عرشیان مبارکباد

بسوی عاشق دلخسته کن نگاه نظری
که کرده ورد زبان هر زمان مبارکباد

حالات بارش کوه آبو

زمین آب و فلک آب و جهان آب
دل و جان و تن و چشم و زبان آب
تو گویی مشتق از آب است آبو
که هر جا بنگری بینی روان آب
ازین تاثیر آب آنجا بود عالم
چکد هنگام گفتار از بیان آب
حرارت گشته است اینگونه معدوم
که گشته آفتاب از شرم آن آب
زبیشش کبک‌ها از هر بن مو
روان باشد همی فواره سان آب
زنمناکی خاک این کهستان
عجب نبود که گردد استخوان آب
اگر کس فی المثل آتش فشرده
فرو ریزد ز اخگر هر زمان آب

ز بس بارد ہمی باران پیاپے
تو گوئی گشتہ صحن آسمان آب
روان از ہر کران واہم بود سیل
چو باد از ہر طرف باشد دوان آب
فلک چون خامہ گیرم بہر تحریر
بیا ہم ریزد از کلک و بنان آب
چو چشم عاشق اندر ہجر ہمدم
چکد از دیدہ بالی خایران آب

مادہ ہائے تاریخ مصنفۂ عاشق

قطعۂ تاریخ وفات مرزا آغا جان صاحب خسر عاشق

لہٗ

بحر زخار خلق و لطف و کرم
حضرت قبلۂ واجب التعظیم
باوقار و سخنور و باعلم
بود دانشور و عقیل و فہیم
مرزائے لطیف آغا جان
چون بدار الفنا بملک قدیم
رفت و اسباب رحلت خود بست
یافت از فضل ایزدی کریم
چونکہ رضوانش ہمعنانی کرد
ساخت جایش بجایگاہ نعیم
خواستم چون زغیب سالِ وفات
گفت ہاتف کہ آہ رنجِ عظیم
سنہ ۹۴ ہجری

ایضاً لہٗ

از محرم سابع و یوم الاحد یکشنبہ
مرد آغا جان شریف و نیک رائے
شصت سال از زندگانی کام یافت
شد بسوئے جائے اصلی رہگرائے
از خرد جستیم چون سالِ وفات
گفت ہاتف مرد آغا اسیر دائے
سنہ ۹۵ ہجری

قطعۂ تاریخ

۲۷ شعبان سنہ ۱۲۹۵ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۸ع زوجہ عاشق بمقام شہر از صدمہ برق بنماز ظہر فوت شد و بدرگاہ خواجہ عبد الشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ دفن نمودہ شد

آن عفیفہ کہ جان بصاعقہ داد
یافت آرامگاہ علیین

بود در قناعت یگانہ کہ رفت جنانش پاکش بسوئے خلد برین
سال رحلت چو خواستم ز سروش گفت جایش بود بہشت برین

مادۂ تاریخ وفات حسرت آیات دختر عاشق بمقام شہر سہرسہ کہ از صدمۂ شکستن سقف بتاریخ ہفتم رمضان [illegible] ہجری مطابق نوزدہم مئی [illegible]ع وفات یافت

قطعہ

اے دختر من بر سر تو سقف بیفتاد کشتی تو شہید این ہمہ آثار نجات است
پرسید چو از عاشق دل [illegible] سنجیدہ جگرم بود ہمین سال وفات است

ابیات بطور مرثیہ

نیلی بسر نمودہ چرا جملہ آسمان دارد مگر عزاے شہنشاہ انس و جان
بارد چنین سحاب چرا ہر زمان سرشک گریہ یقین بماتم عباس نوجوان
با گبر بت پرست و یہودی کسے نکرد ظلمے کہ با حسین نمودند کوفیان
واللہ ہزار و نہصد و پنجاہ زخم داشت آن تن کہ در جہان بدی از پنجتن نشان
از ناقہ خویش را بزمین زد بہ اضطراب زینب چو دید نعش برادر بخون تپان
گفت اے بکربریدہ کجا این روا بود نعش تو پایمال و منم زندہ در جہان
عمامۂ نبی بسرت بود آن چہ شد انگشت تو برید ز ظلم از چہ ساربان
جز جاے زخم بر بدن اطہر تو نیست ہر جا کہ بنگرم ہمہ تیر است یا سنان
خیز اے حسین و یک نظر از لطف کن ببین ہستم چنان اسیر و گرفتار شامیان
طفلت سکینہ بے پدر و نوحہ گر ببین گر سیلی ستم شدہ نیلی رخش چنان
نعش تو چون گذارم و تنہا روم بہ شام یارب کجاست مرگ دہد بیکفن امان
زینب بہ نوحہ بود کہ آواز خستہ آمد برون ز نیلی شہنشاہ انس و جان

کاے بنت مرتضیٰ بجز از صبر چارہ نیست
داد ترا خداے ستاند ز دشمنان

عاشق خموش باش مکن نالہ بیش ازین
کین رنج را کران نبود هیچ در جهان

دیگر ابیات بطور ایضاً

نواے فکر طبعم باز غم اندر نوا دارد
اگر در سر ہواے ذکر دشت نینوا دارد
یعنی کربلا

سرشک غم ز حسرت خامہ ام بار د چرا ہردم
یقین باد از مصیبت ہاے آل مصطفیٰ دارد

نشان از ظلم کوفی داد از بیداد شامی ہا
ہنوز این نوحہ را ختم نسل ہر کربلا دارد

سرے کان زیب دوش مصطفیٰ بد از چہ رو خرش
چہل منزل ببرد از نیزۂ اہل جفا دارد

نمی دانم چرا بر آتشے گر آسمان زاید
قضا آنرا برائے انبیا و اولیا دارد

قطعہ

گہے حلقوم اکبر را بزیر تیغ آرد
گہے دست از تن عباس شیر افگن جدا دارد

گہے آل نبی را در غل و زنجیر مے آرد
طوق
گہے بنت علی را سر برہنہ بے ردا دارد

گہے سازد شہید خنجر بیداد قاسم را
گہے سجاد را بیمار و محتاج دوا دارد
حضرت زین العابدین

حسن را گاہ سم قاتل اندر کام جان ریزد
وزان روح نبی را مبتلاے صد بلا دارد

حسین تشنہ لب در کربلا میگفت بایاران
چرا آخر یزید این ظلم را با ما روا دارد

چرا خواہد نماید اہل بیتم را اسیر آخر
اگر قتل مرا شمر لعین بس مدعا دارد

دعا کن تا بمحشر از محبان علی باشی
ترا تاثیر اے عاشق اگر رمز دعا دارد

رباعیات بحر ہزج مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

رباعی

عالم ہمگی بود چو نقشے بر آب
ہان حاصل عمر و زندگانی دریاب

خواہی شوی ار ز سیر گیتی آگہ   از پیر مغان بپرس و از بادۂ ناب

رباعی بحر ہزج

بے غم نشد آنکہ غمگسارے نگرفت   بے یار بماند آنکہ یارے نگرفت
از گردش روزگار ایمن ننشست   آنکس کہ سر زلف نگارے نگرفت

رباعی بحر ایضا

عالم ہمہ مظہر وجود اند و صفات   ہم ذات صفات خود بود مظہر ذات
باشد چو فنا بہ ذات خود عین بقا   پس راہ فنا جو کہ بود عین حیات

رباعی بحر ایضا

طرفِ چمن و بہار با بادہ خوش است   وصل بت گلعذار با بادہ خوش است
گر موسم پیری است وگر عہد شباب   بگذشتن روزگار با بادہ خوش است

بحر ہزج رباعی بحر ایضا

بے سوزشِ عشق زندگانی ہمہ ہیچ   عیش و طرب و عمر و جوانی ہمہ ہیچ
بے وصلِ نگار و طرفِ گلزار و بہار   واللہ کہ عمر جاودانی ہمہ ہیچ

بحر ایضا رباعی

از مکر و فریب و زہد و مستی خوشتر   وز شرک و نفاق خود پرستی خوشتر
از دانش و فہم و علم بے رسم و عمل   آگہ نہ شدن ز رمز ہستی خوشتر

رباعی

تا چند بہ عشق مے توان بود صبور   یک لحظہ چو دل گرد داز فکر تو دور
در ہجر اگرچہ عین وصل ست مرا   لیکن چہ کنم چو خود ز خویشم مہجور

رباعی

عصیانِ مرا بودے از حد و شمار   مخفی نہ شدے عیان ز لطف غفار

این پرده دری جسته بود اے زاهد   خوانی چو خدائے را بقرآن ستار

رباعی بحر سریع - فاعلاتن مفاعلن فعلات

۹
او خاکیان نگار رعنا وکش   برد از من قرار و طاقت و هوش
ای افسوس
دل بنالد زغم که هان فریاد   عقل فریاد میکند خاموش

رباعی

۱۰
خوش دل چه شوی ز دولت مسکن خویش   آگه چو نئی ز آمد و رفتن خویش
از سر وجود کئے خبردار شوی   گم گشته ز حیرتی چو اندر تن خویش

رباعی

۱۱
سرخوش ز مے عشق تماشائے بتان باش   در صحبت این چرخ جفاجو با امان باش
در دیر مغان باش غلام از غم دوران   بیخود ز خود و واقف اسرار جهان باش

رباعی

۱۲
چون عیب کسان بود ترا طرز معاش   باید که کنی عیوب خود را خود فاش
خواهی شوی ار ز نیک و از بد آگه   پس آئینه وجود خود می باش

رباعی

۱۳
عاری ز غم گردش ایام و جهان باش   با کیف بدر صومعه پیر مغان باش
خالی و فارغ   مقیم
عاقل نشود شیفته دهر دنی زاد   عنقا صفت از دیده این خلق نهان باش

رباعی

۱۴
از قید زمانه گشت آزاد دلم   تا دیده بروئے دوست بکشاد دلم
اندر غم او اگرچه ویران گردید   ویرانه چو گشت آباد دلم

رباعی

۱۵
چون روئے ترا بدیدم از دست شدم   دیوانه شدم نیست شدم مست شدم

دیوانه و مست و نیست گر گشتم لیک
در مذهب عشق تا ابد هست شدم

رباعی

عشق است اگر خمیرهٔ آب و گلم
کاعلانه شود بشیر آن شاد دلم
جان و دل و دین اگرچه کردم عرضش
هم باز زکم متاعی خود خجلم

تمت بالخیر

تقریظ دیوان ہائے اسرار عاشق و افکار عاشق اردو و ترانۂ عشق فارسی از فکر آسمان جاه نادر عدیم المثال شاعر باکمال جناب مولوی عبد الحلیم صاحب دهیدی کاشانی المتخلص به عاصم ساکن حال کلکته

تقریظ

کردم نگاه شوق چو بر دفتر وجود
عشقست جسم و جان جهان عشق تار و پود

بلے مدتیست که مشت غبار من از هوائے عشق برباد هست - یعنی تو گوئی من با عشق و عشق با من مادرزاد هست فلهذا بحکم العشق شعبة من الجنون از شام ازل تا صبح محشر به وادی عشق مجنون وار مشغول شبگیرم - همانا گمانم اینست که در حیات از دولت عشق شاه و بعد از ممات بسرمایه الفت سیرم - روزے در فکر آن بودم که سرانجام عشق چیست - و در حقیقت سزاوار عاشقی کیست - نگه بر آسمان افتاد در قبے دیدم کبود که گاه از ابر خاکسترے میشود و گاہے از صفا چون صفحهٔ دریائے نیل چشم بر فلک کشودم - طبقے دیدم پر جواهر که گاه از کواکب پر گوهر است و گاہے از تیرگی چون پیکر پیل - اگر صبح است داغ دل او چون مهر از شرق تا غرب تابان هست - و اگر شب هست زخمهائے سینه اش چون ثوابت و سیار گہے به جنوب و گہے به شمال نمایان ست

بہر سو نگاہے کردم ہمچون ہوش مجنون یافتم پریدہ ۔ و از کثرت سرگردانی عشق
دامن از جمعیت برچیدہ ۔ بر زمین تا نگہے کردم بساطے یافتم ماتمی کہ قطرات اشک
از شبنم بروئے آن ریختہ است ۔ داغ خون از گل و لالہ بر دامنش ۔ و دود آہ چون
سرو ز ہر گوشہ اش انگیختہ ۔ خلاصہ از زمین تا آسمان ہر کجا نظارہ کردم ہمہ عشق
دیدم و الفت ۔ و چار سوئے عالم ہر سمتے کہ رو آوردم تمام الفت یافتم و محبت ۔
گفتم کہ درین عشق آباد چہ کارے باید کرد کہ دل خوش بشود ۔ و چہ شغلے پیش باید گرفت
کہ رنج از تن ببرد ۔ رفیقی گفت کہ اسرار عاشق را بجوے و قصہ از افکار عاشق
بگوی گفتم اسرار عاشق نگر ترانہ ایست بر زبان ہا افتادہ ۔ و افکار عاشق گر نغمہ ایست اگر
لب بہ سر محفل کشادہ کہ آن را بجویم و بخرم و تا این ببینم و حظے ببرم ۔ گفت خیر سر
دیوان فصاحت عنوان ملکِ فصاحت ہست و نتیجۂ فکر ملکِ آسمانِ بلاغت ۔ افکار
عاشق و ترانۂ عشقیست کہ عود ہندی را دران با سوزِ فارسی پروردہ اند ۔ و نغمہ ایست
کہ دران شیرین لبان ایران را با سبز خطان نمکین ادائے ہندوستان یکجا کردہ ۔
و جامع این مجموعہ مولوی منشی **محمد اقبال حسین** صاحب دہلویست کہ معتمدِ ریاست
بیکانیر است و پشت وکالت آن ریاست از انفاس او قویست ۔ آفتاب داغ یعنی
دیوان اردوئے داغ دہلوی را از ابتدا تا انتہا قافیہ بقافیہ جوابے گفتہ است
و الحق اگر داغ از انصاف نگذرد خواہد گفت کہ دُر سفتہ ہست ۔ در تعریف این صحیفۂ کاملہ
بیشتر ازین نمی توانم گفت کہ اگر داغ داغے بر دل معنی گذاشتہ بود مرہم فکر عاشق آن را
پاک بہ نہفت کہ ہر بیتے از دیوانش لب معشوقیست ازین ترانہ لبریز ۔ انگیختے بردل ازو
گذرد ہر کہ ببینم ۔ ہر مصرعش زبان عاشقیست ازین نغمہ نمک ریز ۔ من قاش
فروشے دل صد پارہ خویشم ۔ سپاس رفیق گذاردم و افکار عاشق را دست دل سپاردم
۔ ترانۂ عشق بر زبانست و شوق محبت شعلہ فشان حالا مشغول آنم کہ فارغ از ہمہ جہان

بر رفیقان سلام باید گفت — دل گفت کہ تاریخ ختم این ہردو کتاب را بنویس گفتم
بسم اللہ بگیر

عاشق کہ تقریظ ہائے گہربار رقم کرد
رنگینی الفاظش بہ نگہ چون گل و سمبر است
عاصم ز سر ہوش پئے سال نوشتم

ہر مصرعش از مرتبۂ تحقیق طراز است
شیرینی معنیش بہ بین آب زلال است
گر معجزہ نبود کہ عجب سحر حلال است
سنہ ۱۳۱۳ ہجری مقدسہ

تقریظ من نتائج فکر شاعر نبیل فاضل جلیل جناب حکیم محمد حسین صاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفتہ متخلص دہلوی

یارب سبزہ را بہ شادابی — سرو را بہ موزونی — گلہا را بہ رنگ و بو — نرگس را بہ شوخ چشمی بنفشہ را بہ سرفگندگی — مرغان را بنواسنجی — فوارہ را بہ سرکشی — آب را بہ روانی نسیم را بہ خنکی — مہر را بہ درخشانی — ماہ را بنور افشانی — عاشقان را بنالش و تذلل — معشوقان را بناز و تغافل — ہندیان را بہ رسیدگی — فارسیان را بہ نمکینی — افغانیان را بخونخواری — ترکان را بہ یغمائی — عرب را بشرمگینی — فرنگ را بشوخی — لکھنو را بکلاہ جوئی — دہلی را بہ دلربائی — روز وصل را بکوتاہی — شب مفارقت را بہ درازی — نثر را بہ نمکینی نظم را بہ شیرینی — شعرا را بہ نغز گفتاری — زہاد را بہ ستودہ کرداری — مضطر لاابالی خرام را بہ مستانہ نوائی — بیخود عنان گسستہ را بہ شوریدہ خیالی — علوی زیبا مشرب را بہ سبحہ گردانی — حسن ملال افسردہ را بپارسائی (توان ستود) اما نبات ریزۂ کلامے کہ از شکرستان خیال طوطی شکر خائے نکتہ دانی نورس حدیقہ معانی گلبن ترانہ زیری بلبل شیراز قدسی شکر مقالی نواسنجی ہمراز — بداوری گاہِ فصاحت و بلاغت مدعی صادق مولانا محمد اقبال حسین عاشق ریزد — و طیب زعفران زار الفاظیکہ از مزرعۂ فکرت این نافہ کشائی نفحاتِ سخن بہ نگہ کدۂ لطافت مضامین و نزاکت معانی ہمرنگ نسرین و ہمبوئے یاسمن خیزد چون

ستایش توان کرد زہے سلاست زبانے کہ بروانی گنگ چمن نازد زہے شوخی طبیعتے کہ سیہ چردگان خیالات ہندی را ہم پہلوے نادرہ پیکران نظم پارسی گرداند خوشا انشا و سلیقہ عین انشا ۔ تودہ ہاے جواہر گران بہاے کلامست نہ سود پاشودگی صیغہ ہاے ملاہم ورنہ در معرض مدح طلاقت و رشاقت این پاکیزہ نظم الفاظ گفتنی حسن ہیچکارہ کو سواد اگر بیاد سرائی سرے و در ہرزہ درائی سر و شانے داشتی و در ہدایت کارے بہ عجز تحریر تقریظ در آمدے و بہ دیوانگی تقریظ سرشتہ گشتے این فضول کہ بکار رفت جز غباوت طبع مخدوم غرضے دیگر در میان ندارد ۔ سخن آخرین متعلق این مجموعہ نمائی کار نگار خیالی را بر تماشائیان نظر باز مبارک و میمون گرداند و این ترانہ عاشق را بمسامع شنوایان آگندہ گوش بصد حسن قبول رساند بمنہ و کرمہ فقط

تقریظ از نتائج فکر فاضل جلیل کامل نبیل ناثر بے عدیل ناظم بے تمثیل جناب مولوی ظہیر حسن صاحب سخا کہ برعایت خاص رسا تخلص می کنند ۔

مسطورہ مہملہ محررہ گمراہ عرصۂ علم و کمال رسا کہ کلمۂ اسم اول او حاصل آسیا ظہیر ۱۲ چہار و کلمۂ دوم اسم والد او دل حسن علی ۱۲ مولا اسد اللہ آمدہ ۔

دہر زمانہ ۱۲ بگل دل آمدہ سپردہ دامن ۱۲ کلالہ را
در دور آر کاسۂ راح پیالہ شراب دو سالہ را

گل کلاہ عروس کلام حمد ملک العلام کہ او را اگ رسا و حواس عطا کردہ و عطر طرۂ حور اسلام مدح رسول علیہ السلام کہ راہ وصال حور و وصول ارم وا کردہ گشادہ او حمید دادر و ماد مدح بعد و رحمان اولا کہ محرر عطر مدعا در حلۂ بہر سامع مالد و ہم دگر خیال سگالد فہم دور مہربان ۱۲ والا گوہر سحر گردہ اہل کمال سرآمد ملوک کلام حال سلالۂ دودۂ آدم حرا داماد عروس سحر الا عطار دسار سطور مرام مو تبار طور کلام او حد عصر اکمل دہر

که اسم والا وسم معلی را در سه کلمه مصرح آورده اسم اول اعلی کار دوم ولد دوم
اسد کردگار سوم والهه دلدار ادام الله سعده و کرمه کراسه سطر دار گرد آورده والله داد
کلام داده و دریا داد گوهر آکاده همه مرصع و همه معطر همه مسرور و همه عطر هر سلسله
کاکل حور الا آرم والا مهر داد دل آرا لالا سهم سعد و اسما سطر سطر هر سلسله لاالی لولو
کلمه طره حور الالمعه طور دائره دائره ماه لامع لا الا مهر ساطع حاصل کلام لامع گرد که هر
اسعد مسم و همکار گرد آورد را معلوم داور کردگار اسم محمد کار دو در سما مددگار گرد از را

تقریظ دیگر از جناب ممدوح بالا

یزدان دانا فراز و پست آرا اخردان راز گشا آسمانان پیکر نمانستان دابر دانستان
پیوند نشیمین نام را بفرازین پایه هستی بند سه گانه پور آفرین همه دان همه بین کیهین بودش
در پایش از خردی توانش بیرون و چیستیش را باز کشا و از فرنودی دانش آفرودن
هر وز بالش همه ارزند گوهر گوهر نه تا و نه کسی او را انباز نه همسر بایسته بود جاویدان سراسر
آشکار همه پنهان را سپاس و درود به شت وخشوران وخشور فرجیشوران فرجیشور نخستین
گوهر بین و اور سراسر خوبی و کران تا کران پهی هستی را گرانی پرایه شایسته بودان را
شایستگی سرمایه محمد مصطفی برین آفرین و یزدانی آباد بر تخمهٔ پاکزاد و یاران راست نهادش باد
— درین فرخ روزهای فرخنگی اندوز والا گوهری فرازیده فرهنگ را چار بالش آرا
رازها را پرده کشا گرامی زاب بازه و فرتاب ساحری افسونها را روان موسوی فرجود را
همه دان سرآمد سخنوران روزگار ستوده گفتار هوشنگ دانش کوش جاماسپ پایه سامان
نمایه فرزانگی آراسته فرهی پیراسته بیجار محمد اقبال حسین یاکار ریاست بیکانیر عاشق
دماغ که جاویدان سپهر و اخترش بکام و ارغوانی باده بفروغانی جامش همواره باد و مهر دانش
نوازشش سخن افسون بنازش بیجار سوی گیتی تابش پارد لاویز جامها را به برلبست تازه
بدیوانی نگاشت و پایه پیوسته از نشیب پراگندگی بفراز یکجائی برافراست شگرف

بر دو سرو دار را سرمهٔ چشم بینش و سترگ گفته ها را دیهیم تارک آفرینش گرداند چامه اش همه رنگ بست جادو جانی و چکامه اش چون پیام آسمانی چمنے برآراسته که ارم داغ رشکش بر دل دارد نثرے از سے پرداخته که مینو در برش گلهای نایابش نماید شیوه بیانی که چون یوسف خامه از چاه آمد نگارش چامه بر او رنگ نامه نشست آرش آمده و تازه زلیخایش کمر بست ده ده نامه ساخت خرد پسند به دستنوی پرداخت فرجد پیوند خوبان آن شهر را پیکر کشی کرد و مهوشان بر سر و دستار عیسی دمی بخردان چشم روشنی جاودانی بخشید و دانش پژوهان را گنجہائے شایگانی هر چند من هیچ‌دان بسته زبان را چه یارا که سخنی در ستایش گستری آن نامه و چامه آرا سرایم و باین نادانی خود را در گروه دانایان وانمایم پس خواستم که برای دور کردن چشم چیزے باین فروغانی نامه بسپارم و نبشته و نگاشته خود را سپند خوبی چهره و دوشیزش دانم یزدان همه توانا این همه ارتنگ و نازش را از چشم زخم روزگار جاوید آن نگاهدارد

وحی ۱۲ قصاید ۱۲ غیرت بهشت نادر ۱۲ دوات ۱۲ ساخته ۱۲ ناقص بیش مرقع مانی ۱۲ نظر بد عین ۱۲

تمت بالخیر

تقریظ جناب فاضل نبیل و شاعر بے عدیل حضرت مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب ہیڈ ڈاکٹر شفاخانہ اجمیر شریف شاگرد رشید حضرت غالب المتخلص بہ طالب ۔

بسم اللہ الرحمان خلق الانسان علمہ البیان سبحان اللہ کیا شان لیس کمثلہ شئے کا نشان ہے کہ منزہ لا تدرکہ الابصار احاطۂ دریافت اور دائرۂ شناخت سے برتر ہے اور افکار ذوی العقول کا معقول تصور حقیقت سے سراسر مہجور اور کنہ ذات اور کشف تجلیات شیونات اور فتوحات میں کمتر ہم کیا اور ہمارے فکر کیا ۔ جب حضرت لولاک لا احصی ثناءً علیک فرمائیں مگر الا ما علمتنا کو یاد دلائیں ۔ تو نے مائدۂ کرم بنجوائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف بچھایا فخلقت الخلق کو مدعو بنایا ۔ تیرا خوان اور تیرے مہمان ۔ جو کھلایا وہی کھایا ۔ اور جو دیا وہی لٹایا تو نے معنی کو صورت صورت کو آئینہ آئینہ کو تجلی تجلی سے اپنے شیفتوں کو متجلی

فرمایا اور اللہ نور السموات والارض کہکر ستر ہٹایا تو ہر ذرہ کو صفت خاص اور اپنی صفت کو اسم اسم کی ہیئت مخصوص سے منسوب کرکے گوشوارہ اللہ لا الہ الا ہو له الاسماء الحسنی کا زیب گوش و نقطہ موہوم سے جزو لایتجزی کو جو مراد آمیزش نقاط سے ہے ہم آغوش کیا پھر نقطہ سے حروف حروف سے کلمہ کلمہ سے کلام کلام کو ربط معانی سے معانی کو جانون کی دلفریبی عطا فرمائی ۔ اور ایسی ایک شئے کو جو لم یکن شیئا تھا اُسکو اپنی نطفہ سے مضغہ مضغہ سے گوشت گوشت سے استخوان اور اسکو مناسب اشکال بلاتبدیل کیا بقول حضرت سعدی ۔ دہد نطفہ را صورتی چون پری ۔ کہ کردست بر آب صورتگری ۔ وہ کیا عجب نقش بنا ہم علی کثیر معنی طلسمات کا بچھایا اور نفخت فیہ من روحی سے تودہ تودہ سے فضل میں لایا اگر گنجینۂ معانی بنے اپنی تپے اور اور کی شئے اس طرح سے حکمت مخفی عیان ہوئی سینہ بسینہ تک دل سے پھر جب اتحاد ہی مد نظر ہوا اسطرح اتحاد ہو ۔ زہے بزم وصال وہ بے نفس و کمال کنت نبیا و آدم بین الماء والطین صاحب لولاک لما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرستادہ بارگاہ رفعت شفیع یا المؤمنین رؤف الرحیم ہیں وہ باعزت ہین خدا کا کلام معجز نظام محمد کا منہ اور خدا کی زبان وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی جسکے ہاتھ مین یہ علم ہو بھلا کیون نہ افصح العرب والعجم ہو مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین حافظ گرچہ دوریم از بساط قرب ہمت دور نیست ہر بندۂ شاہ نامیم و ثناخوان شمائیم اے شہنشاہ بلند اختر خدارا ہمتی تا بہ بوسم ہمچو گردون خاک ایوان شما **مؤلف** بھلا پھر خیال یار مجھے ہو سوئے صحرا و کہسار مجھے ہے پھر جنون شباب کا ہو جوش مئے الفت کا ہے خمار مجھے جو حضرات بقائے نام کا شوق زندگانی جاودانی کا ذوق کسکو نہین یہ خیال کافۂ انام مین ایسا ساری اور دلون مین ایسا جاری ہے کہ اُس سے گریز نہین بے نام و نشان جینا کسیکو دلپذیر نہین بقول حضرت سعدی ہر آنکو نماند پسش یادگار درخت وجودش نیاورد بار ہے لوگ اسی توقع پر مرتے ہین جینے کا دم بھرتے ہین زمانہ کی

زنجیر و عار سمر دھرتے ہین مطلع ہی سے منقطع کا خیال ہے رنج مسکون کا یہی حال ہے اولاد ذی ہمنا عمد و صنائع کی بنا اسی افتاد پہ ہے اختراع بدلیات اسی اسناد پر ہے کہ جب قصیدہ حیات تمام ہو ہماری یادگاری اطناب انام ہو مگر جو نام حسن کلام و نظم نظام سے مرصع اور مسجع ہے اوسکی تقطیع محال ہے۔ طبع افراد بشر کی یہی مقال ہے بلکہ یہ او مستزاد ہے کہ وہ اپنے محل سخن کا عماد ہے سخندان اُسکے پیچھے ترجیع خوان ہین ہر جگہہ اُسکے کلام مسمط کے بیان ہین۔ غرض نقشیست کز ما یاد ماند۔ مگر یہ خیال او مقال ایسا معشوق طناز ہے کہ اُسکی مواصلت مین ہر پیر یا جوان تشبیب خوان کب صاحب راز و نیاز ہے اسکے چاہنے والے ہزارون جانون پر کھیل گئے خطائے منکر اور بدمزاجیان جھیل گئے اسکی تضمین کے سبب صاحب عشاق ہوئے اور اسکی تجنیس سے بدنام کنندہ نکو نامے چند کے مصداق بلہوس سمجھتے ہین کہ یہ ہمارا مقام ہے جو عروس سخن ہے رام ہے یہ محض تلمیح ہے او تقیح وہ اُنکے وصال سے دور ہے مگر ایک چوڑیل جسکا نام جہل مرکب ہے اُنکے گلی پڑی ضرور ہے ہرچند کہ ہم بھی لطیف خطاؤن مین طائف تجنیس مگر اسکی تصحیف سے خائف پر کیا کرین دنیا مین عالم خیال عجب بے مثال ہے کہ زندگی بغیر اسکے شاق ہے جسکو دیکھو اسکا مشتاق ہے یہ تنہائی کا یار ہے شب ہجران کا غمگسار ہے ناکسون مین کس ہے بے بسون مین بس ہے ہاتھ مین دامن یار ہے ویرانون مین گلزار ہے شوق بے اسکے بیکار ہے اور تمنا بے مددگار مسیحون کا کیف ہے شیوہ شاہدون کا سیف ہے کہین سوز ہے کہین ساز ہے اور کہین ناز ہے او کہین نیاز بغیر اسکے زندگی حرام اگر کوئی جیا بھی تو گمنام یہی مایہ انبساط ہے اور یہی فرش نشاط خلوت مین جلوت کا نگہبان فرحت اور انبساط کا غزلخوان متاع بہجت اور سرور ہے یہ وہ نشہ ہے کہ نااہلون سے کوسون دور ہے شیرازہ بند دیوان ہستی ہے اور نغمہ سنج پیش دستی بادہ شبانہ کی مستیان اسی سے بھاتی ہین خواب نوشین سحر کی انگڑائیان اسیکے باعث دلکو لبھاتی ہین جو سامان خواب مین نہ دیکھا ہو یہ پیدا کردے جو راز مشکل اور معما مالاینحل ہے

اسکو سویدا پاس اسکے پاس نہین کسی سے اسکو ہراس نہین زندگی کیسی ہی تلخ کیون نہو اسکے باعث خواب شیرین سے زیادہ آسان کیونکہ اسکو تکلیف کا نہ وہم نہ گمان ۔ کیا کیا اشکال عجیب اور غریب تمثیل اور تشبیہہ مین لاتا ہے اُن سے اپنی کہتا اور اُنکی سنواتا ہے بچھڑون کو ملاتا اور اُنکو راہ پر لاتا اسی سے سوجھتا ہے آواز قلقل صدائے بلبل وہ کسی کا قابو مین نہ آنا وہ اُٹھکے چلا جانا وہ ملاقات کی گھاتین وہ شوق کی باتین وہ لب ساغر کا مُنہ لگانا وہ ہچکیان لینا خود بھی رونا اورونکو رُلانا وہ روزن دیوار سے تاکنا وہ نقاب مین نگاہ شرمگین سے جھانکنا وہ ہجوم آرزو وہ شیرین لبونکی میٹھی میٹھی گفتگو وہ بیقراریان وہ بیتابیان وہ شب ہجران کی درازی وہ فراق مین جانگدازی وہ شب وصل کا جلد سحر ہونا وہ مرغ سحر کا چلانا اور شمع محفل کا جھلملانا وہ جگر کی خراش وہ غمزون کی تراش وہ حیا سے پیغام وہ مجاز مرسل سے کلام وہ رنگین استعارات وہ کنایہ اور اشارات غرضکہ جہانتک سوچو یہ سب حضرت خیال کی بدولت انسان کو حاصل ہے یہ ہر شئے کو اور ہر شئے اسکو شامل ہے دنیا مین عجب نعمت ہے بغیر اسکے زیست مستعار اکارت ایک روز بندۂ درگاہ انھین حضرت کے ہمراہ ایک وادی ناپیدا کنار جسے گذرنا دشوار ہے جسکا نام میدان کلام مشہور انام ہے جانکلا دیکھا عجب قیامت خیز گویا میدان رستخیز ہے جسکا اور ہے نہ چھور ہر فرد بشر حیران ہے عجب میدان ہے ایک جانب اتھاہ سمندر رواں ہون توبے تعداد مگر کہنے کو انیس سرور اُسکے ساتھ دوان عقل دنگ قافیہ تنگ تھا کہ یہان نہ اپنا کوئی ردیف ہے نہ حریف اولا اس میدان کا قطع کرنا محال پھر ان دریاؤن سے سالم جانا کیا مجال یہ ایسی مدید اور طویل ہین کہ انکے پار جانے سے پرند تک مقصور ہین آدمی تو ایسے بحر بسیط کی بالکل معذور ہین مگر مشارکت سے شاید منسرح ہو تنہائی مین محض رجز اور اضطراب کرنے سے کب فرح ہو یہی رمل بیابانی اور اسی بحر قریب کا پانی اور تمہاری زندگانی ۔ مجبوری چہ نواست

ہمنوایان رفتند ؛ بیگانہ نشین کہ آشنایان رفتند ؛ ایام خزان رسید و گلہا ہمہ ریخت ؛
از صحن چمن نغمہ سرایان رفتند ؛ اسی حیص بیص میں تھا کہ ایک مشاکل کی آواز ترجیع
یعنی ترنم کی کان میں آئی تازہ جان پائی سمجھا کہ یہ کوئی متدارک کامل ہیں یا میرے حال میں شامل
ہیں قدم سریع اٹھائے کہ کہیں امن ہاتھ آئے یہ میدان منقطع ہوا دریہ بحر مجتث باعث زندگی
جدید ہو متقارب روز عید ہو (حافظ) آن کیست کز روی کرم با من وفاداری کند ؛ برجای
بدکاری چو من یکدم نکوکاری کند ؛ چون من گدای بے نشان مشکل بود یاری چنان ؛
سلطان کجا عیش نہان با رند بازاری کند ؛ دلبر کہ جان فرسود ازو کام دلم نگشود ازو ؛ نومید
نتوان بود ازو باشد کہ دلداری کند ؛ غور سے جو دیکھا تو میرے حبیب لبیب ترجیع بند معانی
ترصیع جواہر نکتہ دانی تجنیس قدسی صفات توشیح مکارم اخلاق و برکات مربع نشین مسند عزت مسدس
پیرائے شش جہت تبیین کلام توضیح نظام قلب زدائے کدورت استواپرداز رجعت مخزن
علوم مہذب عموم احترام آفتاب نظام ماہتاب اعتشام روز روشن صبح گلشن صراح مضامین برہان
براہین قاموس گوہر صحاح جوہر مفتاح سخندانی نجم فیض رسانی تلویح عطا تحفہ ضیا چمنستان کرامت
نگارستان فطانت خطبہ فرحت مصدر حشرت خرمن اتحاد چشمہ فیضان وداد رستہ شعار
معارف گفتار کشاف اشارات موئد تحقیقات قانون شفا روضۃ الصفا بلبل ہزار داستان گلشن فیضان
تعویذ حب و ایمان جلوہ باغ اخوان گلدستہ بند نازک خیالی شمع محفل عدیم المثالی تقویم و
عنوان پاسداری محیط علم بحر حلم معیار حسن گفتار محک درست اشعار افصح الفصحا ابلغ البلغا
کحل الجواہر عینین منشی **محمد اقبال حسین** صاحب متخلص عاشق وکیل ریاست بیکانیر
ادام اللہ اقبالہ و حشمتہ و لازال شموس رافتہ و محبتہ اُس پار کھڑے مجھکو بلاتے ہیں کہ ادھر آ
کیوں زحافات میں ہے بچھڑنے سے آفات میں ہے میں نے عرض کیا کہ اے میرے ممدوح
میری کیا مجال اور کہاں سے لاؤں ایسے پر و بال جو شہباز کی طرح مواج بحور کو قطع کروں
اور آگے قدم لوں فرمایا اے انجان دیکھ ہمنے ان پر عبور کیسا آسان کیا ہے ایک پل بنایا ہے

اس مہ شوار گذار کو شاہراہ بنایا ہے – مینے بچشم حیرت دیکھا کہ ایک عمارت جسکو فصاحت اور بلاغت کے ستونون پر قیام ہے اُسکی اساس کو قیامت تک دوام ہے جسے اصول سہ گانہ پر تعمیر اور ہر ایک شئی اُسکی بے نظیر ہے ہشت ارکان اُسکے اوتاد ہین بڑے خوبصورتی کے اُستاد ہین گویا ایک دوسرے کا ردیف ہے پل کیا ہے باغ رضوان کا حریف ہے پھر تو شوق مین قدم یہ کہتی ہوئی اُٹھایا کہ اے خرم دل آن کے کہ صحبت تو یا یار علی الدوام وارد ہوا اور جناب ممدوح کی بندشون کو خیال مین لایا سبحان اللہ سبحان اللہ دیوان عام ہے گذرگاہ انام ہے آثار زندگانی کی نشانی ہے عاشق اور معشوق کی کہانی ہے ابر نیسان معانی ہے غنچہ کشائے طبع جہانی ہے یا اخبار حیات کی جاودانی ہے دریائے عمیق سخندانی ہے گلشن پیرائے صنائع ہے فرحت افزائے طبائع ہے ہر نکتہ موزون ہے شمشیر زبان افسون ہے نکہت گل ہے نقارہ آفرین بلبل ہے گنجینہ صلاح ہے نوائے فلاح ہے بزم افروز حسن و عشق ظلمت زدائے کفر و فسق ہے سرور دل ہے بادشاہ منزل ہے بلبل بوستان ہے نواسنج گلستان ہے سحر سنج ہے نوائے گنج ہے گلشن مہر وکین ہے چمن سخنان دلنشین ہے مایۂ امید ہے نوید جاوید ہے آرامگاہ خداوند و بندہ ہے نیرنگ ساز گریہ و خندہ ہے منزل فضائل ہے محفل خصائل ہے طوطی گفتار عندلیب خوش ہنجار حیا کی گفتگو وسیلہ معشوق سو بسو چمنستان بیان مربی اخلاق و مہربان نقش نگین ارژنگ چین عنوان محبت مضمون مروت صورت طراز دقایق واللہ کہ از ہمہ فایق آبشار نیرنگی شمع افروز خیرگی سکۂ اسرار نہانی معیار الفاظ و معانی نیرنگ خیال مضمون وصال بہار تمنائی طالب مطلوب مسرت افزائی عاشق و محبوب دُر افشان ارژنگین شاہد ناز دام صیاد و صید مرجع تحسین و امید صرّاف نقد و قلب خازن بزم وصل شاہد مہوش با طراوت جلوہ نما سحر عشاق و بتان خزینۂ گوہر و گنج راز نہان بہزاد حسن افزائی گفتار شعرا حیرت فزا نزہت انتما مصور خیال تصویر مقال کسوت خوبی جلوہ محبوبی غرض کیا کیا کہون – آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری دیوان تو دیوان داغ کا جو آئینہ ہے

مگر حق یہ ہے کہ لاجواب ہے ماہ کامل اسکے گرد و گرداں ہے ہر ایک مطلع سے خورشید عیان ہے ہر مقطع حاسدوں کا دندان شکن ہے ہر غزل غزالان صحرائی سے زیادہ پُر فتن ہے اسکو وہ جانے جسکو مذاق سخندانی ہے ورنہ گنوار کے آگے تو رام کہانی ہے — اے حفیظ بس کر آگے نہ ہوس کر اُنکا پایہ سخن تیرے فکر سے زاید ہے تجھپر الزام مرتبہ ناشناسی کا عائد ہے۔ قطعہ تاریخ اختتام تقریظ تحریر کر اور جناب ممدوح کے حق میں دعا تسطیر کر۔

قطعہ

ہر چند کہ بادہ اوج مستی بخشد
یکروزہ بود و باز پستی بخشد
روحے کہ بہ بخشدت کلام عاشق
راحیست کہ با تو روح ہستی بخشد
تو حرف دعا گو حفیظ بر حق سنہ ہجری
تا ہست خداش تندرستی بخشد
بخشد ہمہ اسباب کہ او مے خواہد
ایمان دہد فراخ دستی بخشد

قطعہ مادۂ تاریخ اُردو حضرت معظم بالا

جناب خضر کو عمر ابد جو تھی منظور
گئے تلاش میں حیوان کے چھوڑ کر انسان
ملی حیات تو انکو فقط ولے بے سود
ہوئی جو کنج خموشی میں جاکے وہ پنہان
ہمارے پاس نہ آئے کہ ہم بتا دیتے
کہ آب دیکھیں عمر ابد کا ہے یہ نشان
وہ کیا ہے یعنی کہ دیوانِ عاشقِ صادق
جبین مہر پہ حرفوں کی جسکے ہے افشان
جو دیکھیں مانی و بہزاد اُسکے لفظوں کو
مثال دیدۂ تصویر وہ بھی ہوں حیران
اگر تشبیہ گلی بھی سُنے تو پھر وہ بھی
بسان زہرہ برقص آید و شود پران
بسحر تم کہ چہ افسون دمیدہ است عاشق
ندید چشم فلک اینچنین نگارستان
ترے سحاب فصاحت سے پھر ہوا شاداب
چمن سخن کا پڑا تھا جو مثل خارستان
تمہاری جلوہ طرازی سے حضرت عاشق
زمین ہے ساری گلستان بساط ہے بستان
عجب فصیح و بلیغ آپکا کلام ہے یہ
کہ جس سے بحر خجالت میں غرق ہے سحبان

دیا ہے تجھے عروس چمن کو وہ جلوہ
کہ جسکو دیکھ پھڑک جائین پیر اور جوان
سجا ہے اسکو اگر مین لکھون عروس چمن
گل سخن کو ہے جس سے حیات جاودان
ترے کلام سے مُردون مین جان آتی ہے
تو وہ کلیم مسیحا صفت ہے سحر بیان
بجز نوشتۂ تقدیر کچھ نہین باقی
محال طبع رسا سے تری ہوا امکان
تری طراز سے احباب کو ہے ذوقِ طرب
ترے سخن سے گریزان نہین مگر شیطان
نوائے بلبل شیدا نہ کیون اسے کہیے
نسیم گلشنِ اقبال سے ہے یہ شادان
اسے تو طائرِ عرش آشیان سمجھ لیجے
مقدر آپ سے دنیا مین آگیا مہمان
کلیدِ گنجِ سخن گویمش و مے گویم
ہمائے عرش نشین عندلیب خوش الحان
بروے اہل طراز و سلوک داعیہ ہم
کشودۂ تو دراز باب ہائے باب جنان
ہمین کہ گفتم و گویم ز وصف بس نبود
نوید راحتِ جان نسخۂ ہمہ درمان
الا کہ باز معانی ہمی پرد در شوق
کہ تا شکار کند ہر کہ راست روح و روان
چکد ز کلک نگار تو حرف چون طاؤس
شود بکاغذ دیوان چو دلبر رقصان
الٰہی تا کہ زمین و زمانست مہر و نجوم
الٰہی تا کہ روانست جوئے کاہکشان
ہمیشہ رایتِ اقبال باد بر اوجش
ہمیشہ بخت سعین باد دولت و سامان

خموش طالب خستہ کہ از تو کے آید
ثنائے فکر رسا آمد آمد اہل زبان
سنہ ۱۳ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر آسمان پیمائے نظیری نظیر فاضل نبیل شاعر جلیل جناب سید محمد اقبال حسین صاحب المتخلص بہ بسمل خیرآبادی وکیل و معتمد ریاست ٹونک متعین ریذیڈنسی راجپوتانہ مقام کوہ آبو

جو سُنایا بخت نے سُنتا رہا
جو دکھایا چرخ نے دیکھا کیا

عاشق مآل اندیش کی بے سروپا باتین سنین ۔ معشوق جفاکیش کی برملا صلواتین سنین

ہجر یار کی راتین دیکھین حسن و عشق کی وارداتین دیکھین ۔ اب خدا نہ سنوائے حضرت عاشق کا دیوان ۔ عشق خانمان سوز ننگ و نام دشمن کی داستان ۔ اب اللہ نہ دکھائے معشوق پردہ نشین کا جلوہ حسرت و ارمان کا ناحق و ناواجب بلوہ ۔ سنا جو سنا اور دیکھا جو دیکھا ۔ ہائے وہ بھرے پُرے زخم دل جو ہر دوائی کی ایک نہین سنتے تھے ۔ ہمارے مخدوم جان نواز مکرم بے انباز ۔ طریق مہر و وفا مین صادق منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق کی متواتر نمک افشانی سخن کے ہاتھون از سر نو ہرے ہو کر پسنے لگے ہین ۔ اور ہمارے وہ ارمان مضمحل جو نا امیدی کی بدولت اپنے حصول مطالب کی جان کو رو بیٹھے تھے ایک معشوق عاشق نواز کی پیہم نظارہ بازیون سے خبردار ہو کر خندہ و ندان نمائے ناکامی پر دانت پیسنے لگے ہین ۔ کیون نہو ۔

دکھایا جب خدا نے مال پھر جی کیون نہ للچائے
پرائے دل پہ کسکا زور کوئی کیون نہ للچائے

مگر کیا ہوتا ہے ۔ اپنی اپنی قسمت ۔ اپنا اپنا بھاگ ۔ اپنی اپنی کنگری اپنا اپنا راگ ۔ دولت سخن وہ دولت نہین جو کسی کے بانٹے آئے ۔ اس گلشن ہمیشہ بہار مین کسی نے پھول چنے کسی کے پلّے کانٹے آئے ۔ کہان بلبل و گل کے دلی لگاؤ ۔ کہان گلچین و باغبان کے مغائرانہ برتاؤ ۔ کہان عاشق و معشوق کی بیچابیان ۔ کہان غیر آرزو مندون کی بے تابیان ۔ کہان سرو و صنوبر کی ہمسری ۔ کہان بیچاری غیر جنس قمری ۔ کہان نرگس لالہ کی نگاہ بازیان ۔ کہان سبزۂ ناآشنا بیگانہ روش کی دراندازیان ۔ کہان نسرین کا ہنسنا ۔ کہان شبنم گریان کا ترسنا ۔ کہان شاخون کا میل ۔ کہان پامال سرنگون بیل ۔ کہان گنجان درختون کا باہم شورا ۔ کہان زہر نصیب دھتورا ۔ کہان چشمون کی روانی ۔ کہان ڈبرون کا گندلا پانی ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ اب اگر بسمل آرزو درد دل اپنا کرتا گرم تمنا کو ۔ آب سرشک چشم مایوس کے چھینٹون سے ٹھنڈا کرے تو کیا کرے ۔ ہان

یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ جناب عاشق معشوق نواز کی خیر کرے کہ جنکے کلام شیرین کے طفیل مین کسی کے حسن دلفریب و جانستان کی حلاوتین باشیرین سخن لیا کرتے ہین - اور باہمی معاملات کی ہو بہو تصویرین دیکھکر شوریدہ طبعان ولولہ بیند سرخوشین لیا کرتے ہین - جہان اُس غارتگر دین و دل کی عصمت کا بیان آتا ہے - جی لوٹ جاتا ہے - جس جگہ اُس صورتگر شوخی و انداز کی بیباکانہ اداؤن کا اظہار ہوتا ہے - کوئی کانٹا سا دل مین چبھوتا ہے اور تو کیا کہین **ع** حسرت آتی ہے کہ یہ شخص ہمین کیون نہ ہوئے - سال حال کے راز و نیاز کا خاکا - جسے ہمنے دیدۂ تصور سے خوب تاکا یہ دیوان ہے ماشاء اللہ کیا بیان ہے - پیاری بندشین اترہ معشوقون کو چوٹیان گوندھنا سکھاتی ہین - دلاویز ترکیبین پردگیان پردۂ کو تریا چرتر بتاتی ہین - اچھوتے مضامین کی یکرنگی بہ نوعروسان چمن بہار کے جوبن پر انکو جی جاہتا ہے - ہر مصرع سالم البحر دوسرے مصرعۂ قایم الوزن سے چولی دامن کا ساتھ نباہتا ہے - اختراعی محاورات جو طبع جودت آشنا نے نذر ناظرین کئے ہین سب سے جدا ہین - معانی الفاظ دوست پر نگاہ کیجیے تو موافق مطالب و خلاف مدعا ہین - سمجھنے والا سمجھے کہ مینے سمجھ لیا مگر پوچھیے تو گریبان ندامت مین منہہ ڈالکر چپ ہو رہے - جاننے والا جانے کہ مین جان گیا لیکن جانچیے تو سوائے خموشی کچھہ نہ کہے - انصاف یہ ہے کہ اگر روح غالب داد دے تو داد ہے - ورنہ فریاد ہے - اس دیوان کو دیوان وہ کہے جو دیوانہ ہو - مین تو یہ کہونگا کہ یہ دیوان عالم حسن جسمین حضرت عاشق نے عاشقان جانباز کا دربار عظیم قرار دیکر ایک پریوش معشوق بوالعجب کی خوبیون کا مژدہ سنایا ہے - یا خلوت خانۂ خاص ہے کہ جسمین خود بدولت نے کسی شاہد زیبا کو اپنا ذریعہ حصول مطالب گردان کر نقاش خیال سے فوٹو کھچوایا ہے - اور ابجد خوان مکتب جمال کو تہجیہ حسن و عشق دکھایا ہے - ہمارے نزدیک یہ دیوان کائنات مین انتخاب ہے - سبحان اللہ - اور اپنے نزدیک آفتاب داغ کا جواب ہے واہ واہ - اگر آفتاب داغ اپنی عالم افروز روشنی کے دامن سے افکار عاشق کے فروغ کو چھپانا چاہے محال ہے کیونکہ دونو حضرات

شہر دہلی کے باشندے ہیں دونو کی ایک بول چال ہے ان آفتاب داغ و آنکا عاشق یہ نرالا کلام ہے کہ گریہ جوشی اشک اسکا مستحق ہے اور تحریک خندۂ بیساختہ اسکا کام ہے اب سخنوران نازک خیال انصاف فرمائیں کہ جو ہنستے کو رلائے وہ اچھا - یا جو روتے کو ہنسائے وہ اچھا - چونکہ طول کلام سبب کم توجہی طبع انام ہے اسلئے یہ تقریظ تمام ہے اور بس والسلام

تقریظ ریختہ خامۂ ناثر بیمثال شاعر نازک خیال افتخار الشعرا مولوی سید افتخار حسین صاحب متخلص بہ مضطر برادر عزیز حضرت مولانا بسمل خیرآبادی

اُس کے روئے آتشیں سے ہائے پالا پڑ گیا
شکل گیسو میرا گورا رنگ کالا پڑ گیا

اے خرمن صبر و شکیب کے رکھوالو - اپنا اپنا مال سینتو سنبھالو - آج ہوا کے تیور کی بے تحاشائی کے رنگ ڈھنگ بُرے ہیں کوئی فتنۂ خوابیدہ جگانے والی ہے - دیکھو وہ زرد زرد پتے جنکی طبیعت عمر بہار کی لذتوں میں اور قیام یکجائی کی حالتوں میں کوئی شاخ بے کیفی و جدائی - اب تک نہیں پیدا ہوئی تھی - آپ ہی آپ اپنے قدیم مقاموں کو چھوڑ چھاڑ کس بے برگی و بینوائی سے اُڑی چلی جاتی ہیں - ہو نہ ہو کوئی آفت تازہ آنیوالی ہے - بگولوں کو نہیں معلوم کس افتاد کی پڑی ہوئی ہے جو مارے مارے پھرتے ہیں - ذروں پر خدا جانے کیا بن گئی ہے کہ پریشان حال اپنے سروں کی اُتارے پھرتے ہیں شاخوں پر کیا گزر رہی ہے کہ خود بخود ٹوٹے جاتی ہیں رگ گل پر کیا بیت رہی ہے کہ نبضیں چھوٹی جاتی ہیں مہر فلک کے چہرۂ نورانی پر اسقدر غبار چھا رہا ہے کہ کسی کمسن حسین گھروندا کھیلنے والے کے گالوں پر بھی نہ ہوگا - اور مسافران دشت غربت کے بکھرے بکھرائے بالوں پر بھی نہ ہوگا - سنا بھی ہے کیا کہا - اے وہ دیکھو یار سخن کیجانب سے کیسی کالی آندھی اُٹھی ہے خدا خیر کرے - کہیں ایسا نہو کہ اس بلائے آسمانی کا زور تمہارے واسطے باعث شور ہو جائے اور اُس عیش بہا خور و خواب کا جسے تم نے اپنا سرمایۂ حیات قرار دے رکھا ہے اور جسکے طفیل سے اپنی زندگی راحت طلب کی ہزاروں راتیں سکھ چین سے بسر کر چکے ہو اور کر رہے

بھور ہو جائے - کوئی آفت ہو سہی نہین جاتی - مثل مشہور ہے کہ بُری گھڑی کہہ کے نہین آتی - آدمی کچھ کھو کے پاتا ہے - گھڑی کے بات کوئی لینے نہین جاتا ہے - اگر تمھاری غفلت بیجا اپنے والیون سے باز نہ آئی - تو دیکھ لینا بنے بنائے کھیل بگڑ جائینگے - اور اب سے زد لینے کے دینے پڑ جائین گے - سُنا گیا ہے کہ اقلیم سخن کے محلۂ نظم آباد مین ایک دشمنِ جان شعرائے حال - آتش مزاج و تیز مقال لذت دنیا و دین سے سیر - قلب فنون و علوم غالب بقوت قابو دہ کون حضرتِ معظمی و مکرمی منشی محمد اقبال حسین صاحب عاشق وکیل بیکانیر متعینہ رزیڈنسی کوہ آبو کی گرما گرمی سے آگ لگی ہوئی ہے - مباد اگر اُس آتش سوزان کی شوخ شرر جھنکار ہوا کے گھوڑون پہ سوار ہو کر تمھارے ارمان و امید کی کچی پکائی کھیتیون مین آپڑین اور دانے دانے کو چٹ کر جائین - اے حسرت و آرزو کے شہر آباد مین بسنے والو اپنے خیالات کے کچے گھرون کو اور ناکامی و یاس کے سوکھے ساکھے چھپرون کو دیکھو بھالو - اب سرشک پیہم کا پورا بندوبست رہے - شگاف زخم جگر کے نالے بند کر دو کہ اب نہ بہے - چھوٹی بڑی تمناؤن سے کہدو کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہین تو خم آبلۂ دل مین پانی بھرے تیار رہین - بلکہ پھپھولون کے گھڑون پر ہاتھ دھرے ہشیار رہین اگر کوئی شرارۂ آہِ حضرتِ عاشق آچلے تو فوراً ٹھنڈا کر دین - ہر ایک جنس کی سنبھال رکھین ہر ایک چیز کو ٹھکانے دھر دین - تمکو تو یہ حکم دیتا ہون اور مین جاکر اپنی جھونپڑی کی خبر لیتا ہون -

چلو مضطر چلین دیکھین تماشا گھر کے جلنے کا
کہ ہمکو بھی ہے شوق بے تحاشا گھر کے جلنے کا

لیکن گھر مین دو دلنے بھی نہین جلیگا کیا خاک - اُس ویران کدۂ بے سر و سامانی کی گئی گذری حالت کا پوچھنا ہی کیا - اُسکی بنیاد ایسی گہری پڑی تھی کہ پردہ داری معاملات کیواسطے چار دیواری بھی نصیب نہوئی - اور خواب شیرین کی دور بلا - ایکدن شبِ فراق کی آزار نما بیداری بھی نصیب نہوئی مگر خیر - جیسا ہے بھلا اپنا گھر ہے - یہ کہا اور قدم بڑھایا - خدا خدا کر کے گھر تک پہونچے - دیکھا تو

کوئی سلامتی مین کہرام مچا ہوا ہے کوئی روتا ہے کہ ہائے میرا مال جل گیا کوئی پیٹتا ہے کہ ارے میرا اثاثہ جل گیا - کوئی چلاتا ہے کہ پانی لاؤ - کوئی کہتا ہے ادھر بجھاؤ کوئی کہتا ہے اُدھر بجھاؤ - غرض عجب ایک فتنہ ہے کچھ تو آگ ہے اور کچھ ہوائے تند ہے - ہم ایک حیلہ گرد طرّار اپنے مطلب کے آشنا اتنا سنتے ہی چھو ہو گئے - اور حضرت عاشق و معشوق در بغل کے در دولت پر جا ڈٹے - اور کہنے لگے -

ترے عشق مین اے بُت شوخ نظر گھر پھونک تماشا دیکھ لیا
اب اور کہان جائے مضطر گھر پھونک تماشا دیکھ لیا

غرض یہان کچھ چند روزہ قیام مین وہ آگ لگانیکا مصالحہ ہاتھ آگیا - اور آتش بے دود کا پرکالہ ہتھے چڑھ گیا - درحقیقت جناب عاشق نے عجیب نسخہ بہم پہونچایا ہے کہ جسکے نظارہ سے مردم دیدہ گریان کے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے - وہ کیا - (افکار عاشق) عمر معشوق کا تخمینہ کہون تو زیبا ہے - دولت حسن یار کا خزینہ کہون تو بجا ہے - چشم بد بین مین خاک - ایسی ایسی بلند پروازیان فرمائی ہین گویا اُڑتی چڑیا پر جال ڈالے ہین - ماشاءاللہ کیا ہاتھ پانو نکالے ہین - کیون نہو کسکے دیکھنے والے ہین - حُسن بندش آپ کے گھر کا غلام ہے - مصرعہائے مختلفہ کو خلعت ہائے تضمین عطا کرنا آپ ہی کا کام ہے - کنایہ اور رمز وصال کو اس صفائی سے ظاہر کیا ہے گویا وفادار معشوق دریچۂ آئینہ دار کی اوٹ سے کسی کو بلا رہا ہے - شدائد فراق یار کو اس خوبی سے باندھا ہے جیسے کوئی دشمن جانی کسی نازک بدن آدمی کا گلا دبا رہا ہے - دیوانگان زلف کی وحشتین - پریوشان کم سن کی دہشتین - چشم بیمار کے بیمارون کی دوائین - زخمیان تیغ ابرو کی دردناک صدائین - عزاداران کشتۂ جفا کی ناکامیان - رہروان کوئی محبت کی بدنامیان - عالم غربت کا تفصیلی حال - کشور حسن و عشق کی صاف بول چال - حیرانی عشاق کا نمونہ - حسن دلکش کی شہرت کا گلگونہ - عاشق کی کہانی - معشوق کی اُٹھتی جوانی - اسی دیوان پر قربان اسی کے حسن بیان پر صدقے - اگر جان مضطر امانت پروردگار نہوتی تو وہ رند ہزار شیوہ ضرور اُس شاہد دلنواز پر نثار کر دیتا -

لیکن بندہ بیچارہ ڈرتا ہے کہ کہین اس عالم حیرانی و پریشانی مین سے یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا مصداق نہ ہو ۔ ورنہ وہ ابتک دولت کا لذت وصال چکھ چکا ہوتا ۔ اور چڑھے ہوئے دریائے شباب مین بپائے طلب بغرض حصول صدف مراد رکھ چکا ہوتا ۔ اب بھی کچھ نہین گیا ہے از بزندہ و صحبت باقی ؟ سچ تو یہ ہے کہ عجب دلربا دیوان فرمایا ہے ۔ بھلا آفتاب داغ کا ایسے سے مقابلہ کیا ۔ کہان داغ ۔ کہان چراغ ۔ کجا آفتاب کجا اسکا جواب ۔ اللہ تعالی حضرت عاشق کے حوصلے کو ترقی عطا فرمائے ۔ کہ غمگینان عزلت نشین ۔ و افسردگان حزین کے جی بہلانیوالے آپ ہی ہین ۔ اور وقت بے وقت کام آنیوالے آپ ۔ اللہ بس باقی ہوس ۔

تقریظ جناب شاعر بے مثال ناثر باکمال مولوی محمد عبد الحی صاحب جوڈیشل افیسر بار سر دہی ۔

برقع برخ افگندہ و مہر سو نگرانند
فریاد کہ این پردہ نگیان پردہ درانند

معشوقہ پردہ نشین ہر دل عزیز کے ذوق خود نمائی نے مارا ۔ عاشق مدعا نافہم کی سادگی و صفائی نے مارا ۔ ہائے ۔ ع سانس دیکھے تن بسمل مین جو آتے جاتے ۔ اور جلاد نے چرکا دیا جاتے جاتے ۔ مطلوبۂ شہرت پسند شیرین حرکات کی جرأت جلوہ فروشی نے مارا ۔ طالب مطلب ناشناس کی مدہوشی خود فراموشی نے مارا ۔ آہ ۔

ٹھنڈا ہوا جو کشتۂ الفت تو شوخ نے
اک چلتے چلتے اور بھی ٹھوکر رسید کی

ادھر دیکھئے تو بظاہر منہ پر نقاب ۔ مگر انتہا کے بے تکلف اور بلا کے بے حجاب ۔ ادھر دیکھئے تو وفور شوق مین غضب کی بیقراری اور ستم کا اضطراب ۔ ادھر حسن لاثانی کی بدولت وہ تغافل و استغنا کہ کسیکے دم پر بھی کیون نہ بن آئے مگر وہ لب جانبخش نہ کھولین ۔ ادھر جوش وحشت کے ہاتھون یہ بیکسی و ہرزہ سرائی کہ کسیکا سر ہی کیون نہ پھر جائے مگر یہ اپنی ہی ہانک لگائین اور اپنی ہی بولی بولین ۔ ادھر بناوٹ کی شرم اور دکھاوے کی حیا سے یہ مد نظر کہ کسیکی چشم تصور بھی حسن مہوش بانک پہونچے ۔ ادھر من احب شیئا اکثر ذکرہ کا مصداق تام بننے کی ہوس مین

بیخودی کہ صدمۂ رقابت سے لینے کے دینے ہی کیوں نہ پڑجائیں مگر بیان حسن سراپا میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہے۔ بانی نظارہ بازی کی ہی لپکا۔ یہاں سخن سازی کا چسکا۔ اُدھر سے ناز و نرالی ادائیں۔ ادھر جنوں خیز تقریریں وہ وحشت انگیز حسد بھی۔ انکو سب زیر نظر۔ انکو خیر نہ خبر۔ انکو ہر ایک سے ساز۔ یہ انھیں کے دلدادہ عشوہ و انداز۔ وہاں اُنکے دن ہزار ناز و ادا دلولہ حاسدین۔ یہاں اختر شمری کی راتیں اور زخم شماری کے دن۔ المختصر۔ ادہر تابع دلم مائل حسن مائل او او بفکر دگر و من بخیال دگرے بود۔ الحاصل۔ یہاں چلبلین خیال ادہر ہے وہاں نہ نظر ادہر ہے حال طبیعت کا ادھر اُدھر اور وہ حیرت تو یہ ہے کہ یہ بتائیں۔ اور کیسین نباہ۔ ایسا تخالف اور بہم رسم و راہ۔ اور حیرت کیوں نہ ہو۔ آخر ہم بھی اُسی ہوش ربا تجلی کے محو دید ہیں۔ اور اُسی تیغ ادا کے شہید۔ اُسی شعلہ رو کے مائل ہیں اور اسی خنجر ابرو کے گھائل۔ اور باینہمہ۔ گوش نا بوس پیام و چشم محروم جمال ہو ایک دل اسیر نا امیدواری ہائے اور اگر احیاناً کبھی نصیب جاگے بھی۔ تو اسطرح کہ یہی کہتے رہ گئے ؎ ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے میں نہ ڈال تو دل کہیں یار ہی تھا میں یہ کیوں یار نہ تھا۔ صاحبو۔ کچھ سمجھے کہ وہ معشوقۂ لاابالی خرام کون ہے اور وہ عاشق مدہوش خود باختہ ذوق کلام کون۔ وہ معشوقہ۔ معشوقۂ سخن ہے۔ جسکے فراق و اشتیاق میں ہم کیا ایک زمانہ جان بچاتا ہے اور وہ عاشق۔ حضرت عاشق حیدری ہیں جنکی خوش گوئی و خوش نصیبی پہ باینہمہ اتحاد و دعوی نیاز بیخود خود غلط کو بھی رشک آتا ہے۔ ناظرین۔ اگر میری الجھی ہوئی تقریر سے اب بھی اصل مطلب سمجھنے کا موقع نہ دیا ہو۔ تو یہ سنیے کہ کاتب نیاز سرشت کی شفیق یگانہ و رفیق فرزانہ منشی محمد اقبال حسین صاحب وکیل معتمد راج سرکار بیکانیر متعین ایجنسی راجپوتانہ جو دلدادہ جمال شاہد سخن اور اس گئے گذرے زمانہ میں یکتائے عصر و وحید زمن ہیں۔ اُنھوں نے اسی محبوبۂ عالم آشنا اور مطلوبۂ شیرین ادا پر کچھ ایسا پھندا مارا ہے کہ ہم۔ اور ہم ایسے سیکڑوں کشتۂ غم سر پیٹتے اور خاک اُڑاتے رہ گئے۔ و لنعم ما قیل ؎ تھے سبھی دنیا میں مشتاق عروسان بہشت ہو اُسکے سر سہرا رہا جو فکر ساماں میں تہا۔ بارے شکر ہے کہ انکے کلام فصاحت التزام کی بدولت ترسی ہوئی آنکھوں کو کبھی کبھی وہ جلوۂ نورانی نظر آجاتا ہے۔ جسکے ذوق و شوق میں ہم ایسے زبوں حالوں۔ اور نارسا طبیعت والوں کا کلیجہ تلملاتا ہے۔ چنانچہ ابھی ابھی حضرت ممدوح کا پہلا دیوان اسرار عاشق حلیۂ طبع سے متحلی ہو کر نظر افروز عالم ہو چکا ہے۔ اور اب دوسرا دیوان افکار عاشق و ترانۂ عشق مطبوع ہو کر

سرمۂ چشم اہل بصیرت ہوتا ہے۔ یہ جلوۂ بہار سخن شورش آفرین دیار بیجاپور دل آشوب نگاہ کو اگرچہ از خود رفتگان تجلی حسن عالم سوز اس پیہم جلوہ فرمائی سے (بیتابی) بیحد ممنون ہیں۔ مگر حضرت عشق سے کوئی اتنا پوچھے کہ حضرت۔ کیا اسرار عاشق سے سرمستان بادۂ سخن کو از خود رفتہ کرنیکی کوئی کسر اٹھا رکھی تھی۔ جواب افکار عاشق و ترانۂ عشق آمادۂ ہوش ربائی ہے۔ کیا آپنے یہ نہیں سنا بے پردہ پس چلمن بیکار تم آبیٹھے ہو یہان تاب نظر کسکو کیون جلوہ گری آئی۔ کیا مشتاق نگاہیں اور حسن دوست طبیعتیں اسکے نظارۂ جمال سے فارغ ہوگئی تھیں۔ جو یہ ناطورۂ نظر محو خود نمائی ہے۔ کیا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ ہم بھی جگر کو تھامے ہیں دلکو سنبھالے ہیں تم ہم کے رخ سے زلف چلیپا اٹھائیے۔ بجز آشفتہ خیال و سراپا ملال ان دیوان فصاحت عنوان کی ثنا و صفت میں اسکے سوا کہے تو کیا کہے۔ اور لکھے تو کیا لکھے۔ کہ یہ دیوان ہے یا کسی کشتۂ حسرت کا نہ نکلنے والا ارمان۔ یہ کلام ہے یا ناسور کہن کے لئے نوید التیام۔ الغرض حسن خود نمائی تجلی سے صیقل کیا ہوا آئینہ ہے تو یہ ہے۔ اور عاشق و معشوق کی سادگی و عیاری کے خزینہ ہے تو یہ۔ مصرع مصرع اگر قامت موزون سے دوشادوش ہے۔ تو فقرہ فقرہ حسن تبسم سے ہم آغوش ہے۔ مطلع مطلع اگر مہتاب با مہتاب ہے۔ تو مقطع مقطع روکش آفتاب۔ تعقید کا نام ہے نہ اغلاق کا نشان۔ فصاحت کی ملکت ہے تو بلاغت کا جہان۔ نثر مین نظم کی موزونی ہے۔ تو نظم مین نثر کی روانی۔ کیسی موت ہے تو کیسی زندگانی۔ اور ان خوبیوں کے سوا زلف معنبر کی نکہت۔ رخسار منور کی رنگت۔ مژگان سرمہ سا کی درازی۔ چشم سحر آفرین کی فتنہ پردازی۔ جبین زیبا کی خوش آئینی۔ تبسم کی نمکینی۔ تکلم کی شیرینی۔ تیغ ابرو کی برش و تیزی۔ گیسوئے مشکین کی غالیہ سائی و عنبر بیزی۔ لب جان پرور کی معجز نمائی۔ گلوئے مصفا کی صباحت و صفائی۔ سینۂ انداز خزینہ کا ابھار۔ ساعد و بازوئے سیمین کی بہار۔ موئے میان کی نزاکت۔ ساق صندلین کی لطافت۔ کف پائے نازک کی رعنائی و زیبائی۔ خرام ناز کی شوخی و محشر آرائی۔ غرض سر کی تا کف پا۔ ایک ایک خوبی۔ ایک ایک ادا۔ ہر شعر کے حرف حرف مین پنہان ہے۔ اور

نقطہ نقطہ سے عیان - جس نے یہ کلام ہوش ربا سُنا اُس نے سب کچھ دیکھا - جس نے یہ نسخۂ فرحت افزا پایا - وہ چلا اٹھا کہ دنیا مین آکر اب کچھ دیکھا - عاشقانِ معشوقۂ سخن اگر خود اسیرِ محن آپ مین ہوتا اور حضرتِ عاشق کا کلام تاب تکلم رکھتا - تو خدا معلوم وہ کیا کچھ کہتا اور آپ کیا سنتے اور اب تو سوا اسکے کچھ کہتے بنتی ہے نہ لکھتے - کہ -

حبذا دیوانِ عاشق جس سے ہے
ہر سخنور غرقِ بحرِ انفعال
بندشین نادر ہین ترکیبین نئی
تازہ مضمون سب سے بیگانہ خیال
ڈھنگ ہون عرفی بلاغت کا یہ رنگ
ہون خجل سعدی فصاحت کا یہ حال
اسکے ہر فقرے مین آتا ہے نظر
اک سراپا ناز کا دلکش جمال
دل دکھاتا ہے اگر ذکرِ فراق
پر تسکین دیتی ہے امیدِ وصال
انکا مصرع قامتِ موزون کا عکس
انکا نقطہ عارضِ خوبان کا خال
نظم کا کیا تذکرہ سچ تو یہ ہے
نثر مین بھی یہ روانی ہے محال
ہجر مین پڑھیے اگر اسکو تو ہو
ہر غزل پر مرثیہ کا احتمال
وصل پیش نظر رکھئے تو ہو
رنجش بے جا سے بھی رفعِ ملال
کیون نہ کہیے انکو معشوقون کی شان
کیون نہ کہیے انکو عاشق کا کمال
کیون نہ لکھیے انکو ادبِ بے تکلف
کیون نہ لکھیے انکو مہر بے زوال

از سر صنع و ذکا ہے یہ کلام
بے نظیر و بے عدیل و بے مثال

۱۲۹۳
۹۰
۱۸۹۰ع

تقریظ من نتایج فکر بلند شاعر یکتا زمن جناب حکیم سید محمد حسن خان صاحب متخلص بہ حسن خلف جناب حکیم سید منور علی خان صاحب مرحوم آشفتہ تخلص دہلوی -

لو اور سنو سمجھ بوجھ والون کو کیا سوجھی ہے - کیا لعل اُگلے ہین کہ - الف افترا بائے بہتان تائے

تہمت جیم جنون حائے حماقت خائے خرافات دال دروغ ذال ذلت رائے رسوائی زائے زندقہ سین سفاہت شین شقاوت
صاد صرع ضاد ضلالت طائے طامات ظائے ظلمت عین عصیان غین غوایت فائے فسق قاف قباحت کاف کدورت
یعنی بیہودہ گوئی گمراہی
کاف گپ لام لغویت میم ملاہی نون نکبت واے وبال ہاے ہرزہ یاے یاوہ گوئی باہمی آویزش سے ہم آغوشی کر کے نتائج
جو نو بچگان الفاظ تیار ہو کر دوشیزگان معانی نقاب کشا ہوتے ہیں وہ مصلح عالم سے بہ حقارت اور پیرایہ موزونی سے آراستہ
ہو کر لوطیان بازار ہوا و ہوس کا دل گدگداتے اور عشاق فساق کی قوت شہوانیہ اور چراغ کامجوئی کو اکساتے
ہیں یعنی شعر و شاعر کے لغو خیالات شعرا (منہی عنہ) ہیں ہم اس امر کو تسلیم اور اس قول کو مردود نہیں
سمجھتے کلام ہے تو اتنا ہے اور بیجا ہے تو حق ہے کہ اسکی کلیت تکفیر اگر کہدے کہ بھلے برے کو ایک لاٹھی ہانکنا
اور اچھے برے کو ایک گھاٹ اتارنا منافی آئین انصاف ہے۔ قوت تمیز و اسی غرض سے بخشی گئی ہے کہ کھرے
کھوٹے کو پہچانیں پاک و ناپاک کو چھانٹیں برے بھلے کو الگ کریں اگر جائز و ممنوع میں تفرقہ اور کرلیں تو ہم
میں تمیز کی تو ضعف اجتہاد ہے۔ سخافت رائی ہے۔ اندھیر ہے۔ ظلم ہے۔ قباحت ہے۔ اے
اہل الرائے ہوش میں آؤ اپنے حواس کا صدقہ اتروا دو۔ (سخن مافیہ) کو بغور سنو اور دیکھو کہ یہ عجب تماشا کا
حسن و عشق۔ پاکیزہ گو مبرا از فجور و فسق ابر طوفان بار موزونی خیالات عجیبہ ابو البشر مولد غریبہ شاعر
نغز گفتار نادرہ بند سحر کار نظم میں مصدر تنومند ریاض سخنوری میں نہال باسق مولانا محمد اقبال حسین
عاشق کی شاعری اور انکے نتائج طبع وقاد اس سے مستغنی ہیں اور کیوں نہ ہو انکا دیوان معانی دقیقہ
کی جان مضامین رشیقہ کی روح رواں انکا کلام دل آویز شیوہ بیانی کی دستاویز ماشاء اللہ۔
الف الفت بائے بیتابی تائے تپش جیم جفا حائے حسن خائے خفقان دال درد دل ذال ذوق
رائے رقابت زائے زاری سین سوزش شین شوق صاد صحبت ضاد ضعف طائے طنز ظائے
ظلم عین عشوہ غین غمزہ فائے فغان قاف قلق کاف کاہش گاف گریہ لام لجاجت میم ملال نون
ناز و نیاز واو وصال ہائے ہجر یائے یاس کے عناصر حروف نے باہمی آمیزش و کنار و بوس سے جب صورت
زیبائی تو یہ سحر حلال۔ لعبت فصاحت و بلاغت تمثال۔ حجلہ طبع سے جلوہ آرا ہو کر بہار نظارہ سے
نظر افروز ناظرین ہو تو یہ چہرہ کشائی سے ذریعہ اہتزاز سامعین ہوا۔ سچ ہے [illegible]

یادگار انجمن روزگار کو نقل بزم سخن شناسان بادۂ معانی و گلدستۂ نظر فریب ارباب سخندانی فرماوے ۔ اور مصنف کو دیرگاہ سلامت رکھکر ہرسال افکار نو بنو و خیالات تازہ بتازہ سے احباب نوازی کی توفیق دے تا حسن آن سخندان آسیمہ کار ہرزہ نوا کو ہدیۂ تقریظ جدید کی پیشکشی
سراسیمۂ پریشان
مادام الحیات نصیب ہے آمین ثم آمین فقط

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر شاعر نازک خیال فرید عصر حضرت حکیم محمد عمر صاحب فصیح خلف الصدق جناب حکیم محمد یحییٰ بیگ صاحب ملازم [illegible]

اے زہے دیوان عاشق واہ واہ
لطف سے ہر ایک مالا مال ہے
اسکا ایک اک شعر ہے زیب کلام
اسکا ہر مصراع حسن قال ہے
اسکے لفظوں میں محبت ہے بھری
عشق بازی کا سراسر حال ہے
ہے کہیں وصف گل رخسار یار
اور کہیں توصیف خط و خال ہے
پھر جب نکلا ستارہ عشق کا
عاشق کا اوج پر اقبال ہے
فکر میں تاریخ کے مسکو فصیح
اس قدر کس واسطے اہمال ہے
کہہ بھی دو جھٹ پٹ نہ دیرے آفرین
گوہر نظم عجائب سال ہے
سنہ [illegible] ہجری

مادۂ دیگر از جناب موصوف مخازن الفصاحت
سنہ [illegible] ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر بابا میاں محمد بخش صاحب متخلص بہ ضبط شاگرد حضرت داغ

کدھر گئے جوہر سخن کے دیکھنے والے اور گوہر کلام کے پرکھنے والے ۔ کہاں ہیں نشست الفاظ کی داد دینے والے آئین اور برجستگی اور روانی پہ مٹنے والے آج ایک مرقع خیال بیمثال رات دن کی بول چال شجر شاعری کا نہال تازہ بلاغت و فصاحت کی کان بے اندازہ رنگین مزاجوں کی جان عاشقوں کا ایمان معشوق خیالی کی تصویر حضرت عاشق کی سحر بیان تاثیر کو دیکھکر اپنے جلے دلوں کے پھپھولوں کو پھوڑیں جلد ادھر دوڑیں اور اس گل گلزار سخن کی بو جسکی مشک ختن سے گفتگو ہے سونگھیں ۔ اور حضرت عاشق کی جادو بیانی کی داد دیں اپنی مرادیں اسکو پڑھکر آپ شاد ہوں

اور ہمارے دلکو شاد کریں عاشق کے رنگین ارشاد پر اپنی آنکھوں سے صاد کریں اور بیساختہ یہ کہیں کہ سبحان اللہ اس دیوان بے خزان کا ہر نقطہ گوہر ناسفتہ ہے اور ہر دایرہ شمس و قمر کا ہالہ معشوق بے وفا کے کان کا بالا آتش کا پرکالہ زاہد چند سالہ کو بے چین کرنے والا اور ہر شعر اُسکا کیطرح جان و دل میں جگہ پانے والا ہے یہ دیوان نہیں ہے حضرت عاشق اور معشوق طرحدار کی گفتگو دوبدو ہے - نہیں نہیں معشوق باوفا کا انداز اور طرحداروں کے ناز کا حلیہ بنایا ہے بے رحموں کو بھلایا ہے نرالا گل کھلایا ہے زور شور طبیعت کا دکھایا ہے جسکو دیکھکر ہر کوئی کہتا ہے کہ یہ دیوان نہیں راز و نیاز کی باتوں معشوقوں کی ملاقاتوں کا فوٹو ہے کوئی کہتا ہے کہ نہیں یہ وظیفہ شکستہ ہے کوئی کہتا ہے کہ نہیں صوفیوں اور درویشوں کے لیئے عالم بالا پر جانیکا زینہ ہے کوئی رنگین دل کہتا ہے کہ تم سب جھوٹے ہو یہ میرے معشوق کی انگشتری کا نگینہ ہے کسی طامع نے کہا کہ واہ یہ تو مضامین کا دفینہ ہے کسی سوختہ دل نے پکار کر ندا دی کہ حضرت عاشق کے جلے دل کا پھپھولا ہے جو یوں پھوٹکر بہا ہے کوئی بولا کہ تو نے دیکھا نہ بھالا ارے دیوانے یہ تو سحر سامری اور جنتر منتر ہے کسی نے کہا کہ نہیں یہ جنتر ہے کسی کی زبان پر ہے کہ یہ حضرت عاشق سراپا کمال نازک خیال کے اقبال کی اعجاز بیانی ہے کوئی کہہ رہا ہے کہ کیوں نہو عاشق حضرت غالب کی برگزیدہ نشانی ہے خدا کی مہربانی ہے جو یہ کلام ہمکو نصیب ہوا ایسا ہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کلام اور کلیم کو تاقیامت سلامت رکھے

قطعہ تاریخ

دوست دشمن ہیں شاد پڑھنے سے — ہے وہ عاشق کا دل پذیر کلام
یوں تو ہر کوئی شعر کہتا ہے — پر نہیں ایسا دل پذیر کلام
تجھکو تیری قسم ہے سچ کہنا — ایسا دیکھا ہے چرخ پیر کلام
مجھکو تاریخ کا جو دھیان آیا — یوں لگا کرنے چرخ پیر کلام
اسکی اسے ضبط ہے یہی تاریخ — چھپ گیا آج بے نظیر کلام

سنہ [illegible] ہجری

تمام شد

گلستان ناگری - مترجمہ پنڈت ہرچند صاحب اس کتابکے ترجمہ میں پنڈت صاحبنے لفظی یا محاورہ نثر بجگہ نثر اور نظم کیجگہ نظم کے ترجمہ کرنے میں وہ کوشش بلیغ فرمائی ہے جسکی عام شائقین جسقدر ستائش اور قدردانی کریں بجا ہے اس ایڈیشن میں بغرض اظہار عمدگی ترجمہ اور واسطے آسانی امتحان ترجمہ ایک کالم میں اصل مضمون فارسی اور دوسرے کالم میں ترجمہ بخط دیوناگری رکھا گیا ہے اس کتاب کی کمیابی اور ضرورت سے عام لوگ واقف ہیں۔ عہ

مجموعہ کاغذات کارروائی - اسمیں طریق و قواعد تعلیم ابتدائی اور خط و کتابت دستاویز و تحریر مسلک وغیرہ و قواعد تحریر جملہ کاغذات ہر سہ عدالت دیوانی و فوجداری و مال عرضی دعوی و جملہ درخواست سیاق اور طریق لینے و دینے اظہارات و سوالات جرح کے کرنیکا اور اپیل وغیرہ نیز نگرانی حکم اقتناعی و نظر ثانی وغیرہ نہایت مفصل مشرح مندرج ہے مصنفہ لالہ گروہیرا لال صاحب ۳/

سبعہ معلقہ کی شرح اردو - جسکو سید ابوالحسن صبا لکھنوی نے واسطے فائدہ امیدواران امتحان یونیورسٹی پنجاب و کلکتہ کے تالیف فرمایا ہے یہ شرح جس درجہ کی ہے اور شرحوں سے مقابلہ کرنے پر اسکی عمدگی معلوم ہوگی ۱۲/

خلاصۃ الرمل - یہ رسالہ نہایت ہی پرانے اور عمدہ نسخہ سے ترجمہ کیا گیا ہے جسمیں اصول رمل اور طریق دریافت حال کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے جیسا کہ ہو سکتا ہے۔ ۳/

بھگت لیلا - یہ اُن لیلاؤں اور حضرت اور بھگتوں کی بھگتی سے پر ہیں جو وقتاً فوقتاً بھگتوں نے اپنی بھگتی سے نتائج حاصل کرنیکے لئے اور اُنکی شرح حکایت کے لئے لیلائیں ظاہر ہوئیں ہیں اور وہ سب تاریخ میں جو شایان وقت ہوئے ہیں۔ ۱۰/

پاٹھو اپکار سٹیک - یہ کتاب سررشتہ تعلیم پنجاب میں داخل ہے کہ جو ابتدائی تعلیم میں نہایت مفید ہے ۲/

رامائن تلسی داس جی - بخط دیوناگری معہ کوش اُن اُن الفاظ کے جو عام فہم نہیں ہیں - اور مشکل ہیں عہ

ساد ہو سما چار - از تصنیف مرزا احمد خیر صاحب جسمیں فقرائے اہل ہنود کے ہر ایک درشن اور کرم دہرم کا بیان ہے ۱/

تذکرۃ الفقرا - اسمیں ہفت گروہ اور چودہ خانوادہ اور جو گروہ اُنسے ہیں سلسلوار معہ سنہ وفات و درجہ مزار ہر ایک بزرگ کے نہایت تشریح سے لکھے گئے ہیں معہ ہفت رقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ ۳/

ایضاً معہ ساد ہو سما چار ۴/

مجموعہ تصوف - اس ذخیرہ میں پانچ رسالہ ہیں اول رسالہ میں اصطلاحات صوفیہ درج ہیں دوسرا زکاۃ فقرا میں تیسرا آداب فقرا میں اور چوتھا سوالات الٰہی میں پانچواں بیان انفاس میں ہے ۔ ۴/

سلاسل فخریہ - حضرت مولانا فخر الدین کے پانچ سلسلوں کا بیان ہے - یعنی قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ فخریہ - چشتیہ - وغیرہ ۲/

جمال العارفین - شرح رسالہ حق نما۔ ۱/

مقامات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اسمیں ملفوظات اور کیفیت لائقہ نہایت تشریح سے مندرج ہیں۔ ۸/

مرقات - یعنی ترجمہ مفتاح الجنات اردو ہر سہ حصہ جو مجموعہ حدیث و مسائل ضروریہ و اعمال مجربہ کا ہے ۔ ۱۲

مژدہ طبع دیوان سہرا عاشق

مہر و وفا ... طبیعت خوب گفتہ | تاریخ با ... کہ
ارزانی بہتر | چابکی طبیعت اور ... ب
خیالات ... کہاں نہیں ہیں اور ... حضرت ...
جوش تغزل اور ... کیفیت ... سے شیدا کیے ہوئے ہیں
ایک نظر دیکھ جائیں کہ یوسف مصر شیدا
[illegible] دانی بہا جلوہ ... الراقم قابل
دید ہے اور اسکی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری زبان کی ہر بات
لائق شنید ہے | بہار گل نغمہ ہے اثر پہ
ریاض سخن طالب داد ہے | یہ دعوی
ہے سچا ہر ایک شعر کا | زینت سخن
جیسے آباد ہے | گر الفاظ کی
چشم شاہین کا عکس
رسالہ کی خوبی ہے جوں
صاد ہے | یعنی
ناظم عدیم النظیر
طوطی شیریں
مقال حضرت
منشی محمد اقبال حسین
صاحب عاشق
مہتمم ریاست
بیکانیر کا پہلا
دیوان الموسوم
بہ سہرا عاشق
بہ جمعیت مرتب و
مرتب ہے دیوان
کیا ہے معانی نغز کا
دفتر اور محاورات اردو کے
معلی کا مخزن ہے۔ زبان کی
صفائی اور شیرینی محاورات کی
نمکینی دیکھنے کے لائق ہے۔ مضامین کی
رنگینی خیالات کی پاکیزگی اور بلند پروازی کی
تعریف کیجائے بجا ہے ہر ایک غزل بقعۂ نور ہے اور ہر ایک
شعر آبحیات حضرت عاشق کو مرزا اسد اللہ غالب سے
فیض تلمذ حاصل ہے اور مشق سخن کامل علاوہ
ان کمالات کے اردوے معلے آپکی مادری زبان ہے
اور طبع مقدس مضامین بلند کی کان غرض
یہ دیوان ہمہ صفت موصوف ہے اور ہماری
عرض صرف آپکی ایک نظر انصاف پر
موقوف ہے۔ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

خاتمہ

افکار عاشق

اطلاع دیوان ثانی عاشق

تمام ہوا۔ اور اب افکار عاشق حسن انجام عاشق

حضرت داغ دہلوی کے دیوان دوم موسوم بہ آفتاب داغ کا جواب ہے۔ اسکا ہر شعر انتخاب ہے۔ نیز یہ التزام کیا گیا ہے کہ آفتاب داغ کی اول سے آخر تک کل ... جواب ... قافیہ ... کیا ہے الفاظ کی چستی اور معانی کی درستگی قابل داد خیالات کی بلندی اور مضامین کی جدت پسندی لائق صد آفریں شعر کو شعر سے مقابلہ کرتے وقت ناظرین ملاحظہ کر سکینگے کہ آفتاب داغ کو افکار عاشق سے کیا نسبت ہے کیونکہ آزادی کے ساتھ قافیہ کی پابندی مشکل ترین صنعت ہے آفتاب داغ کا جواب دیکر افکار عاشق نے اور ترقی کی یعنی حضرت منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی کے دیوان الموسوم بہ **مرآۃ الغیب** پر پہلی غزل سے اختتام ردیف الف تک ہر غزل قافیہ بقافیہ لکھی ہے اور ایک قصیدہ موسوم بہ **مناظرہ زلف و رخ** حضرت امیر کے قصیدہ **مناظرہ شانہ و آئینہ** کے جواب میں قافیہ بقافیہ تحریر کیا اور باوجود پابندی قوافی طائر مضامین کو ایک نئی ترکیب سے تسخیر کیا۔ چونکہ دکن ہمیشہ سے قدردان سخن ہے اسلئے یہ ... بنظر ... اعلی حضرت سکندر شوکت کیوان بستگاہ آصف جاہ نواب مستطاب حضرت **میر محبوب علیخان صاحب** بہادر نظام دکن ... اقبالہ و عظمتہ اجلالہ پیش کیا گیا ہے۔ امید کہ بمقتضای سہ

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند * آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند *

اسکو ایکبار ... سے عزت بخشی جائے

الراقم

محمد اقبال حسین

عاشق

الف لیلہ شہرزاد و

... اجتک ... الف لیلہ
طبع ہو چکی ہیں مگر اس الف لیلہ کی اشاعت ...
... سے ہوئی ہے اور ... تین ...
خوبی یہ ہے کہ اسکی زبان دہلی کی روزمرہ ...
اور بامحاورہ ہے ... بڑی بات یہ ہے کہ ... ہیں
الف لیلہ ... ایک ... محاورہ ...
... زمانہ میں تیار کیگئی تھی ... قصہ ...
الف لیلاؤں سے اسمیں زیادہ ... ضمیمہ ...
لگائے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو ... معلوم ہو ...
میں زلیخا ... کا ... لگا ...
چھاپہ ... کا ...

الف لیلہ دنیازاد

... الف لیلہ کے
... عام مشہور ...
... الف لیلہ شہرزاد ...
... الف لیلہ ...
... بھی ملی ہے اصلی
... چار جلدیں
... ہیں ...
... ہے کہ ...
... الف لیلہ ...
... ہوتی تھی ...
... قصص میں
... بلا ... مذاق ...
... ہیں۔ دیباچہ میں
... شہرزاد ...
... کی بات ...
... شہرزاد ... قصہ ... کی
... آخر ... شہزادی ...
... تمہاری بہن ... قصہ ...
... بیان ... اجازت ... شہرزاد
سے بادشاہ کی خواہش ... دنیازاد
بیان کیا اسنے ... منظور کر لیا۔ اور قصہ
بیان کرنے شروع کرئے۔ اسکے مضمون
شہریار ایسا خوش ہوا کہ ... دنیازاد کو ...
سلطنت ... اسمیں ...
... ہی ... تصویریں
... قیمت

المشتہر ... لال ... دہلی ... کلاں